تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا

كِتَابُ اللّٰهِ وَسُنَّةُ نَبِيِّهِ

(الحديث الشريف)

اسلام کا عائلی قانون

اسلامک فیملی لاء

www.KitaboSunnat.com

صلاحُ الدّین حیدر لکھوی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

www.kitabosunnat.com

اسلام کا عائلی قانون

اسلامک فیملی لاء

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لا إله إلا أنت سبحانك إني كنت من الظالمين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا عائلی قانون

اسلامک فیملی لاء

صلاح الدین حیدر لکھوی

حارث بُک کارنر
فرسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
موبائل: 0324-6548653 - 0300-4067636

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ
بحق حارث بک کارنر

۱۴۴۳ھ......۲۰۲۱ء

نام کتاب : **اسلام کا عائلی قانون**

مصنف : صلاح الدین حیدر لکھوی

0322-6913303

اہتمام : حارث بک کارنر، لاہور

کمپوزنگ : الشیخ محمد یعقوب

0300-4067636

ایڈیشن : 2021

ڈسٹری بیوٹرز
کتاب سرائے
پبلشرز، ڈسٹری بیوٹرز، مشیران کتب خانہ جات
الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، پاکستان
فون 042-37320318 فیکس 042-32629724
ای میل: Kitabsaray@hotmail.com

نسخہ کتاب
فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔
فون: 32212991-37239884

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

فہرست

☑ عرض ناشر	۱۰
☑ اپنی سرگزشت	۱۱
☑ اھداء	۱۳
☑ آئینہ کتاب	۱۴
☑ حرف اول	۲۰

نکاح کی حکمت

☑ یہود کے نکاح کا نظام	۲۷
☑ نصاریٰ (عیسائیوں) کے نکاح کا نظام	۲۸
☑ جاہلیت میں عربوں کے نکاح کا نظام	۲۹
☑ اسلام میں نکاح کا نظام	۳۲
☑ نکاح اور زواج کی تعریف	۳۵
☑ نکاح کا حکم	۳۵
☑ مندوبات نکاح	۳۶
☑ خطبہ	۳۷
☑ مخطوبہ کو دیکھنا	۳۸
☑ خطبہ سے رجوع کا بیان	۳۹

نکاح کے ارکان

☑ پہلا رکن: ایجاب وقبول	۴۰
☑ دوسرا رکن: الولایہ	۴۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☑ ولی کی شرائط	۴۲
☑ ولی کی اقسام	۴۳
☑ لڑکی سے نکاح کی اجازت	۴۴
☑ ولی سے متعلق مسائل	۴۵
☑ الکفاۃ فی النکاح	۴۷
☑ کفاۃ کا حکم	۴۷
☑ ملاحظہ ہامہ	۵۱
☑ تیسرا رکن: المحل (بیوی)	۵۱
☑ خاوند اور بیوی کی شرائط	۵۱
☑ کتابیہ سے نکاح کا حکم	۵۱
☑ مسلمان عورت سے کافر کی شادی کا حکم	۵۲
☑ جن عورتوں سے نکاح کرنا حرام ہے	۵۳
☑ نسب کے سبب محرمات	۵۴
☑ مصاہرت کے سبب محرمات	۵۵
☑ رضاعت کے سبب محرمات کے مسائل	۵۷
☑ عارضی محرمات	۵۸
☑ تعدد ازواج	۶۰
☑ نکاح کا اعلان	۶۳
☑ ولیمہ کا حکم	۶۴
☑ چوتھا رکن: مہر	۶۵
☑ مہر کی تعریف اور حکم	۶۵
☑ مہر کی مقدار	۶۶
☑ مہر کی حد ادائی میں فقہاء کا اختلاف	۶۶

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

☑ مہر کی اقسام	۶۹
☑ خلوۃ صحیحہ اور فاسدۃ	۶۹
☑ مہر مسمّی کے احکام	۷۰
☑ مہر مثل کی تعریف	۷۲
☑ مہر معجّل اور موجّل کی تعریف	۷۳
☑ گواہوں کے احکام	۷۴
☑ موجبات خیار	۷۵
☑ عورت کے عیوب	۷۵
☑ خاوند کے عیوب	۷۵
☑ ممنوع اور باطل نکاح	۷۷
☑ نکاح متعہ	۷۹
☑ نکاح شغار (وٹہ سٹہ)	۷۹
☑ نکاح حلالہ	۸۰
☑ بیوی اور خاوند کے حقوق	۸۱
☑ بیوی کے خاوند پر حقوق	۸۴
☑ نفقہ کے وجوب اور عدم وجوب کے احوال	۸۴
☑ عزل کا بیان	۹۳
☑ خاوند کے بیوی پر حقوق	۹۵

طلاق کا بیان

☑ یہود میں طلاق کا قانون	۱۰۲
☑ نصاریٰ میں طلاق کا قانون	۱۰۲
☑ بعثت سے قبل عربوں میں طلاق کا قانون	۱۰۳
☑ طلاق کی لغوی اور شرعی تعریف	۱۰۵

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

☑ طلاق کا حکم	۱۰۵
☑ طلاق کے ارکان	۱۰۷
☑ مکرہ اور سکران کی طلاق کا حکم	۱۰۸
☑ دوسرا رکن: المحل	۱۰۸
☑ تیسرا رکن: الصیغہ	۱۰۹
☑ صریح طلاق	۱۰۹
☑ کنائی طلاق	۱۱۰
☑ نکاح کی شرط پر طلاق	۱۱۲
☑ تحریری طلاق	۱۱۳
☑ طلاق سنی	۱۱۳
☑ طلاق بدعی	۱۱۴
☑ طلاق رجعی	۱۱۶
☑ طلاق بائن بینونہ صغریٰ	۱۱۷
☑ طلاق بائن بینونہ کبریٰ	۱۱۸
☑ تفویض طلاق	۱۱۹
☑ ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم	۱۲۱
☑ خلع کا بیان	۱۲۶
☑ لعان کا بیان	۱۲۹
☑ ظہار کا بیان	۱۳۴
☑ ظہار کا کفارہ	۱۳۵
☑ ایلاء کا بیان	۱۴۱
عدت کا بیان	
☑ عدت کی حکمت	۱۴۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☑ عدت کی اقسام	۱۴۵
☑ لفظ قرء کے مفہوم میں فقہاء کی آراء	۱۴۷
☑ ایک عدت کا دوسری عدت میں منتقل ہونا	۱۵۱
☑ گم شدہ خاوند کی بیوی کی عدت	۱۵۲
☑ معتدۃ کے احکام	۱۵۳

حضانت کا بیان

☑ حضانت کی اجرت	۱۶۳
☑ حضانت کی مدت کے اختتام کا حکم	۱۶۴
☑ مراجع	۱۶۷

❁❁......❁❁......❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وَاَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ، ادی الرسالۃ وبلغ الامانۃ وصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔ اَمَّا بَعْدُ،

اسلام ایک عالمگیر دین ہے۔ جو ہر انسان کو اپنے خالق اور رازق کو پہنچانے کی دعوت دیتا ہے۔انسان ایک شتر بے مہار کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ اسے ہر اچھے عمل کا اجر ملے گا اور ہر برے عمل کی سزا بھی ضرور ملے گی۔اس لیے ہر انسان پر لازم ہے کہ دنیا اور آخرت میں کامرانی اور فلاح کے لیے شریعت کے بتائے ہوئے طریقہ پر گامزن رہے۔

موصوف فضیلۃ الشیخ صلاح الدین حیدر لکھوی ﷾ خاندان لکھویہ کے چشم چراغ ہیں۔

محترم مصنف ایک تجربہ کار اور کامیاب استاذ ہیں۔انہوں نے اپنی ساری زندگی وعظ وارشاد اور تدریس میں گزاری ہے۔موصوف نے اپنی کتاب ''اسلام کا عائلی قانون'' میں قرآن وحدیث کی روشنی میں نکاح، طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ کے احکام کو اردو زبان میں نہایت خوبصورتی اور خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے۔جس سے اہل علم اور طلبہ ہی نہیں بلکہ عام وخواص سب ہی بسہولت استفادہ کر سکتے ہیں۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو امت مسلمہ کی اصلاح کا باعث بنائے۔ فاضل مصنف اور ناشران اور ان کے والدین کو نبی کریم ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے اور ہمارے اعمال صالحہ کو اپنے لیے خالص بنائے اور انہیں شرف قبولیت سے نوازے۔۔آمین بیشک وہ بہترین مولی اور بہترین مددگار ہے۔

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وصَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

الشیخ محمد یعقوب

ستمبر ۲۰۲۱ء لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی سرگزشت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سید الانبیاء والمرسلین وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِینَ......أَمَّا بَعْدُ!

سلسلہ نسب

صلاح الدین حیدر بن حیدر علی بن محمد حسین بن مفسر القرآن والحدیث اور صاحب تفسیر محمدی الحافظ محمد بن الحافظ بارک اللہ لکھوی رحمہم اللہ

پیدائش

میری پیدائش ماہ مئی 1939ء کی ہے اور مقام پیدائش لکھوکی جو ضلع فیروز پور (مشرقی پنجاب انڈیا) کا مشہور و معروف قصبہ ہے۔

تعلیم و تدریس

1956ء میں والدین کی دیرینہ خواہش پر لکھویوں کی پرانی درسگاہ ''جامعہ محمدیہ'' حق بازار اوکاڑہ میں دینی تعلیم شروع کی۔ تقریباً دو سال بعد غزنویوں کے مدرسہ ''دار العلوم تقویۃ الاسلام'' شیش محل روڈ لاہور میں داخلہ لیا۔ اور 1962ء میں سند فراغت حاصل کی ۔۔۔ اسی دوران فاضل عربی اور وفاق المدارس السلفیہ، فیصل آباد سے الشہادۃ العالمیہ کی ڈگری درجہ امتیاز میں حاصل کی۔

میری خوش قسمتی کہ حضرت مولانا داؤد الغزنوی رحمہ اللہ اور والدین کی دعاؤں سے 1963ء میں مجھے سعودی حکومت کی طرف سے سکالرشپ پر جامعہ الاسلامیہ، مدینہ منورہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا، اور 1969ء میں کلیہ الشریعہ سے اللیسانس فی الشریعہ یعنی ایم اے شریعہ کی ڈگری امتیازی حیثیت سے حاصل کی۔

اپریل 1970ء میں سعودی عرب کی وزارہ الشئون الاسلامیہ والدعوۃ والارشاد کی طرف سے دعوت وارشاد اور تدریس کے لیے بطور مبعوث نائیجیریا (غرب افریقہ) کے صوبہ کانو کے دار الخلافہ کانو میں تقرری ہوئی۔ جہاں کالج آف شریعہ میں بطور لیکچرار پھر رئیس قسم الشریعہ ''ہیڈ آف شریعہ ڈیپارٹمنٹ'' اور چند سال بعد ڈین فکالٹی آف شریعہ کے

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

فرائض انجام دیے۔ اس کے علاوہ دعوت وارشاد کے سلسلہ میں نائیجیریا کے دیگر صوبوں میں مختلف اسلامی کانفرنسوں میں بطور مندوب شریک ہونے کے مواقع ملے۔

تالیفات

- دعوت وارشاد اور تدریس کے ساتھ ساتھ 2003ء میں علم المیراث میں اپنی پہلی کتاب (AL.MIRATH) انگلش میں تحریر کی اور وہیں نائیجیریا میں چھپوائی گئی۔
- پاکستان میں آنے کے بعد ''علم االمیراث'' ہی میں 2010ء میں اپنی دوسری کتاب ''اسلام کا قانون وراثت'' تحریر کی۔ جو الحمد للہ دینی مدارس کے طلبہ دیگر کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بے حد مقبول ہے اب تک اس کے تین ایڈیشن چھپ چکے ہیں۔
- اپنی تیسری کتاب ''اسلام کا قانون عقوبات'' جو جرائم کی اسلامی سزاؤں پر مشتمل ہے تحریر کی اور الحمد للہ چھپ چکی ہے۔
- پیش نظر اپنی چوتھی کتاب ''اسلام کا عائلی قانون'' یعنی (اسلامک فیملی لاء) تالیف کی جس میں نکاح، طلاق، عدت، رضاعت اور حضانت جیسے اہم ابواب شامل ہیں۔
- سیرت کے موضوع میں اردو زبان میں امام المحدثین محدث ابن محدث الامام البخاری رحمہ اللہ کی مختصر سیرت تحریر کی، جس کے الحمد للہ ایک ہزار نسخے مفت تقسیم ہو چکے ہیں اب ان شاء اللہ جلد ہی دوبارہ طبع کرنے کا ارادہ ہے۔
- مسائل فقہیۃ مہمۃ نامی رسالہ جو ''ضروری دینی مسائل'' پر مشتمل ہے اردو زبان میں شائع کیا ہے۔ جس میں مختصر طور پر زکاۃ، طلاق، بیع اور وراثت کے مسائل درج ہیں۔

علاوہ ازیں ریٹائرمنٹ کے بعد سے 2019ء تک جامعہ ابی ہریرہ الاسلامیہ، غلہ منڈی، رینالہ خورد میں بطور استاذ الحدیث فرائض انجام دیے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ان مساعی کو شرف قبولیت سے نوازے۔ آمین یارب العالمین وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآله وسَلَّمَ۔

الراجی الی رحمۃ ربہ الباری
صلاح الدین حیدر لکھوی
رینالہ خورد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اھداء

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔۔ اَمَّا بَعْدُ،

میری یہ عاجزانہ کاوش ان جلیل القدر والدین کے لیے ہے جو اپنا پیٹ کاٹ کر اپنی اولاد کی اعلیٰ تعلیم کے اخراجات پورے کرتے ہیں۔تا کہ وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب اور کامران ہوں۔میری مراد میرے والد محترم جناب حیدر علی بن محمد حسنین لکھوی اور والدۃ محترمہ رحمہما اللہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کی مغفرت اور بخشش کے لیے دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو منور فرمائے اور جنت الفردوس الاعلیٰ میں ان کا ٹھکانا بنائے۔

رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ آمین۔

اور ان عام وخواص احباب اور طلبہ حق کے لیے ہے جو دین اسلامی کو صحیح بنیادوں پر سیکھنے میں دلچسپی رکھتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

دعا گو

صلاح الدین حیدر لکھوی

ستمبر ۲۰۲۱ء لاہور

❁❁......❁❁......❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آئینہ کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم أمّا بَعْدُ!

میرے نہایت مشفق اور بڑے بھائی الشیخ صلاح الدین حیدر لکھوی متعنااللہ بطویل حیاتہ کی طرف سے کتاب ''اسلام کا عائلی قانون'' کا مسودہ اس خواہش کے ساتھ موصول ہوا کہ اس کے متعلق اپنے ان خیالات کو تحریر میں لاؤں، جو اس مسودہ کے مطالعہ کے بعد میں نے محسوس کیے ہیں یہ ان کا میرے متعلق حسن ظن ہے وگرنہ ''من آنم کہ من دانم'' حکم کی تعمیل کرتا ہوں ''گر قبول افتدز ہے عزوشرف''۔

جدید سائنس کی ترقی نے مغرب کو اپنے سحر میں جکڑ رکھا ہے ان میں یہ خیال عام ہے کی سائنس نے مذہب کو ہمیشہ کے لیے پیچھے دھکیل دیا ہے اس کی اب ضرورت نہیں رہی جیسا کی مشہور یورپی ماہر نفسیات فرائڈے نے احیاء دین کی کوششوں کا مذاق اڑایا اور لکھا ''انسانی زندگی تین واضح نفسیاتی ادوار سے گزری ہے: ① دور وحشت ② دور مذہب ③ اور دور سائنس اب سائنس کا زمانہ ہے مذہب کی باتوں میں کوئی معنویت نہیں وہ فرسودہ ہو چکا ہے اور اپنی قدر و قیمت کھو چکا ہے۔

دراصل حق/سچائی ان لوگوں کو نصیب ہوتی ہے جو ظاہری (جسمانی) اور باطنی (دل ودماغ) طور پر پاکیزگی پسند ہوں۔ جنہوں نے اپنے اجسام اور اذہان کے افکار کو ناپاک بنالیا ہو حق ان سے دور ہٹ جاتا ہے کیا کسی نے عمدہ بات کہی:

''اللہ تبارک وتعالیٰ کے نازل کردہ قرآن مجید میں اتنی حسین آیات ہیں، جو برے لوگوں سے پردہ کرلیتی ہیں۔''

﴿سَاَصْرِفُ عَنْ اٰيٰتِيَ الَّذِيْنَ يَتَكَبَّرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَاِنْ يَّرَوْا كُلَّ اٰيَةٍ لَّا يُؤْمِنُوْا بِهَا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الرُّشْدِ لَا يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا وَاِنْ يَّرَوْا سَبِيْلَ الْغَيِّ يَتَّخِذُوْهُ سَبِيْلًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ﴾ (الاعراف: ١٤٦)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

''جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں ان کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا، اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی ان پر ایمان نہ لائیں اور اگر واپسی کا رستہ دیکھیں تو اسے اپنا رستہ نہ بنائیں اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اسے رستہ بنالیں، یہ اس لیے کہ انہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے غفلت کرتے رہے۔''

جب یورپ سے توہین مصطفیٰ ﷺ کا آغاز ہوا میں نے اس وقت ایک نظم میں یہ لکھا تھا جو آج بھی حق ثابت ہو رہا ہے:

تخیل ان کا گندا ہے خوراک ان کی حرامی ہے
تو عقل ایسے لعینوں کی مثالی ہو نہیں سکتی

مذہب کے بغیر زندگی کی کوئی حیثیت نہیں مذہب کی بنیادی خصوصیت عقیدہ آخرت ہے۔ جس کی وجہ سے انسان اپنی زندگی میں اعتدال پیدا کرسکتا ہے۔ آخرت سے انکار کے باعث انسان جذبات اور افکار کہ پست سطح پر گر جاتا ہے۔ اور اس کا تخیل بلند پروازی سے محروم ہو جاتا ہے مادی لذت کی طلب اور خواہشات پرستی اسے کسی کام کا نہیں چھوڑتی یوں اسے اعلیٰ اقدار حیات اور شریفانہ جذبات کی اہمیت نظر نہیں آتی۔ حتیٰ کہ حلال وحرام، نفع ونقصان کا احساس مٹ جاتا ہے، وہ نہیں سمجھتا کہ اس کی اخلاقی اقدار تباہ ہو رہی ہیں۔ اسے اپنے عقل کے گھوڑے پر سوار ہو کر مذموم خیالات کے پیچھے بھاگنے کے سوا چارہ نہیں رہتا۔

اسلام انسان کو ہدایت ربانی کی روشنی میں اپنے خیالات کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ روشنی میں مہذب بناتا ہے اسلام نور ہے، اس نور کی روشنی میں وہ زندگی کے ہر معاملہ کا حل تلاش کرتا ہے۔ وہ اپنے خیالات کو رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کے تابع کر دیتا ہے۔ اور خوشگوار پرسکون زندگی کا لطف اٹھاتا ہے۔ دور رسالت اور خلافت راشدہ کا سنہری زمانہ اس کی بہترین مثال ہے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ اپنے خودساختہ خیالوں کی دنیا میں پریشان وحیران پھرتا ہے۔ سکون نہیں ملتا جس سے وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پراگندگی کا شکار ہو جاتا ہے اور شیطانی وسوسوں کی لپیٹ میں آ کر عجیب و غریب نظریات پیش کرتا ہے جو انسانی تہذیب و تمدن کے خلاف ہوتے ہیں گمراہ لوگ اسلام کو اس لیے ناپسند کرتے ہیں کہ وہ انسان کو اس کی خواہشات کے مطابق آزادی تکر نہیں دیتا، وہ اسلام کو اپنی خواہش کے تابع رکھنا چاہتے ہیں۔ دنیا اُن کے دماغ پر سوار ہو جاتی ہے۔

ومن كانت الدنيا هواه وهمه سبته المني واستعبدته المطامع

"دنیا جس کا مطمع نظر اور خواہش بن جائے ایسے شخص کو خواہشات قیدی بنا لیتی ہیں اور حرص اسے اپنا غلام بنا لیتی ہے۔"

اسلام اصولی طور پر انسان کے تمام فطری جذبات کو تسلیم کرتا ہے وہ اس کی جائز خواہشات کا گلہ نہیں گھونٹتا بلکہ عملی زندگی میں انہیں اظہار کا پورا موقع دیتا ہے۔ تا کہ ایک معقول حد تک جائز طریقے سے مسرت تو حاصل کرے لیکن معاشرہ کو کوئی نقصان یا تکلیف نہ پہنچے۔ تا کہ معاشرہ شتر بے مہار اور بگاڑ کا شکار نہ ہو جائے۔

جنسی خواہشات کے لیے اسلام کا ایک مکمل نظام ہے انسان پر ایسی ذمہ داریاں عائد کرتا ہے۔ جس کے ذریعہ جنس مخالف کے حقوق پامال نہیں ہوتے بلکہ اُسے زندگی بھر کا تحفظ اور سکون حاصل ہوتا ہے جبکہ خواہشات کے غلاموں کو خواہ اُن کا تعلق مردوں سے ہو یا عورتوں سے ایک مدت کے بعد مایوسی اور شرمندگی کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ جوانی کے ایام سے تو فائدہ اٹھا لیا، جیسے جیسے عمر بڑھتی گئی مستقبل کی بربادی اور ویرانی کا خوف دل و دماغ پر چھا جاتا ہے اور ماؤف ہو جاتا ہے دنیا تاریک ہونے لگتی ہے آج مغربیت سے مرعوب ذہن اسلام سے بغاوت ہی نہیں کرتا ہے بلکہ سطحی سوچ کی رو میں بہہ کر خود اپنی تذلیل کا سامان بھی کرتا ہے آج ایسی ذہنیت کے مرد اور عورتیں اسلام کے عائلی نظام سے نکل کر جنسی آزادی کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور یہ خیال تک نہیں کرتے کہ انسانی معاشرہ میں آوارگی بُرا فعل ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ﴾(التين:5/95) "پھر اُسے نیچوں سے نیچا کر دیا۔"

حیوانوں سے بدتر زندگی میں جا پڑتے ہیں جو کسی ضابطے کے پابند نہیں ہوتے۔ انسانیت سے نکل کر حیوانی جبلت کو پسند کرنے لگتے ہیں۔ شرم و حیا کا تصور ہی مٹ جاتا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ حیوانوں سے شادی تک کی حرکات کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اسے تہذیب کا کمال گردانتے ہیں (العیاذ باللہ)

ایسی ذہنی آلودگی کے شکار لوگ جن میں بعض مرد اور بعض عورتیں پیش پیش ہیں جو علی الاعلان بے شرمی سے کہتے ہیں کہ شادی کے لیے نکاح کی ضرورت نہیں جس کسی سے دل چاہے میل ملاپ رکھو آزادی ہے۔

پیش نظر کتاب ''اسلام کا عائلی قانون'' جس کے مصنف کو اکابر علماء اہل سنت میں ایک بلند مقام حاصل ہے، مولانا الشیخ صلاح الدین حیدر لکھوی حفظہ اللہ فاضل مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب) ہیں۔ مصنف محترم 2003ء تک نائجیریا کے مختلف تعلیمی اداروں میں بطور صدر شعبہ شریعہ اور پرنسپل رہے، آپ سعودی حکومت کی طرف سے مبعوث کی حیثیت میں خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں۔

کتاب ''اسلام کا عائلی قانون'' کو پوری تحقیق کے بعد قلم اٹھایا ہے اور اس کا حق ادا کر دیا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی سعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے۔ اللہ احکم الحاکمین مصنف موصوف اور ان کے اسلاف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے نیز عالم انسانی کے لیے بالعموم اور اہل اسلام کے لیے بالخصوص مشعل راہ بنائے۔ آمین۔

وہ اپنی مذکورہ کتاب میں تحریر فرماتے ہیں کہ بعثت سے قبل نکاح کا نظام کیا تھا جس کے ذکر سے ''اسلام کا عائلی قانون'' کی حقانیت اور فضیلت بہتر طور پر واضح ہو جائے گی۔

یہودیت کے ہاں نکاح

ہر بالغ قادر پر نکاح کرنا ضروری ہے یہ ان کے فقہاء کا فتویٰ ہے کہ جو قدرت کے باوجود نکاح نہیں کرتا تو اس کا گناہ جریمۃ القتل ہے اور اُسے نور اللہ اور اس کی رحمت سے محروم گردانا جاتا ہے۔ آگے لکھتے ہیں:

> ''اگر اس کی بیوی بانجھ ہو اور بچے پیدا کرنے سے محروم ہو تو وہ خاوند اپنی بیوی کی لونڈی سے ہم بستری کرتے ہیں تاکہ اُس کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جائے تو وہ مولود لونڈی کے بجائے بیوی کا گردانا جاتا ہے اور وہی اُس کی پرورش کرتی ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عیسائیت کے ہاں نکاح

فاضل مصنف کہتے ہیں۔ یہ تو ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں شادی نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ان کے حواریوں نے شادیاں کی تھیں چنانچہ انجیل میں صراحتاً نکاح نہ کرنے اور رہبانیت اختیار کرنے کی دعوت ہے۔ تاکہ لوگ اپنے آپ کو رب کی عبادت کے لیے مختص کرلیں۔ آگے تحریر کرتے ہیں:

''لیکن زنا کے خوف سے ایک آدمی کے لیے صرف ایک عورت ہونی چاہیے اس طرح ایک عورت کے لیے ایک مرد ہونا چاہیے۔''

جاہلیت میں عربوں کے ہاں نکاح کا نظام

فاضل مصنف تحریر کرتے ہیں: ''جزیرہ العرب میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل عربوں کے ہاں نکاح سے متعلق کوئی قواعد وضوابط نہیں تھے۔ فحاشی اور جسم فروشی عام تھی ایک آدمی کی بیوی میں کئی آدمی شریک ہوجایا کرتے تھے اور ایک آدمی کے نکاح میں لا تعداد بیویاں ہوا کرتی تھیں اور بعض اوقات ایک آدمی ایک وقت میں دو حقیقی بہنوں سے شادی کرلیا کرتا تھا۔''

مذکورہ بالا نکاح کی اقسام ایک آزاد خیال ذہن کے عین موافق ہیں وہ دور جو بگاڑ کا شکار ہوا وہ آج بھی اسلام کے نکاح سے متعلق قواعد وضوابط کو تسلیم نہیں کرتے، اُسی دور جاہلیت میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ جو ذہن چاہتا ہے کہ من مرضی ہونی چاہیے ''میرا جسم میری مرضی'' اسی سوچ کا شاخسانہ ہے جس کی قباحتوں سے جوانی دیوانی واقف نہیں ہے۔ اُسے اس نقصان کا احساس ہی نہیں جو اسے ہڈیوں کا ڈھانچہ بنا دے گا۔ اس کے جسم اور روح کو نچوڑ دے گا۔

فاضل مصنف نے ''اسلام کا عائلی قانون'' میں تحریر کیا ہے۔ اسلام کے کسی شعبہ زندگی کے نظام کو لے لیں وہ ایسی محکم بنیادوں پر قائم ہے، جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وضع کردہ ہیں وہ ہر دور میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے قابل عمل ہیں۔ فاضل مصنف ''البخاری ومسلم'' سے رسول اللہ ﷺ کا ایک فرمان ترجمہ کے ساتھ لائے ہیں:

''اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لے یہ نگاہ کو نیچے رکھے گا اور شرمگاہ کی حفاظت کا باعث ہوگا اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا اُسے روزے رکھنا چاہیے کیونکہ یہ شہوت کو ختم کر دیتے ہیں۔"

شادی کے مسائل کے ساتھ ساتھ مصنف نے نکاح سے متعلق تمام امور کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔ یہ کتاب ایک علمی ذخیرہ ہے اور راہنمائی کا ذریعہ ہے جو حاضر دماغی سے اس کا مطالعہ کرے گا مجھے یقین ہے کہ اسلام کے عائلی قانون سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا اور آزاد خیالی کے نقصانات کو بخوبی سمجھ لے گا۔ اور اپنا دامن اس ذہنی آوارگی سے محفوظ کر لے گا۔ یہ کتاب تشکیک زدہ ذہنوں کو حقیقت تک پہنچنے میں مددگار ثابت ہوگی۔ انسانِ کو اللہ جل شانہ نے تخلیق کیا۔ ہے وہی اس کی مکمل راہنمائی کا انتظام کر سکتا ہے اور کر چکا ہے کوئی دوسرا انسانی کمزوریوں کو کیسے سمجھ سکتا ہے جو انسان کی تخلیق کر ہی نہیں سکتا وہ کیسے اس کے نفع ونقصان کو سمجھ سکتا ہے۔ آیئے اسلام کے دیے ہوتے عائلی قانون کو تسلیم کر لیں اور زندگی کو باعث راحت بنا لیں۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ فاضل مصنف کے علم وعمل اور عمر میں برکت فرمائے اور ہر پڑھنے والے کو سوچنے اور سمجھنے کی صلاحیت عطا کرے اور اللہ کریم ہم سب پر اپنی رحمت کا نزول فرمائے۔ آمین

پروفیسر عبدالجبار (ایم اے اسلامیات)

فاضل جامعہ محمدیہ اوکاڑہ

EX .E.D.O.(EDU) Okara

❁❁......❁❁......❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرف اول

نکاح کرنا اللہ سبحانہ تعالیٰ کا وضع کردہ ایسا نظام ہے جس سے کوئی بھی مخلوق مستثنیٰ نہیں ہے۔ چاہے وہ عالم انسان ہو یا عالم حیوانات یا عالم نباتات ہی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کے جوڑے (نر اور مادہ) بنائے ہیں جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿سُبۡحٰنَ الَّذِیۡ خَلَقَ الۡاَزۡوَاجَ کُلَّہَا مِمَّا تُنۡۢبِتُ الۡاَرۡضُ وَ مِنۡ اَنۡفُسِہِمۡ وَ مِمَّا لَا یَعۡلَمُوۡنَ﴾(یس:۳۶)

''وہ ذات پاک ہے جس نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی اُگائی ہوئی چیزیں ہوں، خواہ خود ان کے نفوس ہوں، خواہ وہ چیزیں ہوں جنہیں یہ جانتے بھی نہیں ہیں۔''

دوسری آیت میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنۡ کُلِّ شَیۡءٍ خَلَقۡنَا زَوۡجَیۡنِ لَعَلَّکُمۡ تَذَکَّرُوۡنَ﴾(الذاریات: ۴۹)

''ہر چیز کو ہم نے جوڑا جوڑا پیدا کیا، تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔''

نکاح کے نظام کا اصل مقصد اللہ کی مخلوق میں تسلسل و تکاثر اور اس کی بقا مقصود ہے تاکہ ہر مخلوق ہر دور میں ہمیشہ نشوونما پاتی اور بڑھتی رہے۔ اس نظام میں عالم حیوانات اور عالم نباتات کی نسبت عالم انسان یعنی بنی آدم زیادہ مطلوب و مقصود ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَزۡوَاجًا وَّ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ اَزۡوَاجِکُمۡ بَنِیۡنَ وَ حَفَدَۃً وَّ رَزَقَکُمۡ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ﴾ (النحل:۷۲)

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے تم سے ہی تمہاری بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے لیے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے اور تمہیں پاکیزہ چیزیں کھانے کو دیں۔''

www.kitabosunnat.com

''محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نکاح ایسا ربانی نظام ہے جس میں ہر مرد اور عورت آپس میں محبت، مودت اور باہمی تعاون سے ایک دوسرے کے ساتھ احسن طریقے سے زندگی گزارتے ہیں جس کے نتیجہ میں انسان بڑے سکون اور اطمینان سے اپنے رب کی عبادت کرسکتا ہے اور دیگر فرائض بھی احسن طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ اسلام میں عائلی نظام یعنی نکاح اور طلاق وغیرہ کا نظام ایسی بنیادوں پر قائم ہے جو کسی صورت میں بھی قابل تبدیل نہیں ہے اور یہ نظام ہر زمانہ اور ہر دور کی اقوام کے لیے قابل عمل ہے اللہ تعالیٰ نے خود اس کے قوانین بھی وضع فرمائے، نکاح اور طلاق سے متعلق احکام قرآن کریم کی پانچ سورتوں بقرہ، نور، احزاب اور طلاق کی تقریباً تیس آیات میں بیان کیے گئے ہیں اور زوجین کے حقوق کی تفصیل بھی سورۃ بقرہ، انبیاء، احزاب اور طلاق میں مذکور ہیں۔ اسی طرح ان کے احکام متعدد صحیح احادیث میں بتائے گئے ہیں جن کا شمار کرنا مشکل ہے۔ ایسے قوانین دیگر الہامی کتب میں بھی موجود ہیں۔ جنہیں اپنے منتخب انبیاء کرام اور رسولوں کے ذریعہ ان کی امتوں تک پہنچایا ہے جن کی مثال کسی بھی خود ساختہ قوانین میں نہیں ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس ازدواجی تعلق کو بڑے احسن انداز میں بیان فرمایا ہے:

﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً﴾ (الروم: ۲۱)

''اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی پیدا کردی۔''

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اسلام کی نظر میں نیک اور صالحہ بیوی دنیاوی زندگی میں آدمی کے لیے سب سے بڑی نعمت ہے۔ آدمی دن بھر کی محنت اور مشقت کے بعد جب گھر لوٹتا ہے تو اُسے راحت اور سکون کی ضرورت ہوتی ہے جسے وہ اپنی بیوی کے پہلو میں پاتا ہے جیسے قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾ (البقرۃ: ۱۸۷)

''بیوی تمہارا لباس ہے اور تم اس کا لباس ہو سے تعبیر کیا گیا ہے۔''

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”الدنیا متاع وخیر متاعها المرأة الصالحة“ (رواہ مسلم)

”دنیا تو آرائش کا سامان ہے اور اس کا بہترین سامان صالحہ عورت ہے۔“

اس طرح آپ ﷺ نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا:

”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن النبی ﷺ قال: ألآ اخبرکم بخیر ما یکنز المرء؛ المرأة الصالحة اذا نظر الیها سرّته واذا غاب عنها حفظته واذا أمرها أطاعته“ (المستدرک للحاکم)

”کیا میں تمہیں آدمی کے قیمتی خزانہ سے متعلق نہ بتاؤں وہ نیک بیوی ہے، جب اسے دیکھتا ہے تو اسے مسرت حاصل ہوتی ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے مال اور اہل عیال کی حفاظت کرتی ہے اور جب بھی وہ اُسے کوئی حکم دیتا ہے تو اطاعت اور فرمانبرداری کرتی ہے۔“

نکاح کی اہمیت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔ اسلام نے نکاح کو ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے اہم اور ضروری قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ معاشرہ سے زنا، بدکاری اور فحاشی کو ختم کرتا ہے۔ اسلام، فحاشی کی اشاعت کو کسی صورت میں بھی برداشت نہیں کرتا اسی وجہ سے شریعت نے زنا کی سخت ترین سزا مقرر کی ہے۔ اسلام ہر بالغ قادر مسلمان مرد اور عورت کو نکاح کی ترغیب دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے:

”عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: ”یامعشر الشباب من استطاع جنکم الباء ة فلیتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء“

(ابو داؤد، البخاری، مسلم)

”حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نگاہوں کو نیچے رکھنے کا سبب ہے۔ اور یہ شرم گاہ کی حفاظت کا باعث بھی ہے اور جس میں نکاح کرنے کی طاقت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

نہ ہوتو اُسے چاہیے کہ وہ روزے رکھے اس سے شہوت ختم ہو جاتی ہے۔"

(وجاء کا لغوی معنی خصی کرنے کے ہیں اور یہ وصف روزوں میں موجود ہے)۔

نکاح کی اہمیت کے بارے میں کتاب وسنت کی تصریحات کے پیش نظر ہم صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ دین کے ہاں نکاح کی اہمیت کا اندازہ ان کے عمل سے لگا سکتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"لولم يبق أجلى الا عشرة ايام وأعلم أنى أموت فى آخرها ولى طول النكاح فيهن لتزوجت مخافة الفتنة"

"اگر میری زندگی کے دس دن باقی رہ جائیں اور مجھے یقین ہو کہ میں دسویں دن ضرور مر جاؤں گا اور مجھ میں ان دنوں میں نکاح کی قدرت ہے تو میں پھر بھی فتنہ کے خوف سے ضرور نکاح کرلوں گا۔"

اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت سعید بن جبیر سے کہا: "تزوّج فان خير هذه الأمة اكثرها نساء أ" یعنی اے سعید نکاح کرو کیونکہ اس امت میں سے بہترین لوگ وہی ہیں جن کی بیویاں شریعت کے مطابق زیادہ ہوں۔

نکاح کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے نکاح کو انبیاء کرام کی سنت قرار دیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً﴾

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تم سے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں اور ان سب کو بیویاں اور اولاد بھی دی ہے۔" (الرعد: ۳۸)

اسی طرح حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أربع من سنن المرسلين، الحياء والتعطر والسواك والنكاح" (الترمذی)

"چار چیزیں انبیاء علیہم السلام کی سنن میں سے ہیں، شرم وحیاء کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔"

اسلام میں نکاح کا اصل مقصد صرف انسانی شہوت کو پورا کرنا ہی مقصود نہیں ہے بلکہ اس میں بہت سی دیگر حکمتیں بھی پوشیدہ ہیں۔ جن میں سے سب سے اہم تحقیق النسل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اس کی کثرت تعداد کا ہونا ہے۔ تاکہ امت محمد ﷺ کی تعداد دیگر انبیاء کرام کی امتوں سے زیادہ ہو۔ چنانچہ اس موضوع سے متعلق نبی کریم ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔

”عن انس قال! كان النبي ﷺ يقول: تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الانبياء يوم القيامة“ (رواه احمد وابن حبان)

”زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن دوسرے انبیاء کرام کی امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔“

ایک دوسری حدیث میں ارشادِ نبوی ہے:

”تناكحوا تكثروا فاني مباهٍ بكم يوم القيامة“

”یعنی (اے مسلمانوں) زیادہ سے زیادہ شادیاں کرو۔ تاکہ تمہاری تعداد زیادہ ہو جائے۔ کیونکہ قیامت کے دن میں دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔“

ایک مشہور مقولہ ہے: ”الأمم تعلو كلمتها بكثرة تعدادها“

”یعنی امتوں کی ترقی کا دارو مدار ان کی کثرتِ تعداد میں ہے۔“

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت کے ساتھ شادی کرنا ناپسند فرمایا ہے جو بانجھ یعنی بچے پیدا کرنے کے لائق نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

”عن معقل بن يسار رضی اللہ عنہ قال ان رجلا جاء الى النبي ﷺ فقال: يارسول الله انى أحببت امرأةً ذات حسب وجمال وانها لا تلد أفأتزوّجها؟ فقال النبي ﷺ لا: ثم أتاه الثانية فنهاه. ثمّ أتاه الثالثة فقال: تزوّجوا الودود الولود فاني مكاثرٌ بكم الأمم“ (رواه ابوداؤد)

”حضرت معقل بن یسار سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور پوچھا اللہ کے رسول میں ایک خاندانی خوبصورت عورت کو پسند کرتا ہوں لیکن اس میں بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ شادی کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے دوبارہ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

پوچھا تو آپ نے اُسے منع فرمایا۔ پھر تیسری بار پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو۔ کیونکہ میں قیامت کے دن دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔"

عائلی قوانین کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے اپنی کتاب (اسلام کا عائلی قانون) کو تالیف کیا ہے۔ جس میں ان شاء اللہ حسب الاستطاع ایک مثالی مسلم فیملی سے متعلق جملہ قوانین کو مختصر طور پر بیان کیا ہے جو نکاح، طلاق، عدت اور رضاعت وغیرہ جیسے اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو شرف قبولیت بخشے اور اُسے میرے اور میرے آباؤ اجداد (رحمہم اللہ تعالیٰ) اور اساتذہ کرام کے لیے صدقہ جاریہ بنائے اور آخرت میں ان کے درجات حسنہ میں اضافہ فرمائے۔ آمین

نیز دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری اس کاوش کو محض اپنی خوشنودی اور رضا جوئی کی خاطر قبول فرمائے اور اس دن کے لیے زادِ راہ بنائے جس دن مال و دولت، اہل وعیال اور کوئی عزیز واقارب کام نہ آئیں گے۔

آخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى اصحابه اجمعين.

الفقیر الی اللہ
صلاح الدین حیدر لکھوی
رینالہ خورد، ضلع اوکاڑہ
0322-6913303

www.kitabosunnat.com

❋❋.....❋❋.....❋❋

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نکاح کی حکمت

نکاح کی اہمیت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے واضح ہے۔ اسلام نے نکاح کو از حد اہم قرار دیا ہے۔ کیونکہ یہ معاشرہ سے زنا، بدکاری اور فحاشی کو ختم کرتا ہے اور ان کی اشاعت کو کسی طرح بھی برداشت نہیں کرتا، یہی وجہ ہے کہ شریعت نے زنا کی سخت ترین سزا مقرر کی ہے۔ اسلام غیر شادی شدہ لوگوں کو نکاح کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر کوئی فقر اور افلاس کی وجہ سے شادی نہیں کرنا چاہتا، تو نبی کریم ﷺ نے انہیں خوش خبری دی ہے کہ شادی کرو اللہ تعالیٰ تمہیں مالدار اور غنی کر دے گا۔

اسلام نے جب مرد اور عورت پر نکاح کرنا ضروری قرار دیا ہے تو اس سے صرف قضاء شہوت ہی مطلوب و مقصود نہیں اور اگر یہی مقصود ہوتا تو پھر انسان اور حیوان میں کیا فرق رہ جاتا بلکہ اس میں لاتعداد حکمتیں پوشیدہ ہیں ان میں سے چند ایک جو زیادہ اہم ہیں درج ذیل ہیں:

① نکاح کا اہم مقصد اور ہدف بنی آدم کی نسل کی بقا مطلوب ہے تاکہ روزِ قیامت تک اس کی تعداد بڑھتی اور پھولتی رہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً﴾ (النحل: ۷۲)

”اور اللہ ہی نے تم میں سے تمہارے لیے بیویاں پیدا کیں اور تمہاری بیویوں سے تمہارے بیٹے اور پوتے پیدا کیے۔“

② شرعی نکاح کے ذریعے معاشرہ میں فحاشی اور بدکاری کے آگے بند باندھا جاتا ہے جس سے دونوں خاندانوں کا حسب و نسب محفوظ رہتا ہے اور کسی قسم کے غلط اختلاط کا شائبہ نہیں رہتا۔

③ مرد اور عورت جو بالکل اجنبی ہوتے ہیں شرعی نکاح کے بعد ان کے درمیان محبت اور مودت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور وہ پُرمسرت زندگی گزار...تے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

④ شرعی نکاح سے اللہ تعالیٰ خاوند اور بیوی کو اولاد کی نعمت سے نوازتا ہے جو ان کے لیے دلی سرور کا سبب ہوتے ہیں۔

⑤ نکاح سے بنی آدم کو رہبانیت اور تجرد سے روکنا مقصود ہے۔

⑥ نکاح صرف نبی کریم ﷺ کی سنت ہی نہیں بلکہ یہ تمام انبیاء کرام کی سنت ہے۔ قرآن کریم ہے:

﴿ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ﴾

''اور (اے محمد ﷺ) ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔'' (الرعد:۳۸)

بعثت سے قبل نکاح کا نظام

اسلام میں نکاح سے متعلق احکام جاننے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ ہم بالاختصار ان قوانین، قواعد اور اصولوں سے متعلق جان لیں جو اسلام کے ظہور سے قبل دوسری اقوام میں پائے جاتے ہیں۔ ان کا موازنہ کرنے سے ایک عاقل قاری پر اسلامی قوانین کی حقانیت اور فضیلت بہتر طور پر واضح ہو جائے گی۔ مزید براں کہ کیا اسلامی تعلیمات میں زیادہ عدل و انصاف پایا جاتا ہے یا دوسری قوموں کے خود ساختہ قوانین میں؟

آئیں سب سے پہلے موجودہ زمانے کے یہودیوں کے قوانین دیکھتے ہیں۔

یہود کے نکاح کا نظام

کلمۃ یہود ''ھاذ'' سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی رجوع کرنا ہے کہا جاتا ہے کہ اُسے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے اس مقولہ سے لیا گیا ہے۔ (انا ھدنا الیک) ہم تیری طرف لوٹ آئے۔ بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ یہود سیدنا یعقوب علیہ السلام کے ایک بیٹے کا نام تھا، اور اس کی اولاد کو بنی یہودا کہا جاتا تھا پھر اس کی کثرتِ نسل کی وجہ سے سیدنا یعقوب علیہ السلام کی جملہ اولاد کو یہودی کہنا مشہور ہو گیا۔ (تاریخ العرب قبل الاسلام، ج ۹۵/۶، ڈاکٹر جواد علی)

یہودیوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ سیدنا یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہونے کی وجہ سے انہیں بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہی تھا۔

یہود کے ہاں نکاح ہر بالغ قادر پر ضروری ہے ان کے فقہاء کا فتویٰ ہے جو قدرت کے باوجود نکاح نہیں کرتا تو اس کا گناہ جریمۃ القتل کے برابر ہے اور اُسے نور اللہ اور اس کی رحمت سے محروم گردانہ جاتا ہے۔ خاوند اپنے خاندان کی بقا کی خاطر اپنی بیوی سے بیٹے کی پیدائش ضروری سمجھتے ہیں اگر اس کی بیوی بانجھ ہو اور بچے پیدا کرنے سے محروم ہو تو وہ خاوند بیوی کی لونڈی سے ہم بستری کرتے ہیں تاکہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہو جائے۔ تو وہ مولود لونڈی کی بجائے بیوی کا گردانہ جاتا ہے اور وہی اس کی پرورش کرتی ہے۔ (الأحوال الشخصية الدكتور السباعي، ص ۳۹)

چنانچہ انجیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارا کا ذکر ہے کہ جب وہ اولاد پیدا نہ کرسکی تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی لونڈی حضرت ہاجر عطا کردی تاکہ وہ اس سے مباشرت کریں اس کا کہنا تھا کہ مجھے تو اللہ نے اولاد سے محروم کردیا ہے ہوسکتا ہے کہ اللہ اس کے ذریعے مجھے بیٹا عطا کردے چنانچہ حضرت ہاجر کے بطن سے حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اس کے بعد حضرت سارا کو بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت اسحاق علیہ السلام سے نوازا۔ (سفر التكوين. الاصحاح ۱۶/)

اسی طرح انجیل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل کا ذکر ہے کہ جب وہ بچے پیدا نہ کرسکی تو اس نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ مجھے بھی میری بہن کی طرح اولاد چاہیے ورنہ میں مرجاؤں گی "هب لي أولاد والا أنا، اموتُ" چنانچہ اس نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اپنی لونڈی بلھۃ سے مباشرت کرنے کے لیے کہا تاکہ وہ اس کے بطن سے بیٹا حاصل کرسکے جب بلھۃ کے بطن سے جب بیٹا ہوا تو راحیل نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے میری دعا سن لی اور مجھے بیٹا عطا کیا۔ (سفر التكوين. الاصحاح ۳۰/)

تو یہ ہے یہود کے ہاں نکاح کا نظام جو انجیل میں موجود ہے۔

نصاریٰ (عیسائیوں) کے نکاح کا نظام

یہ تو ثابت شدہ حقیقت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں شادی نہیں کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تھی اور نہ ہی ان کے حواریوں نے شادیاں کی تھیں۔ چنانچہ انجیل میں صراحتہ نکاح نہ کرنے اور رہبانیت اختیار کرنے کی دعوت ہے تاکہ لوگ اپنے آپ کو رب کی عبادت کے لیے مختص کرلیں۔ اور انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان موجود ہے کہ تمہیں معلوم ہے کہ کئی دفعہ آدمی اپنی ماں کے پیٹ سے ہجڑا (خنثیٰ) پیدا ہوتا ہے اور اس میں رب تعالیٰ کی رضا بھی شامل ہوتی ہے اور بعض لوگ خود ہی اپنے آپ کو خصی کر لیتے ہیں کبھی کچھ لوگ بھی ایک دوسرے کو خصی کر دیتے ہیں۔ اس لیے تم میں سے جو چاہے اپنے آپ کو خصی کرلے اور جو نہ چاہے تو وہ بے شک اپنے آپ کو خصی نہ کرے اس میں بھی رب کی رضا شامل ہوگی۔ (انجیل متی. الاصحاح ۱۹/ آیات ۱۰. ۱۱)

اس طرح مسیحی دیانت کے ایک مجدد پولس نے بھی شادی نہیں کی تھی اور اس کا رجحان بھی رہبانیت کی طرف ہے جیسا کہ اس نے کورنثوس شہر کے سکان کو خط لکھا "جس سے متعلق تم لوگوں نے سوال کیا ہے تو تم لوگوں کے لیے بہتر ہے کہ عورت کو چھونا بھی نہیں اور نہ ہی اس کے قریب جانا ہے۔ لیکن زنا کے خوف سے ایک آدمی کے لیے صرف ایک عورت ہونی چاہیے اسی طرح ایک عورت کے لیے بھی ایک مرد ہونا چاہیے۔ لیکن کنواری لڑکی اور جس مرد نے ابھی تک شادی نہیں کی تو وہ اسی طرح بغیر شادی کے رہیں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے۔ کنوارہ رہنا رب تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ فعل ہے کیونکہ وہ تنہائی میں اپنے رب کو راضی کرنے میں لگا رہتا ہے اور شادی شدہ آدمی اپنے دنیاوی امور میں مشغول رہتا ہے۔ (الرسالة الى أهالي كورنثوس الاصحاح ، ۷)

مندرجہ بالا دلائل سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیحی دیانت میں اپنے آپ کو عبادت کرنے کے لیے مختص کرنے کے لیے شادی نہ کرنا اور رہبانیت کو اختیار کرنا زیادہ افضل ہے۔

جاہلیت میں عربوں کے نکاح کا نظام

جزیرۃ العرب میں نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل عربوں کے ہاں نکاح سے متعلق کوئی قواعد و ضوابط نہیں تھے فحاشی اور جسم فروشی عام تھی۔ ایک آدمی کی بیوی میں کئی آدمی شریک ہو جایا کرتے تھے اور ایک آدمی کے نکاح میں لاتعداد بیویاں ہوا کرتی تھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بعض اوقات ایک آدمی ایک ہی وقت میں دو حقیقی بہنوں سے شادی کرلیا کرتا تھا۔ اسی طرح اگر خاوند فوت ہو جائے تو اس کے اہل خانہ بیوہ کے وارث ہوا کرتے تھے اور اُسے اپنی ملکیت تصور کرتے تھے اگر وہ چاہتے تو ان میں سے کوئی اس سے شادی کر لیتا اور اگر چاہتے تو کسی غیر سے اس کی شادی کر دیتے جبکہ بیٹا اپنے متوفی والد کی بیوہ سے شادی رچا لیا کرتا تھا۔ بعض اوقات کسی سے بھی اس کی شادی نہیں کرتے تھے اور باقی ماندہ زندگی وہ یونہی گزارتی تھی۔ جیسا کہ درج ذیل حدیث سے واضح ہوتا ہے:

"انهم كانوا اذا مات الرجل كان أولياؤه أحق بامراته ان شاء بعضهم تزوجها وان شاووا زوّجوها وان شاووا لم يزوجوها. فهم احق بها من أهلها وكان الولد يتزوج زوجة أبيه بعد موته"

(البخاری و مسلم)

"اگر کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو (عورت کے اولیاء کی بجائے) متوفی کے اولیاء اس کے زیادہ حق دار ہوا کرتے تھے ان میں سے اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اگر وہ چاہتے تو کسی غیر سے اس کی شادی کر دیتے اگر وہ نہ چاہتے تو کسی سے بھی اس کی شادی نہیں کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بیٹا اپنے باپ کی بیوہ سے شادی رچا لیا کرتا تھا۔"

مزید برآں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت سے قبل عربوں کے ہاں مروجہ نکاح کی اقسام کی وضاحت فرماتی ہیں:

"يُروى عن أم المومنن عائشة رضي الله عنها ان النكاح فى الجاهلية على أربعة أنماءِ. قد كان منها نكاح الناس اليوم : يخطب الرجل الى الرجل ابنته فيصدقها ثم ينكحها. ونكاح آخر كان الرجل يقول لامراته اذا طهرت من حيضها اذهبى الى فلان فاستبضعى منه ويعتزلها زوجها لا يمسها حتى يتبين حملها من ذلك الرجل. ونكاح آخر يجتمع الرهط مادون العشرة فيدخلون على المرأة كلهم يصيبونها فاذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حملت ووضعت ومرت ليالي بعد أن تضع فارسلت اليهم فلم يستطيع رجل منهم أن يمتنع حتى يجتمعوا عندها فتقول لهم فقد عرفتم الذى من أمركم وقد ولدت فهو ابنک يا فلان تلحقه بمن أحبت فلا يستطيع ان يمتنع ونكاح آخر يجتمع كثير من الناس فيدخلون المرأة فلا تمتنع ممن جاء ها وهن البغايا كن ينصبن على أبوابها الرايات فمن أرادهن دخل عليهن فاذا حملت احداهن ووضعت جمعوا لها ودعوا لها القافة (وهو من يعرف التشابه بين الافراد) فيلحق الولد بأشبه الناس به. فالحقوا ولدها بالذى يرون فالتحق بنسبه ودعى ابنه لا يمتنع منه. فلما بعث محمد ﷺ هدم نكاح الجاهلية كله الا نكاح الناس اليوم"

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بعثت سے قبل عربوں کے ہاں نکاح چار طرح کے ہوتے تھے۔ ان میں سے ایک موجودہ نکاح کی طرح کا ہوتا تھا کہ ایک آدمی دوسرے کی بیٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجتا موافقت کے بعد وہ حق مہر ادا کر کے اس سے شادی کر لیتا تھا۔ دوسرے نکاح میں جب خاوند کی بیوی حیض سے پاک ہو جاتی تو وہ اُسے کسی دوسرے آدمی پاس بھیج دیتا تاکہ وہ اس سے مباشرت کرے اور اس سے حاملہ ہونے تک اس کا خاوند اس سے مباشرت نہیں کرتا تھا۔ اسی طرح ایک نکاح اس طرح ہوتا تھا کہ کچھ لوگ جن کی تعداد دس سے کم ہوتی تھی گا ہے بگاہے وہ ایک عورت سے مجامعت کرتے جب وہ حاملہ ہو جاتی تو وضع حمل کے بعد وہ انہیں بلواتی تو ان سے کہتی یہ تمہارے عمل کا نتیجہ ہے تو وہ جس شخص سے چاہتی بچے کو اس سے منسوب کر دیتی کہ یہ تیرا بچہ ہے۔ تو ان میں سے کوئی بھی انکار نہ کرتا تھا اور وہ اس کا بیٹا کہلواتا تھا۔ اسی طرح ایک اور نکاح تھا جس میں بہت سے لوگ ایک فاحشہ عورت سے مباشرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے یہ عورتیں بطور علامت اپنے گھر کے دروازہ پر ایک جھنڈا لگایا کرتی تھیں اور جو بھی اس سے مباشرت کرنا چاہتا تو وہ انکار نہ کرتی تھیں اور جب وہ حاملہ ہو جاتیں تو وضع حمل کے بعد وہ ان سب کو بلواتیں اور قافہ شناس آدمی کو حاضر کیا جاتا اور وہ جس سے بچے کی مشابہت دیکھتا تو اس سے منسوب کر دیتا وہ اس کا بیٹا تصور کیا جاتا تھا۔ اور اس کے فیصلہ کا کوئی بھی انکار نہ کرتا تھا۔ یہ وہ فاسد نکاح تھے جو نبی کریم ﷺ کی بعثت کے بعد باطل قرار دیے گئے ہیں اور جس قسم کا نکاح آج کل موجود ہے وہی قابل عمل رہ گیا ہے۔"

اسلام میں نکاح کا نظام

اسلام کے کسی بھی شعبہ زندگی کے نظام کو لے لیں وہ ایسی محکم بنیادوں پر قائم ہے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی وضع کردہ ہیں اور وہ ہر دور میں ہر طبقہ کے لوگوں کے لیے قابل عمل ہے۔ اور دیگر مذاہب اس جیسا نظام لانے سے قاصر ہیں۔ ان میں سے اسلام کا عائلی نظام بھی ہے، جس کی مثال کسی بھی دوسرے مذاہب یہود و نصاریٰ میں نہیں ملتی اور وہ اس جیسا محکم نظام لانے سے عاجز ہیں۔

نکاح کرنے سے متعلق قرآن کریم میں متعدد آیات اور لا تعداد احادیث مبارکہ موجود ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے خود بھی شادی کی اور اپنے صحابہ کرام اور اپنی امت کو بھی شادی کرنے کا حکم دیا ہے اور تبتّل یعنی شادی نہ کرنے اور تجرّد سے بھی منع فرمایا ہے۔ شادی کی ترغیب اور تجرد سے منع کرنے سے متعلق چند آیات اور احادیث درج ذیل ہیں:

① ﴿فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء: ۳)

"پس جو عورتیں تمہیں پسند آئیں ان سے نکاح کرو، دو دو، تین تین، اور چار چار اور اگر اندیشہ ہو کہ تم انصاف نہیں کر سکو گے تو ایک ہی یا جو تمہاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مملوکہ لونڈیاں ہیں۔''

② ﴿ وَاَنكِحُوا الْاَيَامٰى مِنكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْ ﴾
''اور اپنی قوم کی بیوہ عورتوں، نیک غلام اور لونڈیوں کے باہم نکاح کر دیا کرو۔'' (النور:۳۲)

③ ''عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول یامعشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه أغض للبصر وأحصن للفرج ومن لم یستطیع فعلیه بالصوم فانه له وجاء'' (البخاری ومسلم)
''حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا اے نوجوانوں کی جماعت تم میں سے جو نکاح کی طاقت رکھتا ہے وہ نکاح کر لے۔ یہ نگاہ کو نیچے رکھے گا اور شرم گاہ کی نہایت حفاظت کا باعث ہوگا اور جو نکاح کی طاقت نہیں رکھتا تو اسے روزے رکھنے چاہیے کیونکہ یہ شہوت کو ختم کر دیتے ہیں۔ (وجاء کا لغوی معنی خصی کرنے کے ہیں اور یہ وصف روزوں میں موجود ہے)۔''

④ ''عن سمرة بن جندب رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن التبتل'' (الترمذی، ابن ماجه)
''حضرت سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبتّل سے منع فرمایا۔ (تبتل کے لغوی معنی الامتناع عن الزواج یعنی نکاح سے باز رہنا)۔''

⑤ ''عن سعد بن أبی وقاص رضی اللہ عنہ قال ردّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ التبتل ولو أذن له لاختصینا'' (البخاری و مسلم)
''حضرت سعد بن ابی وقاص سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمان بن مظعون کو تبتّل سے منع فرمایا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُسے اجازت دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے۔''

⑥ ''عن انس رضی اللہ عنہ قال: جاء ثلاثة رهط الی بیوتِ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسئالون عن

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

عبادة النبی ﷺ فلما اخبروا کأنهم تقالوها: فقالوا واین نحن من النبی ﷺ قد غفرله ما تقدم من ذنبه وما تأخر فقال أحدهم : أما أنا فانی أصلی اللیل ابداً وقال آخر أنا أصوم الدهر ولا أفطر وقال آخر أنا أعتزل النساء فلا أتزوج أبداً فجاء رسول الله فقال: أنتم الذین قلتم کذا وکذا أما والله انی لأخشاکم لله وأتقاکم له لکنی أصوم وافطر وأصلی وأرقد وأتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی"

(البخاری و مسلم)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین صحابی نبی کریم ﷺ کی ازواج کے پاس نبی کریم کی عبادت سے متعلق استفسار کرنے آئے جب انہیں بتایا گیا تو انہوں نے نبی کریم ﷺ کی عبادت کو بہت کم سمجھا اور کہنے لگے کہ نبی کریم ﷺ کے مقابلہ میں ہماری کیا حیثیت ہے اللہ تعالیٰ نے تو آپ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کردیے ہیں۔ تو ان میں سے ایک نے کہا کہ میں ہمیشہ ساری رات نماز ادا کیا کروں گا دوسرے نے کہا کہ میں پوری زندگی بلا ناغہ روزے رکھوں گا۔ اور تیسرے نے کہا میں عورتوں سے کنارہ کشی کرلوں گا اور کبھی بھی شادی نہیں کروں گا۔ جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کیا تم لوگوں نے اس طرح کہا ہے۔ تو پھر آپ ﷺ نے فرمایا میں تمہاری نسبت اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہوں اور زیادہ متقی ہوں۔ لیکن میں روزے بھی رکھتا ہوں اور کبھی ترک بھی کردیتا ہوں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ (میری امت) سے نہیں ہے۔"

شادی کے نظام کو قائم رکھنے کے لیے اسلام نے کچھ قوانین، قواعد اور ارکان کی واضح رہنمائی کی ہے جن کے بغیر مسنون نکاح کا انعقاد ممکن نہیں ہے۔ ان شاء اللہ ان قوانین اور ارکان سے متعلق آنے والے ابواب میں بالتفصیل بحث ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نکاح اور زواج کی تعریف

نکاح اور زواج دو مختلف لفظ ہیں لیکن شرعاً دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔

نکاح کے لغوی معنی

نکاح نکح سے مشتق ہے، جس کا معنی داخل ہونا کے ہیں مثلاً نَكَحَ النوم العين (نیند آنکھوں میں داخل ہوگئی) اسی طرح نكحت الحصى أخفاف الابل ''کنکری اونٹ کے پاؤں میں داخل ہوگئی''۔

زواج کے لغوی معنی

لغت میں زواج ایک چیز کو دوسرے کے ساتھ ملانے اور اکٹھا کرنے کو کہتے ہیں۔
مثلاً: ﴿وَإِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ﴾(التکویر: ۷)''جب روحیں جسم سے ملادی جائیں گی''۔

نکاح اور زواج کی شرعی تعریف

- نکاح شرعی اصولوں پر کیا گیا ایسا معاہدہ ہے جس کے نتیجے میں مرد اور عورت کے درمیان جنسی تعلقات جائز ہو جاتے ہیں اور پیدا ہونے والی اولاد کا نسب شرعاً ثابت ہو جاتا ہے۔

نکاح کا حکم

مرد اور عورت کی اہلیت اور زنا میں مبتلا ہونے یا نہ ہونے کے اندیشوں کے اعتبار سے ان کے احوال چونکہ مختلف ہوتے ہیں اس لیے ان کے احوال کے مطابق نکاح کا حکم بھی مختلف ہے۔ کبھی واجب، مستحب، حرام اور کبھی مکروہ ہے۔

(الف) واجب: اگر کسی آدمی کو زنا کے ارتکاب کا خوف ہو۔ اور روزوں سے بھی خواہشات میں کمی نہ آرہی ہو اور وہ عورت کے نان ونفقہ اور دوسرے حقوق کے ادا کرنے پر قادر ہے تو ایسی حالت میں اس پر نکاح کرنا واجب ہے۔

(ب) حرام: اگر کوئی بالغ آدمی اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے سے قاصر ہو اور وہ وطی کرنے سے بھی معذور ہو اور اُسے زنا کے ارتکاب کا اندیشہ بھی نہ ہو تو ایسے شخص کے لیے نکاح کرنا حرام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

(ج) مستحب: جس آدمی کو زنا کے ارتکاب کا خوف نہ ہو اور وہ بیوی کے جملہ حقوق ادا کرسکتا ہو اور وطی پر قادر بھی ہو تو اس کے لیے نکاح کرنا مستحب ہے۔

(د) مکروہ: جس آدمی کو نکاح کرنے کی کوئی خواہش نہیں اور نکاح کرنے کی صورت میں بیوی کے واجبات ادا کرتے سے ڈرتا ہے کہ کہیں بیوی پر ظلم کا مرتکب نہ ہو جائے تو اس صورت میں اس کے لیے نکاح کرنا مکروہ ہے۔

مندوبات النکاح

نکاح کے عقد سے پہلے چند ایک ایسے مسائل ہیں جن کا جاننا بہت ضروری ہے تاکہ نکاح کے بعد مرد اور عورت آنے والے ایام میں کسی اختلاف کے بغیر آپس میں الفت، محبت اور مودت سے بھرپور زندگی گزار سکیں۔ وہ درج ذیل ہیں:

① آدمی کو شادی کے لیے کسی نیک بخت دین دار عورت کا انتخاب کرنا چاہیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تنکح المرأۃُ لأربعٍ لما لھا ولحسبھا ولجمالھا ولدینھا، فاظفر بذات الدین تربت یداک" (البخاری، مسلم)

"عورت سے چار چیزوں کی وجہ سے شادی کی جاتی ہے اس کی جائیداد، اس کا خاندان اور اس کی خوبصورتی اور اس کی دیانت کے سبب سے، تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں تو صرف دین دار عورت کو حاصل کر۔"

اس حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذاتِ الدین عورت کو اپنانے کا حکم دیا ہے اور بے دین عورت سے نکاح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ نے فرمایا: کسی عورت سے اس کی خوبصورتی یا اس کے مال و دولت کی وجہ سے شادی نہ کرنا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ یہ مستقبل میں خاوند کی نافرمان اور باغی ہو جائے۔ ایک دین دار غریب کالی لونڈی سے شادی کرنا ان سے زیادہ افضل ہے۔ (ابن ماجہ، البیہقی)

② آدمی کو کنواری لڑکی سے شادی کرنی چاہیے، حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے ایک بیوہ عورت سے شادی کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کہا: "فھلا بکراً تلاعبھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وتلاعبک" تم نے کنواری عورت سے شادی کیوں نہیں کی وہ تم سے ملاعبت (ہنسی مزاح) کرتی اور تم اس کے ساتھ ملاعبت کرتے (البخاری، مسلم)

ایک دوسری حدیث میں آپ نے فرمایا "علیکم بالأبکار" کنواری عورت سے شادی کرو لیکن اگر کسی بیوہ عورت سے شادی کی تو اس میں کوئی برائی نہیں ہے۔

③ کسی بانجھ عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیے جیسا کہ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تزوجوا الودود المولود فانی مکاثر بکم الأمم یوم القیامة" (ابوداود۔ النسائی) تم زیادہ سے زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں قیامت کے دن دوسری امتوں کے مقابلہ میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول سے پوچھا کہ میں ایک خوبصورت عورت کو پسند کرتا ہوں لیکن وہ بانجھ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منع فرمایا دوبارہ اور سہ بارہ پوچھنے پر بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور پھر فرمایا زیادہ بچے جنم دینے والی عورت سے اور زیادہ محبت کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں قیامت کے دن اقوام عالم کے مقابلہ میں تمہاری کثرتِ تعداد پر فخر کروں گا۔ (ابوداود)

④ خطبة (خ پر زیر) خطبة اصل میں نکاح کا پیغام ہے۔ جس عورت کے ساتھ نکاح کرنے کا ارادہ ہو اس کے اولیاء الامور سے نکاح کی خواہش کا اظہار کرنا ہوتا ہے۔ جب اولیاء الامور راضی ہو جائیں تو خطبہ مکمل ہو جاتا ہے۔

خطبہ محض شادی کا وعدہ ہی ہوتا ہے۔ مرد اور عورت ایک دوسرے سے اجنبی ہوتے ہیں نکاح سے پہلے ان کا تنہائی میں یکجا ہونا حرام ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یخلون بامرأة لیس معها ذو محرم منها، فان ثالثهما الشیطان" (البخاری، مسلم)

"جو شخص اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ ہرگز ہرگز کسی غیر محرم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ ملے کیونکہ ان کے ہمراہ تیسرا شیطان موجود رہتا ہے۔"

جب جانبین خطبہ پر راضی ہو جائیں اور خطبہ مکمل ہو جائے تو کسی دوسرے مرد کو پہلے خطبہ پر اپنا شادی کا پیغام دینا (خطبہ کرنا) جائز نہیں ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "لا يخطب علی خطبة أخيه الا أن يأذن له" ۔ (مسلم، احمد)

کوئی آدمی اپنے بھائی کے خطبہ پر اپنا خطبہ نہ کرے، اگر پہلا خاطب اجازت دیدے یا خطبہ سے رجوع کر لے تو پھر جائز ہے، لیکن اگر پہلا خاطب فاسق یا کافر ہے تو اس کے خطبہ پر خطبہ کرنا جائز ہے۔

مخطوبہ کو شادی کی غرض سے دیکھنا

اسلام میں کسی بالغ عاقل آدمی کا کسی غیر محرم اجنبی عورت کو دیکھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن شادی کی غرض سے اجنبی عورت کو اس کے محرم کی موجودگی میں اس کے ہاتھ اور چہرہ کو یا کسی دوسرے عضو کو دیکھنا جائز ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"اذا خطب احدکم المرأة فان استطاع أن ينظر منها الی ما يدعو الی نكاحها فليفعل" (ابوداؤد)

"جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو شادی کا پیغام دے تو اسے چاہیے کہ جو چیز اسے اس عورت کی طرف شادی کے لیے رغبت دلا رہی ہے اُسے دیکھ لے۔"

دوسری حدیث میں:

"عن المغيرة بن شعبة رضی اللہ عنہ انه خطب امرأة فقال له رسول الله ﷺ أنظرت اليها؟ قال لا . قال انظر اليها فانه أحریٰ أن يؤدم بينكما" (الترمذی، النسائی، ابن ماجه)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے ایک عورت کو شادی کا پیغام دیا تو آپ ﷺ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کیا تم نے اُسے دیکھا ہے اس نے نفی میں جواب دیا تو آپ نے فرمایا: اُسے دیکھو اس سے تمہارے درمیان زندگی الفت میں پروان چڑھتی رہے گی۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک آدمی نے انصار کی ایک عورت کو شادی کا پیغام دیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تم نے اسے دیکھا ہے اس کے نفی کے جواب میں آپ نے فرمایا: "فاذھب انظر الیھا فان فی اعین الأنصار شیئًا" جاؤ اور اُسے دیکھو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کوئی عیب ہے۔ (فقہ السنۃ، ۲/۲۴)

نوٹ

① خاطب اپنی مخطوبہ کو خود بھی دیکھ سکتا ہے اور اس کی بجائے اس کی کوئی رشتہ دار مثلاً والدہ، خالہ یا ہمشیرہ بھی یہ فریضہ ادا کر سکتی ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو ایک عورت کی طرف بھیجا جس سے آپ شادی کرنا چاہتے تھے اس کے کہا "انظری الی عرقوبھا وشمی معاطفھا" اس کی پنڈلی (ٹانگ) کو دیکھنا اور اس کی گردن اور منہ کو سونگھنا۔ (احمد، البیھقی، الطبرانی)

② جس طرح مرد اپنی مخطوبہ کو دیکھ سکتا ہے اسی طرح عورت کو بھی اپنے خاطب کو دیکھنے کا حق ہے۔ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: "فانه یعجبھن منھم ما یعجبھم منھن" جس طرح مرد اپنی پسند کی بیوی چاہتا ہے اسی طرح عورت بھی اپنی پسند کا خاوند چاہتی ہے۔ (فقہ السنۃ، ۲/۲۵)

العدول عن الخطبة (خطبہ سے رجوع کرنا)

خطبہ دراصل ایک طرح سے نکاح کا مقدمہ ہوتا ہے اور بعض اوقات اُسے مؤثر کرنے کے لیے عورت کو پیسے، انگوٹھی یا کپڑے وغیرہ دیے جاتے ہیں۔ بدقسمتی سے بعض اوقات خاطب یا مخطوبہ کی طرف سے نکاح سے انکار ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں کیا لڑکے کو اپنے عطیات واپس لینے کا حق ہو گا یا نہیں۔ اس میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ کے ہاں اگر ہدایا اپنی شکل میں موجود ہوں تو لڑکے کو واپس لینے کا حق ہو گا اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی وجہ سے ضائع یا چوری ہو گئے ہوں یا اس کی شکل تبدیل ہو گئی ہو مثلاً کپڑوں کی سلائی کر لی ہو تو لڑکے کو ان کا بدل یا تعویض لینے کا حق ہوگا۔ (ردالمختار ج۲؍۵۹۹)

مالکیہ کے ہاں اس میں تفصیل ہے۔ اگر شادی سے انکار لڑکی کی طرف سے کیا گیا ہے تو لڑکے کو اپنے جملہ عطیات واپس لینے کا حق ہوگا۔ اگر چوری یا ضائع ہو گئے ہوں یا ان میں تبدیلی آ گئی ہو تو ان کا بدل یا تعویض لینے کا حق ہوگا۔ اور اگر انکار لڑکے کی طرف سے کیا گیا ہے تو اُسے اپنے عطیات واپس لینے کا حق نہیں ہوگا۔ (الشرح الکبیر، ج۲؍۴۵۶)

حنابلہ اور شافعیہ کے ہاں لڑکے کو ہر حالت میں اپنے عطیات واپس لینے کا حق ہوگا۔ شادی سے انکار چاہے لڑکی یا لڑکے کی طرف سے کیا گیا ہو۔ اور اگر عطیات ضائع ہو گئے ہیں تو لڑکا ان کی تعویض کا حق دار ہوگا۔ (الزحیلی، ج۹؍۶۵۱۰)

نکاح کے ارکان

جمہور فقہاء کے نزدیک صحیح نکاح کے چار ارکان ہیں:

① الصیغہ (ایجاب وقبول)

② الولایۃ (ولی؍وکیل)

③ المحل (خاوند اور بیوی)

④ المہر

پہلا رکن ایجاب وقبول

نکاح کے انعقاد کے لیے ایجاب وقبول ضروری ہیں اور دونوں ایک ہی مجلس میں ہونے چاہیے اور ان کی تعبیر بھی ماضی کے صیغہ میں ہونا ضروری ہے۔

ہمیشہ نکاح کی ابتداء ایجاب سے ہوتی ہے اور قبول بعد میں ہوتا ہے۔

نکاح کے انعقاد سے قبل نکاح خواں کو مسنون خطبہ پڑھنا چاہیے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور نبی کریم ﷺ پر درود شریف اور قرآن کریم کی چند آیات پر مشتمل ہے۔ وہ درج ذیل ہے:

الحمد لله والصلاة والسلام على رسول الله. بسم الله الرحمن الرحيم

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ٱتَّقُوا ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مُّسْلِمُوْنَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾(النساء: ۱) -

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾(الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

نکاح خواں مندرجہ خطبہ پڑھنے کے بعد لڑکے کو یا اس کے ولی کو متوجہ کرتے ہوئے اور مہر کی مقدار بتاتے ہوئے کہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں کو تیرے عقد میں دے دیا ہے کیا تمہیں قبول ہے۔ تو لڑکا یا اس کا ولی کہے کہ میں نے قبول کر لیا ہے تو اس سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے۔ نکاح کے انعقاد سے متعلق ایجاب وقبول کی چند مزید صورتیں ہیں جو درج ذیل ہیں:

ا لڑکا خود لڑکی کے ولی سے کہے کہ میں آپ کی فلاں بیٹی سے شادی کا خواہش مند ہوں میری اس سے شادی کر دیں۔ جواب میں ولی کہے میں نے کر دی تو اس سے نکاح ہو جائے گا۔

ب لڑکی کا ولی لڑکے سے کہے کہ میں نے اپنی فلاں بیٹی کی شادی تم سے کرتا ہوں کیا تمہیں قبول ہے تو جواب میں لڑکا اُسے قبول کر لے تو اس سے نکاح ہو جائے گا۔

دوسرا رکن الولایۃ

لغوی معنی: الولایۃ وَلِیَ یلی کا مصدر ہے۔ جس کے لغوی معنی مدد کرنا اور اعانت کرنا ہے۔ مثلاً وَلِیَ الرجلُ الیتیم.

اصطلاحاً: یہ شرعی اہلیت ہے جو کسی کو بلا اجازت دوسرے کی جان و مال پر تصرف کا حق دیتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولی کی شرائط

ولی کی شرائط درج ذیل ہیں ان کا ولی میں پایا جانا ضروری ہے۔

① الاسلام

ولی مسلمان ہو۔ کافر کسی مسلمان مرد اور عورت کا ولی نہیں ہوسکتا۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ۱۴۱)

"اور اللہ تعالیٰ کافروں کو مؤمنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دے گا۔"

اسی طرح مسلمان بھی کسی کافر کا ولی نہیں ہوسکتا۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ﴾ (الانفال: ۷۲)

اگر کسی عورت کے دو بھائی ہوں ایک مسلمان اور دوسرا کافر تو اس مسلمان عورت کا ولی اس کا مسلمان بھائی ہوگا۔

② الحریۃ

ولی کا آزاد ہونا ضروری ہے۔ کوئی غلام اپنی آزاد رشتہ دار عورت کا ولی نہیں ہوسکتا کیونکہ وہ غلام تو خود کسی دوسرے کا مملوک ہے۔

③ البلوغ

ولی کا بالغ ہونا کیونکہ نابالغ تو خود بھی اپنی شادی نہیں کرسکتا تو وہ دوسرے کا ولی کس طرح ہوسکتا ہے۔

④ العقل

ولی کا عقلمند ہونا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق مجنون تو مرفوع القلم ہے۔ تو وہ کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔

⑤ الرجولۃ

ولی کا مرد ہونا ضروری ہے۔ کسی صورت میں بھی عورت کی ولایت جائز نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: (وہ قوم ہرگز فلاح یاب نہیں ہوگی جس نے اپنے امور ایک عورت کے سپرد کردے)۔ (البخاری، مسلم)

لیکن حنفیہ کے نزدیک مرد ولی کی عدم موجودگی میں ایک بالغ عورت ولی بن سکتی ہے۔

ولی کی اقسام

نکاح کی نسبت سے ولی کی دو قسمیں ہیں:

① نسبی ولی۔

② سلطان یا قاضی جنہیں بعض اوقات نکاح کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔

نسبی ولی کی تعداد اور ان کی ترتیب

نسبی ولی سے مراد باپ کی طرف سے عورت کے رشتہ دار ہیں ان کی تعداد (۱۲) ہے۔ ان کی ترتیب وراثت کے عصبہ کی ترتیب ہے یعنی پہلے کی عدم موجودگی میں دوسرا ولی ہوگا اور اس کی عدم موجودگی میں تیسرا پھر چوتھا اور پانچواں آخری ولی تک:

(۱) بیٹا (۲) پوتا (۳) باپ (۴) دادا (۵) حقیقی بھائی (۶) علاتی بھائی (سوتیلہ بھائی) (۷) حقیقی بھائی کا بیٹا (۸) علاتی بھائی کا بیٹا (۹) حقیقی چچا (۱۰) علاتی چچا (۱۱) حقیقی چچا کا بیٹا (۱۲) علاتی چچا کا بیٹا

اگر مندرجہ بالا رشتہ داروں میں سے کوئی ولی موجود نہ ہو تو سلطان، ور امیر کو ولایت حاصل ہوگی یا اس قاضی کو جسے نکاح کی ولایت تفویض کی گئی ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ (ﷺ) نے فرمایا:

"السلطان ولی من لا ولی له" (ابو داؤد، الترمذی، النسائی)

نسبی ولی کی اقسام

نسبی ولی کی دو قسمیں ہیں:

① ولی مجبر ② ولی غیر مجبر

ولی مجبر اپنی نابالغ مولیٰ علیہ کی شادی پر جبر کرسکتا ہے۔ لیکن بالغ لڑکی کی رضا کے بغیر اس کی شادی نہیں کرسکتا۔ ولی مجبر کی تعیین سے متعلق فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے نزدیک ولی مجبر باپ ہے اور اس کی عدم موجودگی میں دادا اور دونوں کی عدم موجودگی میں کوئی بھی اقرب رشتہ دار ولی ہوگا۔ اگر باپ یا دادا نے نابالغ لڑکی کی شادی کی تو لڑکی کے بالغ ہونے پر اُسے شادی کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ لیکن اگر باپ اور دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے اس کی شادی کردی تو بالغ ہونے پر لڑکی کو اختیار ہوگا چاہے شادی کو برقرار رکھے یا اُسے فسخ کردے۔

مالکیہ کے ہاں باپ ولی مجبر ہے۔ باپ اپنی نابالغ کنواری بیٹی اور عمر رسیدہ کنواری چاہے اس کی بکارت کسی وجہ سے زائل ہوگئی ہو وہ ان کی جبراً شادی کرسکتا ہے اور وہ وصی بھی جسے باپ نے جبر کرنے کی اجازت دی ہو۔ یا جب باپ نے اپنی بیٹی کے لیے خاوند مقرر کردیا ہو تو وہ کنواری لڑکی کی جبراً شادی کرسکتے ہیں۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک باپ ولی مجبر ہوتا ہے اور باپ کی عدم موجودگی میں دادا ولی مجبر ہے۔ وہ صرف نابالغ لڑکی پر جبر کرسکتے ہیں۔ باپ دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی کو لڑکی کے بالغ ہونے کے بعد اس کی اجازت سے شادی کرنا ہوگی۔

ولی غیر مجبر اپنی مولی علیہ لڑکی کی شادی بذات خود اپنی پسند سے نہیں کرسکتا بلکہ اسے دوسروں کا مشورہ اور مولی علیہ کی اجازت لینا ضروری ہے۔

شادی سے قبل لڑکی سے نکاح کی اجازت

ولی الامر کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقلہ بالغہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت سے کرے اگر بغیر اجازت نکاح کردیا تو نکاح لڑکی کی اجازت پر موقوف ہوگا۔ مناسب یہ ہے کہ ولی خود اجازت لے یا کسی مناسب ذریعے سے لڑکی کا عندیہ معلوم کرے۔ کنواری لڑکی کی طرف سے واضح اجازت لینا ضروری نہیں ہے بلکہ عرف عام میں جو علامتیں اجازت کا اظہار کرتی ہیں انہیں اس کی اذن اور رضا سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر عورت ثیبہ ہے (وہ عورت جس کا نکاح پہلے ہوچکا ہو اور اپنے شوہر کے ساتھ رہ چکی ہو اور اس کی بکارت بھی زائل ہوچکی ہو) تو اس کی زبان سے رضامندی کا اظہار ضروری ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال: الثیب

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

أحق بنفسها من وليها والبكر تستأذن في نفسها وإذنها صماتها" (مسلم، ابو داؤد، الترمذی)

"ثیبہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حق دار ہے اور کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔"

ولی سے متعلق مسائل

① اگر کسی وقت باپ یا دادا اپنے ذاتی مفاد یا کسی لالچ کی خاطر اپنا مولی علیہ کا نکاح کسی مجنون، نابالغ یا کسی بھی نامناسب لڑکے سے کردے تو ایسی صورت میں نکاح منعقد نہیں ہوگا۔

"عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن جارية بكراً أتت رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم فذكرت له أنّ أباها زوّجها وهي كارهةٌ، فخيرها النبي" (ابو داؤد، ابن ماجه، الدارقطنی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک کنواری لڑکی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا کہ میرے باپ نے میری شادی کردی ہے اور وہ مجھے پسند نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار دے دیا۔"

② اگر نابالغ لڑکی کی شادی باپ یا دادا کے علاوہ کسی دوسرے ولی نے کردی تو نکاح صحیح ہے لیکن بلوغت کے بعد لڑکی کو اختیار ہوگا کہ نکاح کو فسخ کردے یا برقرار رکھے۔ حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امامۃ بنت حمزۃ رضی اللہ عنہا کی چھوٹی عمر میں شادی کردی اور جب وہ بالغ ہوگئی تو اُسے اختیار دے دیا گیا۔ (نبی کریم نے اس کی شادی نبی ہونے کی حیثیت سے نہیں کی تھی بلکہ چچا کی بیٹی کے ولی ہونے کی حیثیت سے کی تھی)۔ (فقہ السنۃ، ج ۲/۱۱۶)

③ اگر لڑکی کا ولی غائب ہے اور اس کا پتہ معلوم ہے اس سے رابطہ کرنے کے باوجود وہ آنے سے معذور ہو اور اس کی تاخیر کی وجہ سے اس مناسب رشتہ کے چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں اس کی ولایت بعد والے ولی کی طرف منتقل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہو جائے گی اور وہ لڑکی کا نکاح مکمل کرے گا۔

④ اگر کوئی ولی اپنی زیر ولایت لڑکی کے نکاح سے کسی معقول عذر کے بغیر انکار کرے حالانکہ وہ رشتہ اس کے لیے مناسب ہے اور اس کے انکار سے اس مناسب رشتے کا چھوٹ جانے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں سلطان یا قاضی کو اختیار ہوگا کہ وہ اس لڑکی کا نکاح کرے۔

⑤ اگر لڑکی کا اقرب ولی مفقود الخبر ہے یعنی اس کی موت اور حیات کا پتہ نہیں تو ولایت ترتیب کے لحاظ سے اس کے بعد والے کی طرف منتقل ہو جائے گی۔

❁❁......❁❁......❁❁

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الکفاۃ فی النکاح

خاوند کا بیوی کے مساوی ہونا

لغوی معنی

الکفاۃ والکف یہ مثیل، مساوی اور برابری کے معنی میں آتا ہے۔ قرآن کریم میں ہے: ﴿ولم یکن له کفوا احد﴾ (الاخلاص: ۴) اللہ کا نہ کوئی مساوی اور نہ مثیل اور حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''المسلمون تتکافا دماء هم'' (ابوداود، نسائی) ''مسلمانوں کے خون آپس میں مساوی ہیں۔''

اصطلاحاً

شریعت میں شوہر کا چند مخصوص امور میں اپنی بیوی کے ہم پلہ اور مساوی ہونے کو کفات کہتے ہیں۔

نوٹ: بیوی کا اپنے خاوند کے ہم پلہ اور برابر ہونا شرط نہیں ہے۔ حدیث میں ہے جس نے اپنی لونڈی کو تعلیم دی اور عمدہ تربیت کی پھر آزاد کر کے اس سے شادی کر لی تو اس کے لیے دگنا اجر ہے۔ (البخاری و مسلم)

کفاۃ کا حکم

کفات کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

جمہور فقہاء کے نزدیک خاوند کا اپنی بیوی کے ہم پلہ اور برابر ہونا نکاح کی شرط ہے۔ اور وہ مندرجہ ذیل ادلہ سے استدلال کرتے ہیں۔

''عن علی رضی اللہ عنہ أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال له: ثلاث لا تؤخر، الصلاۃ اذا اتت، والجنازۃ اذا حضرت والأیم اذا وجدت لها کفنا'' (رواہ الترمذی)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا: تین چیزوں میں تاخیر نہ کرنا، جب نماز کا وقت ہو جائے۔ جب جنازہ تیار ہو جائے عورت کے لیے جب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہم پلہ مل جائے۔"

② "عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تنکحوا النساء الا الأکفاء ولا یزوجوھن الا الأولیاء" (راوہ الدارقطنی)

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورتوں کی ہم پلہ کے ساتھ شادی کرنا اور ولی الامر ان کی شادی کرلے۔"

③ "عن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ لأمنعنَّ تزوّج ذوات الأحساب الا من الأکفاء" (الدارقطنی)

"امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا میں اعلیٰ نسب کی عورتوں کی شادی کو ان کے ہم پلہ کے بغیر کرنے سے ضرور منع کروں گا۔"

④ "عن أنس رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: تخیّروا لنطفکم، وأنکحوا الأکفاء"

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے نطفہ کے لیے مناسب عورت اختیار کرو اور ہم پلہ لوگوں سے شادی کرو۔"

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند کا بیوی کے مساوی اور ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔

جمہور فقہاء کا کفات کے مسئلہ میں اتفاق کے بعد جن امور میں خاوند کا بیوی کے ہم پلہ ہونا ضروری ہے ان امور میں ان کا آپس میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

<u>مالکیہ کے نزدیک</u>

خاوند کا صرف دو امور میں بیوی کے ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔ دین وتقویٰ۔ دائمی مریض نہ ہو۔

<u>حنفیہ کے نزدیک</u>

خاوند کا چھ امور میں بیوی کے ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔ نسب، اسلام، پیشہ، آزادی، دین وتقویٰ اور مال و دولت۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حنابلہ کے نزدیک

خاوند کا پانچ امور میں ہم پلہ ہونا ضروری ہے۔ دین، پیشہ، مال ودولت، آزادی اور نسب۔

شافعیہ کے نزدیک

خاوند کا پانچ امور میں ہم پلہ ہونا ضروری ہے: نسب، دین، آزادی، دائمی مریض نہ ہو اور پیشہ۔

امام ابن حزم، امام الثوری، حسن بصری اور حنفیہ میں سے امام الکرخی (رحمہم اللہ) کے نزدیک نکاح کے لیے خاوند کا بیوی کے ہم پلہ ہونا کوئی شرط نہیں ہے۔ اسلام کی نظر میں سب مسلمان برابر ہیں۔ نکاح کے وقت صرف خاوند میں دین اور تقویٰ کو ہی مدنظر رکھنا چاہیے۔ اور وہ درج ذیل ادلہ سے استدلال کرتے ہیں:

① قولہ تعالیٰ: ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ﴾ (الحجرات: ۱۳)

"اللہ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے۔"

② قولہ تعالیٰ: ﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ۱۰)

"مومن تو آپس میں بھائی بھائی ہیں۔"

③ "عن ابی نضرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ليس لعربي على عجمي فضل الا بالتقوىٰ" (مسند احمد)

"حضرت ابونضرة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پرہیز گاری کے علاوہ کسی بھی عربی کو عجمی پر فضیلت نہیں ہے۔"

④ "عن علی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: المسلمون تتكافأ دماء هم"

"سب مسلمانوں کے خون برابر برابر ہیں۔" (ابو داؤد، النسائی)

⑤ "عن ابی هريرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم يا بني بياضة أنكحوا أباهند وأنكحوا اليه" (ابوداؤد)

"حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی بیاضہ سے کہا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو ہند سے رشتہ داری قائم کرو یعنی اس کی شادی کرو اور اس کی اولاد سے بھی نکاح کرو۔"

ابو ھند بنی بیاضہ کا آزاد کردہ غلام تھا اس کا نام یسار تھا اور وہ حجام تھا اس نے نبی کریم ﷺ کے سر مبارک میں سنگی لگائی تھی۔

⑥ "عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: زوج أبو حذيفة سالماً (مولى امرأة من الأنصار) من ابنة أخيه هند بنت الوليد بن عتبة بن ربيعه" (البخاری، ابوداؤد، النسائی)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بھتیجی ہند بنت الولید بن عتبہ بن ربیعہ کی شادی سالم سے کردی جو ایک انصاری عورت کا آزاد کردہ غلام تھا۔"

⑦ "عن أبي حاتم المزني رضی اللہ عنہ أن رسول الله ﷺ قال: اذا أتاكم من ترضون دينه وخلقه فانكحوه، الا تفعلوا تكن فتنة في الأرض وفساد كبير"

(رواه الترمذی)

"حضرت ابو حاتم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تمہارے پاس ایسا آدمی آئے جس کا دین اور اخلاق تمہیں پسند ہو تو اس کے ساتھ نکاح کا رشتہ قائم کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور فساد پھیل جائے گا۔"

⑧ رسول اللہ ﷺ نے اپنے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے کردی جو آپ کی پھوپھی حضرت اُمیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھی۔

⑨ رسول اللہ ﷺ نے حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ سے کردی جو آپ ﷺ کے آزاد کردہ غلام کا بیٹا تھا اور حضرت فاطمہ قرشیہ تھی۔ (البخاری)

⑩ حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کی شادی حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا سے ہوئی جو حضرت عبدالرحمن بن عوف کی ہمشیرہ تھی۔ (الدارقطنی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ملاحظہ ھامۃ

امام ابن حزم، امام الثوری اور حسن البصری رحمہ اللہ کی رائے راجح معلوم ہوتی ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں کہ کفات والی احادیث جن سے بعض علماء استدلال کرتے ہیں وہ ضعیف ہیں اور ان سے حجت قائم نہیں ہوتی۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان واضح ہے: ”لا فضل العربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی الا بالتقویٰ وکلکم لآدم وآدم من تراب“ اس سے صاف ظاہر ہے کہ کفات کے معاملہ میں تقویٰ ہی مقیاس اول ہے۔

مزید برآں حضرت سفیان الثوری اور مالکیہ کے امام حضرت مالک بن انس (رحمہما اللہ) کا کہنا ہے کہ شادی میں صرف دین داری کو مدنظر رکھنا چاہیے اور یہی قول صحابہ کرام میں سے حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا ہے میری نظر میں بھی یہی رائے راجح ہے۔

تیسرا رکن، المحل

محل سے مراد خاوند اور بیوی ہیں۔ ان دونوں کی کچھ شرائط ہیں جن کا ان دونوں میں پایا جانا ضروری ہے۔

خاوند کی شرائط جن کا اس میں پایا جانا ضروری ہے:

① الاسلام
② اس کے عقد میں چار بیویاں نہ ہوں
③ کسی موذی بیماری (برص، جنون، جذام) میں مبتلا نہ ہو
④ خنثی یعنی کھسرا نہ ہو
⑤ نئی بیوی موجودہ بیوی کی محرم نہ ہو (اس کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھتیجی یا بھانجی وغیرہ نہ ہو)

بیوی کی شرائط جن کا اس میں پایا جانا ضروری ہے:

① کسی کے عقد میں نہ ہو

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

(۲) پہلے خاوند کی موت یا طلاق کی عدت میں نہ ہو
(۳) خنثی یعنی کھسرا نہ ہو
(۴) مجوسیہ یعنی کافرۃ، ملحدۃ، قادیانی وغیرہ نہ ہو
(۵) خاوند کی مبتوتہ یعنی اس سے تین طلاق یافتہ نہ ہو
(۶) خاوند کی محرم نہ ہو (اس کی خالہ، پھوپھی، بھتیجی وغیرہ نہ ہو)

کتابیہ سے نکاح کا حکم

کتابیہ سے مراد یہودی اور عیسائی عورت ہے۔ اسلام میں ان سے نکاح کرنا جائز ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ (المائدۃ: ۵)

"آج تمہارے لیے سب پاک چیزیں حلال کردی گئیں ہیں۔ اور اہل کتاب کا کھانا بھی تم کو حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کو حلال ہے اور پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن اہل کتاب عورتیں بھی (حلال ہیں) جب تم ان کا مہر دے دو۔"

چنانچہ بہت سے صحابہ کرام نے کتابیات سے شادیاں کی تھیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نائلہ بنت الفرافصۃ الکلبیۃ نامی عیسائی عورت سے شادی کی تھی جو بعد میں مسلمان ہوگئی تھی اس طرح حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اہل المدائن کی یہودی عورت سے شادی کی تھی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جب کتابیات سے شادی کرنے سے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ ہم حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی قیادت میں فتوحات کے ایام میں کوفہ میں شادیاں کیا کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اپنے عہد میں کتابیات سے شادی کرنے سے منع کیا کرتے تھے اور حکم صادر کیا تھا جنھوں نے کتابیات سے نکاح کیا ہوا ہے اُسے

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلاق دے دیں۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر لوگوں نے طلاق دے دی لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہتے ہوئے طلاق دینے سے انکار کر دیا کہ کتابیہ سے نکاح کرنا حلال ہے حرام نہیں ہے۔ لیکن کچھ عرصے بعد انہوں نے بھی اپنی یہودی بیوی کو طلاق دے دی تھی۔

موجودہ دور میں جمہور فقہاء کے نزدیک کتابیات کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ ہے اور دارالحرب میں رہتے ہوئے تو کراہۃ شدیدۃ یعنی نکاح کرنا سخت مکروہ ہے۔ مسلم گھرانے میں رہتے ہوئے وہ شراب نوشی کرے گی سور کا گوشت بھی کھائے گی اور عبادت کی غرض سے چرچ بھی جائے گی۔ ان معاملات کی وجہ سے اس کی اولاد جو مسلمان ہیں اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتی اور دیگر مسلمان عورتیں بھی اس کے برے اعمال سے ضرور متاثر ہوں گی جس سے اسلامی معاشرہ میں فتنہ فساد پھیلنے کا خطرہ ہے۔ لہٰذا جواز کے باوجود ان سے نکاح نہیں کرنا چاہیے۔

مسلمان عورت کی کافر سے شادی کا حکم

اس پر اجماع ہے کہ مسلمان عورت کی کسی بھی غیر مسلم سے شادی جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں اس کی صریح حرمت موجود ہے:

﴿لا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا﴾ (البقرۃ: ۲۲۱)

''(مومنو) مشرک مرد جب تک ایمان نہ لائیں مومن عورتوں کو ان کے نکاح میں نہ دینا۔''

اور دوسری آیت میں ہے:

﴿فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ فَلَا تَرْجِعُوْهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾ (الممتحنۃ: ۱۰)

''اگر وہ تم کو مومن نظر آئیں تو تم انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو، یہ ان کے لیے حلال نہیں ہیں اور نہ وہ ان کے لیے حلال ہیں۔''

کافر جو کسی بھی سماوی دین پر ایمان نہیں رکھتا۔ وہ کبھی بھی مسلمان بیوی کے دین کا

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

احترام نہیں کرے گا۔ بلکہ اس کے دین کو برا سمجھے گا کیونکہ وہ اسلام کو بطور دین تسلیم ہی نہیں کرتا اور نہ وہ نبی کریم ﷺ کو نبی مانتا ہے اور نہ وہ قرآنِ مجید کو اللہ کی طرف سے اتارا گیا مانتا ہے۔ جس سے مسلمان عورت کی زندگی جہنم بن جائے گی۔ یہ بھی مشاہدہ ہے کہ اکثر عورتیں اپنے خاوند کی اطاعت گزار ہوتی ہیں ہوسکتا ہے کہ وہ ان کے ظاہری شان وشوکت اور حسن و جمال سے متاثر ہو کر اس کی طرف مائل ہو جائے اور مرتد ہو کر اپنی دنیا اور آخرت کو تباہ و برباد کرلے۔ کافر تو ہمیشہ مسلمانوں کو کفر کی طرف دعوت دیتے ہیں قرآن کریم میں ہے:

﴿ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ ﴾ (البقرۃ: ۲۲۱)

لہٰذا کسی صورت میں بھی کفار کے ساتھ مسلمان عورت کا نکاح جائز نہیں ہے۔

جن عورتوں سے نکاح حرام ہے

وہ عورتیں جن سے شرعاً نکاح جائز نہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

(۱) دائمی محرمات (۲) عارضی محرمات

اولاً: دائمی محرمات وہ عورتیں ہیں جن کے ساتھ کبھی بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ ان کی تین قسمیں ہیں:

① نسب کے سبب محرمات

② مصاہرت کے سبب محرمات

③ رضاعت کے سبب محرمات

① نسب کے سبب محرمات

یہ ابدی محرمات ہیں ان کی تعداد سات ہے:

① ماں، نانی، دادی اوپر تک

② بیٹی، پوتی، نواسی نیچے تک

③ حقیقی بہن، علاتی بہن (سوتیلی بہن) اخیافی بہن (ماں جائی بہن)

④ پھوپھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑤ خالہ

⑥ بھتیجیاں اور ان کی بیٹیاں نیچے تک

⑦ بھانجیاں اور ان کی بیٹیاں نیچے تک

ان ابدی محرمات کی دلیل درج ذیل ہے:

قولہ تعالی: ﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ﴾ (النساء: ۲۳)

”تمہاری مائیں، تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں تمہارے لیے حرام کردی گئی ہیں۔“

② مصاہرت کے سبب محرمات

ان محرمات کی تعداد چار ہیں:

① ماں اور دادی جن کے ساتھ باپ یا دادا نے نکاح کیا ہو۔

قولہ تعالی: ﴿وَلَا تَنكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُم مِّنَ النِّسَاءِ﴾ (النساء: ۲۲)

”جن عورتوں سے تمہارے آباء واجداد نے نکاح کیا ہے ان سے نکاح نہ کرو۔“

② بیوی کی بیٹی (ربیبۃ) جب اس کی ماں کے ساتھ جماع کیا گیا ہو تو وہ حرام ہے۔ اگر اس کی ماں کے ساتھ جماع نہیں کیا گیا بلکہ نکاح کے بعد اُسے طلاق دے دی گئی ہو تو اس لڑکی (ربیبۃ) کے ساتھ نکاح کرنا جائز ہے۔

قولہ تعالی: ﴿وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُم مِّن نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُم بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُم بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

”اور جن عورتوں سے تم جماع کر چکے ہو (ان کی وہ لڑکیاں جو پہلے خاوند سے ہیں) اب تم ان کی پرورش کرتے ہو (وہ بھی تم پر حرام ہیں) اور اگر تم نے ان کے ساتھ جماع نہیں کیا تو (انہیں طلاق دے کر) ان کی بیٹی سے نکاح کرنے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔“

③ بیوی کی ماں اور اس کی دادی، نانی۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

اگر کسی عورت سے نکاح کیا ہے تو صرف نکاح سے ہی اس کی ماں، دادی اور نانی اس پر حرام ہو جائیں گی چاہے اس کے ساتھ جماع کیا ہے یا نہیں۔

④ صلبی بیٹوں اور پوتوں کی بیویاں۔

صلبی بیٹیوں اور پوتوں کی بیویوں سے نکاح کرنا حرام ہے۔

قولہ تعالی: ﴿وَحَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ (النساء: ۲۳)

''تمہارے صلبی بیٹیوں کی بیویاں تم پر حرام ہیں۔''

③ رضاعت کے سبب محرمات

رضاعت سے مراد یہ ہے کہ جب بچے نے دودھ پینا شروع کیا اور اپنی مرضی سے سیر ہونے کے بعد چھاتی چھوڑ دی تو یہ ایک دفعہ یعنی ایک رضعۃ ہے اور پھر دوسری دفعہ ایسا کرتا ہے تو یہ دوسری رضعۃ شمار ہوگی اس طرح پانچ دفعہ دودھ پینے سے رضاعت ثابت ہوگی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

''لا تحرم المصة ولا المصتان'' (مسلم، ابوداؤد، الترمذی)

''ایک دفعہ یا دو دفعہ دودھ پینے سے حرمت واقع نہیں ہوتی۔''

دوسری حدیث حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے مروی ہے کہ:

''كان فيما نزل من القرآن عشر رضعات معلومات يحرمن، ثم نسخن بخمس معلومات فتوفي رسول الله وهن فيما يقرأ من القرآن'' (مسلم، ابوداود، النسائی)

''قرآن میں پہلے دس دفعہ دودھ پینے سے رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی تھی پھر ان میں سے پانچ منسوخ کر دی گئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات پانے تک اسی طرح قرآن میں پڑھی جاتی تھیں۔''

ایک اور حدیث جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیوی سہلہ بنت سہیل نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آزاد کردہ غلام سالم سے متعلق پوچھا:

''قالت يا رسول الله ان سالماً يدخل علي وهو رجل وفي نفس

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابی حذیفه منه شئی. فقال رسول الله ارضعیه خمس رضعات"
(ابو داؤد)
"سالم میرے پاس آتا ہے اور وہ بالغ ہوگیا ہے اور ابوحذیفہ کے دل میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ تم اسے پانچ دفعہ دودھ پلا دو۔"

رضاعت کی دوسری شرط یہ ہے کہ بچے کو دو سال کے اندر دودھ پلایا جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا رضاع الا فی الحولین" (الدارقطنی).

"رضاعت دو سال کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتی ہے۔"

رضاعت کے نتیجے میں دودھ پلانے والی خاتون بچے کی رضاعی ماں اور اس کا خاوند رضاعی باپ بن جاتا ہے اور بچہ ان کا رضاعی بیٹا بن جاتا ہے۔ اور ان دونوں کی جملہ اولاد بچے کے رضاعی بہن بھائی بن جاتے ہیں۔

رضاعت کے سبب محرمات کے مسائل

① وہ سب عورتیں جو نسب اور مصاہرت کے سبب حرام ہیں وہ رضاعت کے سبب بھی حرام ہوں گی۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَٰتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَٰتُكُمْ وَعَمَّٰتُكُمْ وَخَٰلَٰتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَٰتُكُمُ الَّٰتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَٰتُكُم مِّنَ الرَّضَٰعَةِ﴾ (النساء: ۴/۲۳)

"وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور رضاعی بہنیں تم پر حرام کردی گئی ہیں۔"

اسی طرح حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"یحرم من الرضاعة ما یحرم من النسب" (البخاری، مسلم)

"نسب سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں وہ رضاعت سے بھی حرام ہوتے ہیں۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مذکورہ بالا ادلہ سے ثابت ہوا کہ بچے کے رضاعی والدین کی مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں کے ساتھ بچے کا نکاح جائز نہیں ہے۔

④ اگر کسی خاتون نے ایک اجنبی بچے کو دودھ پلایا اور اس خاتون کا اپنا صلبی بیٹا بھی ہے تو وہ بیٹا اس کے رضاعی بیٹے کی بہن سے نکاح کرسکتا ہے۔ اسی طرح جس بچے نے دودھ پیا ہے اس کا حقیقی بھائی دودھ پلانے والی خاتون کی صلبی بیٹی سے نکاح کرسکتا ہے۔ کیونکہ وہ سب ایک دوسرے سے اجنبی ہیں۔

ثانیاً۔ عارضی محرمات

① منکوحہ عورت جو دوسرے آدمی کی بیوی ہے۔ اس سے نکاح کرنا موقتاً حرام ہے۔ لیکن اگر اس کا خاوند اسے طلاق دیدے تو عدت گزرنے کے بعد اس سے شادی ہوسکتی ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿حرمت...... والمحصنات من النساء﴾ (النساء: ۲۴)

"اور شوہر والی عورتیں بھی (تم پر حرام ہیں)۔"

② بیوی کی بہن یعنی سالی اس وقت تک حرام ہے جب تک بیوی اس کے نکاح میں ہے۔ اسی طرح بیوی کی خالہ اور پھوپھی سے بھی نکاح کرنا حرام ہے۔ ﴿حرمت علیکم ...... وأن تجمعوا بین الأختین﴾ (النساء: ۲۳) یعنی دو بہنوں کو ایک نکاح میں اکٹھا کرو (یہ تم پر حرام ہے)۔ اور حدیث میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"قال: نهى رسول الله ﷺ أن تُنكحُ المرأة على عمتها وخالتها ولا على ابنة أخيها ولا على ابنة أختها" (البخاری، مسلم، ابوداؤد)

"رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کو اس کی پھوپھی، خالہ، بھتیجی اور بھانجی پر نکاح کرنے سے منع فرمایا"

③ تین طلاق شدہ

جس عورت کو اس کے خاوند نے تین طلاق دے دی ہوں، تو اس کا اس سے اس وقت نکاح کرنا حرام ہے۔ لیکن اگر وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مباشرت کے بعد کسی وجہ سے طلاق ہو جائے یا خاوند فوت ہو جائے تو عدت گزارنے کے بعد دوبارہ پہلے خاوند سے نکاح ہوسکتا ہے۔قرآن کریم میں ہے:

﴿فَإِنۡ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهُ﴾

''پھر اگر شوہر (دو طلاق کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی۔'' (البقرۃ:۲/۲۳۰)

④ کافر عورت سے نکاح

مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ کافر عورت سے جو کسی بھی سماوی دین پر ایمان نہیں رکھتی نکاح کرے۔قرآن کریم میں ہے:

﴿لَا تَنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكٰتِ حَتّٰى يُؤۡمِنَّ وَلَاَمَةٌ مُّؤۡمِنَةٌ خَيۡرٌ مِّنۡ مُّشۡرِكَةٍ وَّلَوۡ اَعۡجَبَتۡكُمۡ﴾ (البقرۃ: ۲/۲۲۱)

''اور (مومنو) مشرک عورتوں سے جب تک وہ ایمان نہ لائیں نکاح نہ کرنا، کیونکہ مشرک عورت خواہ کتنی ہی بھلی لگے اس سے مومن لونڈی بہتر ہے۔''

⑤ طلاق یا وفات کی عدت گزارنے والی عورت سے اس کی عدت کے دوران نکاح کرنا حرام ہے۔قرآن کریم میں ہے:

﴿وَلَا تَعۡزِمُوۡا عُقۡدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبۡلُغَ الۡكِتٰبُ اَجَلَهُ﴾(البقرۃ:۲۳۵)

''اور جب تک عدت پوری نہ ہو جائے نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا۔''

⑥ زانیہ عورت سے نکاح

مسلمان زانیہ عورت سے اس وقت تک نکاح نہ کرے جب تک وہ زنا سے تائب نہ ہو جائے۔اگر اس کی توبہ کا یقین ہو جائے تو عدت ختم کے بعد نکاح جائز ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿اَلزَّانِيۡ لَا يَنۡكِحُ اِلَّا زَانِيَةً اَوۡ مُشۡرِكَةً وَّالزَّانِيَةُ لَا يَنۡكِحُهَاۤ اِلَّا زَانٍ اَوۡ مُشۡرِكٌ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الۡمُؤۡمِنِيۡنَ﴾ (النور:۳)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

”زانیہ عورت کے ساتھ زانی یا مشرک ہی نکاح کرتا ہے اور ایمان والوں پر حرام ہے۔“

⑦ آزاد بیوی کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح کرنا

جس کے عقد میں آزاد بیوی ہو اس کی موجودگی میں لونڈی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ﴾ (النساء: ۴/ ۲۵)

”اور جو شخص تم میں سے مومن آزاد عورتوں سے نکاح کرنے کا مقدور نہ رکھے تو مومن لونڈیوں ہی سے جن کے تم مالک ہو نکاح کر لے۔“

اس آیت میں صراحت ہے کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے کی اجازت صرف اس شخص کو ہے جسے گناہ کر بیٹھنے کا اندیشہ ہو اور اس میں آزاد عورت سے نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو۔ اب اس کے عقد میں آزاد بیوی موجود ہے تو اُسے اس کی موجودگی میں اس پر نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

تعدد ازواج

قولہ تعالی: ﴿وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً﴾ (النساء: ۳)

”اگر تم کو اس بات کا خوف ہو کہ تم یتیم بچیوں کے بارے میں ان سے انصاف نہ کر سکو گے۔ تو جو عورتیں تم کو پسند ہوں دو دو اور تین تین اور چار چار ان سے نکاح کر لو۔“

یہ آیت آج تک تعدد ازواج کے بارے میں اصل سمجھی جاتی ہے۔ زمانہ جاہلیت سے لے کر اس آیت کریمہ کے نزول تک لوگوں کے نکاحوں پر کوئی پابندی نہیں تھی۔ ایک شخص جس قدر چاہے بیویاں رکھ سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل بھی لوگوں

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

کے نکاح میں لا تعداد بیویاں اور لونڈیاں تھیں۔ ڈاکٹر مصطفی السباعی اپنی کتاب الاحوال الشخصیۃ میں توراۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے بعض انبیاء کرام کے نکاح میں سینکڑوں بیویاں اور لونڈیاں ہوا کرتی تھیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں ۳۰۰ آزاد بیویاں اور ۷۰۰ لونڈیاں تھیں۔ (شرح قانون الاحوال الشخصیۃ ۲/۱۹۱)

نبی اللہ سلیمان علیہ السلام کی بیویوں سے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أن نبی اللہ سلیمان علیہ الصلاۃ والسلام کان له ستون امرأۃ (وفی روایة ثمانون) . فقال لأطوفن اللیلة علی نسائی فلتحمل کل امرأۃ ولتلدن فارساً یقاتل فی سبیل اللہ" (رواہ البخاری)

"حضرت سلیمان علیہ السلام کے نکاح میں (۶۰) اور دوسری روایت میں (۸۰) بیویاں تھیں اور انہوں نے کہا کہ آج رات میں اپنی تمام بیویوں سے مباشرت کروں گا۔ اور ہر بیوی حاملہ ہو جائیں گی اور سب شاہسوار پیدا کریں گی۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے۔"

بعض مفسرین نے اسرائیلی روایات کی بنیاد پر حضرت نبی اللہ داؤد علیہ السلام سے متعلق آیت ﴿تسع وتسعون نعجة﴾ (سورۃ ص: ۲۳) کی تفسیر کے تحت لکھا ہے کہ ان کے پاس ننانوے (۹۹) بیویاں تھیں۔

﴿فانکحوا ما طاب لکم﴾ الآیة کے نزول سے قبل بعض صحابہ کرام کے نکاح میں چار سے زیادہ بیویاں تھیں جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو بلایا اور حکم دیا کہ جن کے پاس چار سے زیادہ بیویاں ہیں وہ صرف چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور باقی کو طلاق دے دیں۔ چنانچہ حضرت غیلان الثقفی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دس بیویاں تھیں تو آپ نے فرمایا: "أمسک اربعاً وفارق سائرھن" اپنے پاس چار کو رکھ لو اور باقی کو طلاق دے دو۔ (الترمذی، ابن ماجہ، احمد)

اسی طرح حضرت قیس بن الحارث رضی اللہ عنہ کے پاس آٹھ (۸) بیویاں تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا: "أمسک منھن اربعاً" اپنے پاس چار بیویاں رکھ لو اور باقی کو طلاق دے دو۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

اور حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ بیویاں تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: "امسک اربعاً وفارق واحدۃ" چار بیویوں کو رکھ لو ایک کو چھوڑ دو۔ (مشکوٰۃ)

عہد رسالت لے کر آج تک امت اسلامیہ کا اس پر اجماع ہے کہ اگر کوئی مسلمان ضرورت مند ہے تو وہ بیک وقت چار بیویاں اپنے نکاح میں رکھ سکتا ہے۔ اور ضرورت کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی ہیں: بیوی کسی موذی مرض مثلاً برص، جنون یا جذام وغیرہ میں مبتلائی ہوگئی ہو۔ یا وہ بانجھ ہو ولادت کے قابل نہ ہو اور خاوند اولاد کا خواہش مند ہو۔ افریقہ کے بعض ممالک میں جب بیوی حاملہ ہو جائے تو وہ حمل اور رضاعت کے دو سالوں کے درمیان وہ اپنے خاوند کو ہرگز مباشرت کی اجازت نہیں دیتی۔ اس طرح کے حالات میں خاوند بیک وقت ایک سے زیادہ بیویاں رکھ سکتا ہے بشرطیکہ وہ سب بیویوں کے درمیان مساوات اور عدل کے تقاضے پورے کرے جو تقریباً ناممکنات میں سے ہے قرآن کریم میں ہے: ﴿ولن تستطیعوا أن تعدلوا بین النساء ولو حرصتم﴾ (النساء: ۴/۱۲۹) اور تم خواہ کتنا ہی چاہو بیویوں کے درمیان ہرگز برابری نہیں کر سکو گے، اسی طرح احادیث مبارکہ میں بھی بیویوں کے درمیان عدم مساوات سے متعلق سخت وعید آئی ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"من کان له امرأتان ومال الی احداهما جاء یوم القیامة وشقه مائل" (ابوداؤد، الترمذی، ابن ماجه)

"جس کی دو بیویاں ہیں وہ ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو گیا ہے (دوسری کو اس کا حق نہیں دیتا) قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ (نصف) ساقط ہوگا۔"

اگر ایک بیوی سے محبت اور قلبی رجحان دوسری بیویوں کے ظاہری حقوق میں مساوات میں مانع نہیں ہے تو یہ قابل مواخذہ نہیں ہے۔ خود نبی کریم ﷺ کے حرم پاک میں بیک وقت ۹ بیویاں تھیں۔ لیکن دوسری بیویوں کی نسبت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلبی لگاؤ تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"كان رسول الله يقسم ويعدل ويقول اللهم هذا قسمي فيما املك فلا تلمني فيما تملك" (ابوداود، ترمذی، نسائی)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے درمیان ان کے ظاہری حقوق عدل وانصاف اور مساوات سے ادا کیا کرتے تھے اور کہتے تھے یا اللہ ان کے ظاہری حقوق کی ادائیگی میری قدرت اور استطاعت میں ہے، لیکن قلبی لگاؤ جو تمہارے ہاتھ میں ہے اس بارے ملامت نہ کرنا۔"

خلاصہ

اگر کسی شخص کو سخت مجبوری نہ ہو تو صرف ایک ہی بیوی پر اکتفاء کرنا چاہیے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عدل نہ کرنے کی صورت میں ایک ہی بیوی کو مقدم کیا ہے۔

نکاح کا اعلان

نکاح کا اعلان کرنا مسنون ہے گانے اور دف بجانے کے ذریعے نکاح کی تشہیر جائز ہے تاکہ ہر خاص و عام کو معلوم ہو جائے کہ فلاں مرد وعورت شادی شدہ ہیں لیکن گانے میں فحش اور بیہودہ قسم کے اشعار سے پرہیز کرنا چاہیے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اعلنوا النكاح واضربوا عليه بالدفوف" (الترمذی، ابن ماجہ، البیہقی)

"نکاح کا اعلان کرو اور نکاح کے وقت دف بجاؤ۔"

اسی طرح دوسری حدیث میں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"فصل ما بين الحرام والحلال الدف والصوت"

"حرام اور حلال (نکاحوں) کے درمیان دف بجانے اور گانے کے ذریعے امتیاز ہوتا ہے۔" (الترمذی، النسائی، ابن ماجہ)

حضرت الربیع بنت معاذ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب میری شادی ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے بستر پر بیٹھ گئے اور بچیوں نے دف بجا کر میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آباؤاجداد کے مرثیے گانے شروع کردے جو غزوہ بدر میں شہید ہوئے تھے۔ اچانک ان میں سے ایک نے یہ کہنا شروع کر دیا "وفینا نبی یعلم ما فی غدٍ" کہ ہمارے درمیان نبی موجود ہیں جو جانتے ہیں کل کو کیا ہوگا۔ تو آپ ﷺ نے حکم دیا "دعی هذا وقولی بالذی کنت تقولین" ایسا نہ کہو بلکہ وہی کہتی رہو جو تم پہلے کہہ رہی تھی۔ (البخاری، الترمذی، ابوداؤد)

ولیمہ کا حکم

لغوی معنی: ولیمہ (وَلَم) سے مشتق ہے اور اس کے ماضی اَوْلَمَ ہے۔ جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں۔

شرعاً: شادی کے موقع پر خاوند کی طرف سے دیئے گئے کھانے کو ولیمہ کہتے ہیں۔

راجح قول یہی ہے ولیمہ مجامعت کے بعد دیا ہے اور وہ سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"بارک اللہ لک أولم ولو بشاۃٍ" (البخاری، مسلم)

"تمہیں مبارک ہو، ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کے ذریعے۔"

ولیمے کے کھانے میں صرف اغنیاء کو دعوت دینا اور فقراء ومساکین کو مدعو نہ کرنا علماء اس قسم کے ولیمہ کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"شرّ الطعام طعام الولیمة یدعیٰ لها الأغنیاء وتترک الفقراء"

"بدترین کھانا اس ولیمے کا کھانا ہے جس کے لیے اغنیاء کو مدعو کیا جائے اور فقراء کو چھوڑ دیا جائے۔" (البخاری)

دعوت ولیمہ کو قبول کرنا چاہیے جمہور علماء کے نزدیک جسے دعوت ولیمہ دی جائے اور وہ نہ آئے تو اس نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی ہے۔ حضرت عبداللہ بن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اذا دعی احدکم الی ولیمۃ فلیأتھا" (البخاری، مسلم)

"اگر تم میں سے کسی کو ولیمہ کی دعوت دی جائے تو وہ ضرور آئے۔"

چوتھا رکن مہر

مہر کے رکن ہونے کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے بعض کے نزدیک یہ رکن ہے اور بعض کے نزدیک نہ یہ رکن ہے اور نہ ہی شرط بلکہ یہ فرض اور واجب ہے۔

مہر کے نام

فقہاء کے نزدیک مہر کے گیارہ نام ہیں:

(۱) صداق (۲) مہر (۳) نحلۃ (۴) فریضۃ (۵) حباء (۶) اُجر (۷) عقر (۸) نکاح (۹) طول (۱۰) خرس (۱۱) علائق۔ (الفقہ الاسلامی لوھبۃ الزحیلی: ۶۷۵۹/۹)

مہر کے لغوی اور اصطلاحی معنی

لغوی معنی: لغت میں مہر کے معنی عوض اور عطیہ کے ہیں۔ "یقال: مھرت المرأۃ" میں نے عورت کو عطیہ دیا۔

اصطلاحاً: مہر وہ مال ہے جو عورت کے لیے عقد نکاح اور جنسی تعلقات قائم ہونے کی وجہ سے مرد پر واجب ہے۔

مہر کا حکم: اس کا ادا کرنا واجب ہے اور کسی صورت میں بھی ساقط نہیں ہوتا۔

وجوب کی ادلۃ:

① القرآن قولہ تعالیٰ: ﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً﴾ (النساء: ۴/۴)

"اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔"

قولہ تعالیٰ ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً﴾ (النساء: ۴/۲۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"تو جن عورتوں سے تم فائدہ حاصل کرو ان کا مہر جو مقرر کیا ہوا ہے ادا کرو۔"

② السنة: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جب ایک شخص نے موہوبہ عورت سے نکاح کرنا چاہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا:

"التمس ولو خاتماً من حديدٍ" (البخاری، مسلم)

"مہر کے لیے تلاش کرو چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔"

③ اجماع: عقد نکاح میں مہر کے وجوب پر سب مسلمانوں کا اجماع ہے۔

مہر کی مقدار

فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شریعت میں مہر کی حد اعلیٰ یعنی زیادہ سے زیادہ مقدار مقرر نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْـًٔا﴾ (النساء: ۴/۲۰)

"ان میں سے کسی کو تم نے بہت سا مال (خزانہ) دے رکھا ہے تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔"

لیکن مہر کی کم از کم مقدار یعنی حد ادنیٰ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے اس سے کم مہر جائز نہیں وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا مهر باقلَّ من عشرة دراهم" (البیهقی). دس درہم سے کم مہر نہیں ہے۔

مالکیہ کے ہاں کم از کم مہر کی مقدار ربع دینار یا تین درہم یا اس کی قیمت کے برابر ہر وہ مال ہو سکتا ہے جس سے شرعاً انتفاع جائز ہو۔ جیسے زرعی اراضی، تجارت کا سامان اور مکان وغیرہ۔ اور وہ مہر کو چوری کے نصاب پر قیاس کرتے ہیں کہ ربع دینار سے کم چوری پر چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک مہر کی کم از کم مقدار مقرر نہیں ہے۔ ہر وہ مال جس کی خرید و فروخت شرعاً جائز ہے۔ وہ مہر ہو سکتا ہے۔ اور وہ درج ذیل ادلة سے استدلال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہیں۔

(الف) قولہ تعالیٰ ﴿وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ﴾ (النساء: ۴/ ۲۴)

"ان (محرمات) کے سوا اور عورتیں تمہارے لیے حلال کردی گئیں ہیں اس طرح سے کہ تم اپنا مال خرچ کر کے ان سے نکاح کرلو، برے کام سے بچنے کے لیے نہ کہ شہوت رانی کے لیے۔"

(ب) "عن عامر بن ربيعه رضي الله عنه أن امرأة من بني فزارة تزوجت على نعلين، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم أرضيت عن نفسك ومالك بنعلين؟ فقالت نعم . فاجازه" (الترمذی، ابن ماجه، احمد)

"حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بنی فزارہ کی ایک عورت نے اپنے مہر میں جوتا لے کر شادی کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم مال کے بدلے بطور مہر جوتا لینے پر راضی ہو تو اس کے مثبت جواب پر آپ نے اس کی اجازت دے دی۔"

(ج) حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موہوبہ عورت کی شادی ایک شخص سے کردی اور قرآن کریم کی چند سورتوں کی تعلیم اس کا مہر مقرر کیا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قد زوجتكما بما معك من القرآن" (البخاری، مسلم)

(د) "عن أنس رضي الله عنه قال: أنّ ابا طلحة خطب أم سليم فقالت والله ما مثلك يُردّ ولكنك كافر وأنا مسلمة ولا يحل لي أن أتزوّجك فان تسلم فذلك مهري ولا اسئلك غيره فكان ذلك مهرها" (فقه السنة ج: ۲ ۱۳۶)

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو شادی کا پیغام دیا۔ تو ام سلیم نے کہا: تم جیسے آدمی کا پیغام رد نہیں کیا جاتا۔ لیکن تم کافر ہو اور میں مسلمان ہوں، میرے لیے تمہارے (کافر) کے ساتھ نکاح کرنا جائز نہیں ہے اگر تم اسلام قبول کرلو۔ تو تمہارا اسلام لانا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میرا مہر ہوگا اور اس کے علاوہ میں تجھ سے کچھ نہیں لوں گی۔ چنانچہ اس کا اسلام لانا اس کا مہر ٹھہرا۔"

مذکورہ بالا فقہاء کی آراؤں میں سے حنابلہ اور شافعیہ کی رائی راجح معلوم ہوتی ہے وہ قرآن کریم اور حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی متفق علیہ حدیث اور دیگر صحیح احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ ان کے مقابلے میں حنفیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جس حدیث سے استدلال کرتے اس کی سند میں مبشر بن عبید اور الحجاج بن ارطاۃ ہیں جنہیں محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ چنانچہ ایک ضعیف حدیث متفق علیہ حدیث کے معارض نہیں ہوسکتی۔

شریعت میں مہر کی کوئی حد اعلیٰ یا حد ادنیٰ مقدار مقرر نہیں کی گئی بلکہ ہر آدمی اپنی استطاعت کے مطابق مہر ادا کرسکتا ہے۔ پھر بھی مہر میں مغالات سے بچنا چاہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان أعظم النكاح بركة أيسرها مؤنة" (النسائی، احمد)

"وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس کے حصول کے اخراجات آسان ہوں۔"

تابعین میں سے حضرت سعید بن المسیب رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کی شادی میں اس کا مہر صرف دو درہم رکھا تھا۔ (فقہ السنۃ، ج:۲/۱۲۷)

اسی طرح جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے جب ایک انصاری عورت سے شادی کی تو انہوں نے اُسے کھجور کی گٹھلی کے برابر سونا بطور مہر ادا کیا تھا۔ (مسلم، البخاری)

بعض مفسرین نے اس کی قیمت پانچ درہم بتائی ہے۔ (فقہ السنۃ، ج:۲/۱۲۷)

اور ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

"أن صداق النبي صلی اللہ علیہ وسلم على ازواجه خمسماة درهم" (مسلم)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجات مطہرات کا مہر پانچ سو درہم ادا کیا تھا"

لہٰذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی مہر میں مغالات سے اجتناب کرنا چاہیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہر کی اقسام

مہر کی دو قسمیں ہیں: (۱) مہر مسمی (۲) مہر مثل

مہر کی اقسام کے بیان سے قبل یہ ضروری ہے کہ ہم خلوۃ اور اس کے احکام سے مطلع ہوں تاکہ مہر کے مسائل کو سمجھنے میں آسانی رہے۔ خلوۃ کی دو قسمیں ہیں:

(۱) خلوۃ صحیحہ (۲) خلوۃ فاسدۃ

خلوۃ صحیحہ کی تعریف

صحیح نکاح کے بعد زوجین کا کسی ایسی جگہ اکٹھے جمع ہونا جہاں وہ اطمینان سے جنسی تعلق قائم کر سکتے ہوں اور کوئی مانع نہ ہو۔ مثلاً عورت حیض کی حالت میں نہ ہو یا خاوند کسی ایسے معارضہ میں مبتلا نہ ہو جو وطی سے مانع ہو تو وہ خلوۃ صحیحہ ہے۔

خلوۃ فاسدۃ کی تعریف

اگر زوجین کسی ایسی جگہ جمع ہوں جہاں لوگ آجا رہے ہوں یا کسی غیر مقفل کمرہ میں ہوں جہاں کسی غیر کے آنے کا امکان ہو یا ان کے ہمراہ کوئی تیسرا شخص موجود ہو یا بیوی حیض کی حالت میں ہو یا خاوند کسی ایسی مرض میں مبتلا ہو جو مباشرت سے مانع ہو تو یہ خلوۃ فاسدۃ ہے۔

نوٹ:

حنفیہ کے نزدیک مطلق خلوۃ صحیحہ جماع کے قائم مقام ہے۔ لیکن مندرجہ ذیل صورتوں میں خلوۃ صحیحہ جنسی تعلقات یعنی جماع کے قائم مقام نہیں ہے۔

① بیوی کے ساتھ خلوۃ صحیحہ کے بعد اسے طلاق دینے کی صورت میں بیوی کی لڑکی شوہر پر حرام نہیں ہوگی۔

② کسی مطلقہ ثلاثہ عورت کے ساتھ نکاح کے بعد خلوۃ صحیحہ کی صورت میں وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

③ اگر خلوۃ صحیحہ کے بعد طلاق دی جائے تو وہ طلاق بائن ہوگی رجعی نہیں ہوگی۔

④ خلوۃ صحیحہ کے بعد عورت مرنے والے شوہر کی میراث کی مستحق نہیں ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑤ زنا کی شرعی سزا کے معاملہ میں خلوۃ صحیحہ سے وہ محصن نہیں ہوتے یعنی ان پر حد رجم نہیں لگائی جائے گی۔

حنابلہ کے نزدیک خلوۃ صحیحہ کے دوران شہوت کی حالت میں لمس، تقبیل اور بوس و کنار جماع کے حکم میں ہوگی۔

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک خلوۃ سے کسی قسم کے جماع کے احکام ثابت نہیں ہوتے ہیں۔

اولاً: مہر مسمّی۔

مہر مسمّی وہ مہر ہے جو نکاح کے وقت مقرر کیا گیا ہو یا نکاح کے بعد جس پر زوجین راضی ہو جائیں عدم رضا کی صورت میں سلطان یا اس کا مقرر کردہ قاضی مقرر کر دے۔

مہر مسمّی کے احکام

① اگر صحیح نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو تو مجامعت کے بعد بیوی پورے نکاح کی حق دار ہوگی۔

② اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو اور مباشرت کے بعد طلاق ہو گئی تو پورا مہر واجب الاداء ہوگا۔

③ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو یا مقرر نہیں کیا گیا اور خاوند عقد کے بعد اور مجامعت سے پہلے فوت ہو جائے تو عورت کو مہر مسمّی یا مہر مثل ملے گا۔ اور عورت کو خاوند کی وراثت سے پورا حصہ ملے گا۔ اور عدت وفات ۴ ماہ دس دن بھی گزارے گی۔ (الترمذی، ابوداود)

④ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہے اور مباشرت کے بعد زوجین میں سے کسی کی موت واقع ہو جائے تو مقرر کردہ مہر پورا واجب ہوگا۔

⑤ اگر نکاح کے وقت مہر مقرر کیا گیا ہو اور خلوۃ صحیحہ کے بعد طلاق ہو گئی ہو تو اس صورت میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

(الف) حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک پورا مہر واجب ہوگا۔ کیونکہ وہ خلوۃ صحیحہ کو مباشرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے قائم مقام سمجھتے ہیں۔

(ب) مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک مہر مسمی کا نصف واجب ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک خلوۃ صحیحہ جماع کے قائم مقام نہیں ہے۔

⑥ اگر نکاح کے وقت یا بعد میں مہر مقرر نہیں ہوا اور مباشرت سے پہلے طلاق ہوگئی ہو تو مہر واجب نہیں ہوگا بلکہ خاوند کو متاع (متعہ) دینا ہوگا۔

قرآن کریم میں ہے:

﴿لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً وَمَتِّعُوهُنَّ عَلَى الْمُوسِعِ قَدَرُهُ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهُ مَتَاعًا بِالْمَعْرُوفِ حَقًّا عَلَى الْمُحْسِنِينَ﴾(البقرۃ: ۲/۲۳۶)

''اگر تم عورتوں کو ان کے پاس جانے یا ان کا مہر مقرر کرنے سے پہلے طلاق دے دو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے ہاں انہیں کچھ نہ کچھ فائدہ دو، خوشحال اپنی حیثیت سے اور تنگدست اپنی طاقت کے مطابق اور دستور کے مطابق کچھ اچھا فائدہ دے بھلائی کرنے والوں پر یہ لازم ہے۔''

متعہ کی تعریف

متعہ متاع سے مشتق ہے یعنی وہ چیز جس سے عارضی طور پر فائدہ اٹھایا جا سکے۔

اصطلاحاً

متاع سے مراد فوری طور پر عورت کو ایسی چیزیں پیش کر دینا ہے جس سے اس کی ایک حد تک دل جوئی ہو سکے مثلاً کپڑے، چادر، روپے یا زندگی کی ضروریات سے متعلق کچھ سامان دیا جانا متاع کہلاتا ہے۔ متاع کی ادائیگی صرف اس صورت میں ضروری ہے جب نکاح کے وقت مہر مقرر نہیں ہوا اور مباشرت سے قبل طلاق ہوگئی ہو۔

ثانیاً۔ مہر مثل

اگر نکاح کے وقت اور نہ ہی نکاح کے بعد مہر مقرر نہیں کیا گیا ہو تو مباشرت کے بعد بیوی مہر مثل کی مستحق ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہر مثل کی تعریف

مہر مثل سے مراد وہ مہر ہے جو بیاہی جانے والی لڑکی کے آبائی خاندان میں سے کسی شادی شدہ عورت مثلاً اس کی ہمشیرہ، پھوپھی، بھتیجیاں وغیرہ جو حسن، مال، دین اور اخلاق میں اس کے برابر ہوں کے مہر مسمی کے برابر اس کا مہر مقرر کرنا مہر مثل کہلاتا ہے۔

نوٹ:

مہر مثل اس وقت واجب ہوگا جب نکاح کے وقت یا بعد میں مہر مقرر نہ کیا گیا ہو۔ اور مباشرت کے بعد زوجین کے درمیان طلاق ہوگئی ہو یا دونوں میں سے ایک کی وفات ہوگئی ہو۔

❁❁...... ❁❁...... ❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مہر کی دوسری اقسام

① مہر معجّل ② مہر مؤجل

مہر معجّل کی تعریف

مہر معجّل وہ مہر ہے جو نکاح کے وقت بیوی کو ادا کیا جاتا ہے۔

مہر مؤجل کی تعریف

وہ مہر ہے جو نکاح کے وقت تو ادا نہیں کیا جاتا بلکہ اس کی ادائیگی کے لیے مدت مقرر کردی جاتی ہے البتہ جماع سے پہلے تحفے کے طور پر کوئی چیز دینا مستحب ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی:

"لما تزوّج علی فاطمة قال له رسول الله ﷺ أعطها شيئًا : قال ما عندی شيئ. قال ابن درعک الحطمية ؟ قال هي عندی قال فأعطها ايّاها" (ابو داؤد، النسائی)

"جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا (مجامعت سے پہلے) فاطمہ رضی اللہ عنہا کو کچھ دو۔ انہوں نے کہا کہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تیری حطمی زرہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا: وہ میرے پاس ہے تو آپ نے فرمایا: وہی اُسے دے دو۔"

نوٹ

① زوجین کو اختیار ہے کہ وہ پورا مہر معجّل کریں یا موجل یا پھر کچھ مُعجّل اور کچھ مؤجل۔

② اگر سارا مہر معجّل مقرر ہوا ہے تو اس کی ادائیگی سے قبل عورت اپنے آپ کو شوہر کے پاس جانے سے روک سکتی ہے۔

③ مہر کی رقم عورت کی ذاتی ملکیت ہوتی ہے وہ اُسے جزدی یا کلی طور پر شوہر کو معاف کر سکتی ہے۔

④ اگر فریقین کے درمیان مہر کی مقدار میں اختلاف پیدا ہو جائے۔ اور دونوں فریق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اپنی اپنی شہادت پیش کریں تو جس کا دعویٰ مہر مثل کے برابر ہو اس کا دعویٰ قبول کیا جائے گا۔ لیکن اگر دونوں فریقین میں سے کسی نے بھی شہادت پیش نہیں کی تو قسم کے ساتھ اس فریق کی بات مان لی جائے گی جس کا دعویٰ مہر مثل کے اقرب ہو۔

گواہوں کے احکام

سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ نکاح کے عقد کے وقت کم از کم دو گواہوں کی موجودگی شرط ہے جو مسلمان اور عادل ہوں اور کبیرہ گناہوں کے مرتکب نہ ہوں۔ زانی اور شرابی گواہ نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَّاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ (الطلاق: ۲)

"اپنوں میں سے دو عادل گواہ بناؤ۔"

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"لا نكاح الا بولي و شاهدی عدل" (الدارقطنی)

"ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں ہے۔"

اسی طرح گواہوں کی اہمیت کے مدنظر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"البغايا اللاتي ينكحن أنفسهن بغير شهود" (الترمذی)

"وہ عورتیں زانی ہیں جو گواہوں کے بغیر اپنا نکاح خود کرتی ہیں۔"

موجودہ دور میں عدالت اور تقویٰ کی صفات کے حاملین لوگ بہت کم ہیں اس لیے زیادہ سے زیادہ گواہ نکاح کے عقد کے وقت موجود ہونے چاہئیں۔

نوٹ

مالکیہ کے نزدیک عقد کے وقت گواہوں کی موجودگی شرط نہیں ہے۔ ان کی عدم موجودگی میں نکاح صحیح ہے۔ لیکن مباشرت کے وقت گواہوں کی موجودگی شرط ہے۔ اگر عقد کے وقت اور مباشرت کے وقت بھی گواہ موجود نہ ہوں تو پھر نکاح باطل ہوگا۔

حنفیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایجاب و قبول کے وقت گواہوں کی موجودگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شرط ہے ان کی عدم موجودگی میں نکاح فاسد ہے اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث:"لا نکاح الا بولیّ وشاهدی عدل" (الدارقطنی) سے استدلال کرتے ہیں۔

موجباتِ خیار

موجباتِ خیار سے مراد وہ امور ہیں جن کی بنا پر زوجین کو نکاح کے برقرار رکھنے یا رد کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔ یہ تعداد میں تین ہیں:

① خاوند اور بیوی کے عیوب
② خیار نفقات (خاوند کی تنگدستی کہ وہ بیوی کے اخراجات نہ ادا کر سکے۔)
③ خاوند کی گمشدگی

اولاً: زوجین کے عیوب

ان سے مراد وہ عیوب ہیں جو اگر زوجین میں سے کسی میں موجود ہوں تو انہیں نکاح کو باقی رکھنے یا رد کرنے کا اختیار مل جاتا ہے۔

عورت کے عیوب

عورت کے عیوب مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جنون (۲) جذام (کوڑھ) (۳) برص (پھلبہری) (۴) بیوی کے منہ کا بدبودار ہونا (۵) دانتوں کی بیماری (۶) القرن (عورت کی شرمگاہ کے منہ پر ایک سینگ نما پٹھا ہوتا ہے جو جماع میں مانع ہوتا ہے) (۷) الرتق (شرمگاہ کا اتنا تنگ ہونا کہ نفس اندر داخل نہ ہوسکے) (۸) البخر (شرمگاہ کا بدبودار ہونا) (۹) الافضاء (پیشاب اور جماع کے مسلک کا ایک ہونا) (۱۰) الاستحاضہ (شرمگاہ سے خون کا مسلسل جاری رہنا)

❁❁......❁❁......❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عورت کے عیوب سے متعلق مسائل

مالکیۃ کے نزدیک:

(الف) اگر کسی شخص نے ایک عورت سے شادی کی اور اسے بیوی میں مذکورہ بالا عیوب میں سے کسی عیب کا علم ہوا تو اُسے نکاح کو رد کرنے کا اختیار ہوگا۔ اگر اس نے دخول سے قبل طلاق دے دی تو اس پر مہر لازم نہیں ہوگا اور پیشگی دیا ہوا مہر بیوی سے واپس لے گا۔

(ب) اگر شوہر کو بیوی کے عیب کا علم دخول کے بعد ہوا تو بیوی مہر کی حق دار ہے۔ لیکن شوہر اپنا ادا شدہ مہر عورت کے ولی قریب باپ یا بھائی سے واپس لے گا۔ کیونکہ یہ گمان ہے کہ وہ عورت کے اس عیب سے باخبر تھا اور اس نے دھوکے سے اس کا نکاح کروا دیا ہے۔

اور وہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ سے استدلال کرتے ہیں۔

"أيما رجلٍ تزوّج امرأة وبها جنونٌ أو جذامٌ أو برصٌ فمسّها فلها صداقها كاملاً وذلك غُرمٌ على وليها" (رواه مؤطا امام مالک)

"اگر کسی ولی نے مجنون، جذام یا برص والی عورت کا دھوکے سے کسی کے ساتھ نکاح کروا دیا تو دخول کے بعد عورت کو پورا مہر ملے گا۔ اور شوہر کا ادا کردہ مہر عورت کے دھوکے باز ولی پر تاوان کے طور پر عائد ہوگا۔"

(ج) اگر عورت کا نکاح اس کے کسی ولی بعید نے کروایا مثلاً چچا کا بیٹا جسے عورت کے عیب کا علم نہیں تھا اور شوہر کو بیوی کے عیب کا علم دخول کے بعد ہوا تو شوہر بیوی کو چوتھائی دینار کے برابر بطور مہر دے کر باقی مہر بیوی سے واپس لے گا۔ اور ولی بعید سے مہر کی واپسی کا مطالبہ نہیں کرے گا۔

شافعیہ کے نزدیک دخول کے بعد ہر صورت میں شوہر پر مہر لازم ہوگا اور وہ مہر نہ تو بیوی سے واپس لے گا اور نہ ہی کسی ولی سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حنفیہ کے نزدیک شوہر صرف بیوی کے دو عیبوں کی وجہ سے نکاح رد کر سکتا ہے ایک القرن اور دوسرا الرتق۔ کیونکہ دیگر عیوب کا علم تو نکاح سے پہلے ہی ہو جاتا ہے اور نکاح منعقد ہی نہیں ہوگا۔

خاوند کے عیوب

جس طرح خاوند بیوی میں کسی عیب کی وجہ سے نکاح کو رد کر سکتا ہے اسی طرح بیوی بھی اپنے خاوند میں موجود کسی عیب کی وجہ سے نکاح رد کر سکتی ہے۔

خاوند کے عیوب درج ذیل ہیں:

(۱) جنون (۲) جذام (کوڑھ) (۳) برص (پھلبہری) (۴) الجبۃ (کٹا ہوا آلہ تناسل اور خصیتین) (۵) الخصاء (خصی ہونا) (۶) العنین (آلہ تناسل کا چھوٹا ہونا) (۷) الاعتراض (کسی بیماری کی وجہ سے جماع کی طاقت نہ رکھنا)۔

مندرجہ بالا مذکورہ عیوب میں سے اگر کوئی عیب شوہر میں پایا گیا تو بیوی کو نکاح کو رد کرنے کا حق ہوگا اور دخول کے بعد پورے مہر کی حق دار ہوگی۔

لیکن الاعتراض یعنی مرد کی بیماری کے وجہ سے جو فسخ نکاح کے قائل ہیں ان کے نزدیک اسے علاج کے لیے سال بھر کی مہلت دی جائے گی اگر مدت کے دوران ایک دفعہ بھی جماع نہ کر سکا تو مدت پوری ہونے پر ان کے درمیان طلاق ہو جائے گی اور یہ طلاق بائن ہوگی یعنی عدت کے دوران خاوند رجوع نہیں کر سکے گا۔

ثانیاً: خیار نفقات

شوہر کے تنگدست ہونے کی صورت میں جب وہ بیوی کے نفقات اور مہر ادا نہ کر سکے تو نکاح کے رد کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر دخول نہیں ہوا تو بیوی کو علیحدگی کا اختیار ملے گا۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک شوہر کو ایک مقروض شخص تصور کیا جائے گا۔ اور بیوی اور خاوند کے درمیان تفریق نہیں کرائی جائے گی بلکہ شوہر کو بیوی کے نفقات کا پابند کیا جائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گا۔ اور بیوی کو حق ہوگا کہ وہ مہر کی ادائیگی تک اُسے مباشرت سے دور رکھے۔

ثالثاً: شوہر کے مفقود الخبر ہونے کی صورت میں خیار

مالکیہ کے نزدیک اگر شوہر دار السلام میں مفقود الخبر ہوا ہے اور اس کی حیات اور موت کا علم نہیں تو بیوی نکاح کے فسخ کی خاطر اپنا معاملہ شرعی قاضی کے سامنے پیش کرے گی تو اس وقت سے شوہر کی تلاش کے لیے چار سال کی مدت مقرر کی جائے گی اگر اس کے دوران پتہ نہ چل سکا تو علیحدگی ہو جائے گی اور یہ طلاق رجعی ہوگی لیکن بیوی اس دن سے وفات کی عدت چار ماہ دس دن گزارے گی اگر عدت کے دوران خاوند آ گیا تو عورت اس کے پاس آ جائے گی۔ لیکن اگر کفار کے ساتھ جنگ کے دوران مفقود الخبر ہوا ہے تو بیوی اس وقت تک اس کے عقد میں رہے گی تاوقتیکہ اس کی موت کا صحیح علم نہ ہو جائے۔

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک جب تک شوہر کی موت کا یقین نہ آ جائے تو بیوی اس کے عقد میں رہے گی۔ اور جب خاوند کی عمر ۱۰۰ سال ہو چکی ہو تو پھر اُسے مردہ تصور کیا جائے گا اور علیحدگی ہو جائے گی۔

❋❋......❋❋......❋❋

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ممنوع اور باطل نکاح

① نکاح متعہ

اگر کوئی شخص مقررہ میعاد کے لیے کسی عورت سے نکاح کرتا ہے مثلاً ایک رات، ایک ماہ یا ایک سال کے لیے تو اس پر امت مسلمہ کا اجماع ہے کہ یہ نکاح باطل ہے۔ اور اس کا فسخ کرنا ضروری ہے۔ نکاح متعہ کی حرمت کے بارے میں متعدد صحیح احادیث موجود ہیں لیکن احادیث میں حرمت کے وقت کے بارے میں اختلاف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غزوہ خیبر سے پہلے نکاح متعہ جائز تھا اور غزوہ خیبر کے موقع پر حرام ہوا۔

"عن علی رضی اللہ عنہ قال: أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نهى عن نكاح المتعة وعن لحوم الحمر الأهلية زمن خيبر" (البخاری، مسلم، مسند احمد)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ایام خیبر میں نکاح متعہ اور گھریلو گدھوں کے گوشت سے منع کر دیا ہے۔"

اسی طرح حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

"رخّص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عام أوطاس في المتعة ثلاثة أيام ثم نهى عنها" (رواہ مسلم)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام اوطاس میں تین دن کے لیے نکاح متعہ کی اجازت فرمائی تھی اور پھر اس سے منع فرمایا۔"

مختلف روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حجۃ الوداع میں حرام ہوا اور بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر حرام ہوا۔ درحقیقت نبی کریم شروع شروع میں صحابہ کے احوال کے مدنظر مختلف غزوات میں نکاح متعہ کی اجازت دیتے تھے۔ چنانچہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أنّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذِنَ لنا في المتعة ثلاثاً ثم حرمها"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تین دفعہ نکاح متعہ کی اجازت فرمائی آخر میں اسے حرام کردیا۔" (رواہ ابن ماجہ)

حضرت سبرۃ الجھنی سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فتح مکہ کے وقت اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا:

"یاایها الناس انی کنت أذنت لکم فی الاستمتاع عن النساء ألا وان الله قد حرمها الی یوم القیامة. فمن کان عنده منهن شیئی فلیخل سبیله و لا تأخذوا مما آتیتموهن شیئا" (ابن ماجه و مسند احمد)

"اے لوگو میں نے تمہیں نکاح متعہ کی اجازت دی ہوئی تھی۔ خبردار: اب اللہ تعالیٰ نے اُسے قیامت تک حرام کردیا ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی عورت موجود ہو تو اسے چھوڑ دے اور جو کچھ تم نے انہیں دیا ہوا ہے اُسے واپس نہ لیں۔"

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بار بار نکاح متعہ کی اجازت ملتی رہی پھر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسے حرام کردیا گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا نکاح متعہ کے جواز کا قول مشہور ہے۔ وہ صرف مضطر کے لیے مجبوری کی حالت میں نکاح متعہ کے جواز کے قائل تھے ان کا کہنا تھا جس طرح ایک مضطر کے لیے المیتۃ والدم ولحم الخنزیر کھانا جائز ہے اس طرح مضطر کے لیے نکاح متعہ بھی جائز ہے۔ آخر میں انہوں نے اپنے اس قول سے رجوع کرلیا تھا اور اس کی حرمت کے قائل ہوگئے تھے۔ (سبل السلام، ج ۳/۱۲۴)

④ نکاح شغار (وٹہ سٹہ)

تعریف: ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس شرط پر دیتا ہے کہ دوسرا شخص بھی اُسے اپنی بیٹی، بہن کا نکاح دے اور کسی کا بھی مہر مقرر نہ کیا جائے۔

شغار کا حکم: وٹہ سٹہ نکاح جائز نہیں ہے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

"لا شغار فی الاسلام" (رواہ مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"اسلام میں شغار یعنی وٹہ سٹہ کا نکاح جائز نہیں۔"

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما: أنّ رسول الله نهى عن الشغار والشغار أن يزوج الرجل ابنته على أن يزوّجه الآخر ابنته ليس بينهما صداق" (البخاری، مسلم)

"ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع فرمایا اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص اس شرط پر اپنی بیٹی کا نکاح دے کہ دوسرا بھی اُسے اپنی بیٹی کا نکاح دے اور ان کے درمیان مہر نہ ہو۔"

نوٹ:

① اگر دونوں لڑکیوں کا عقد میں مہر مقرر نہیں کیا گیا تو جماع سے قبل اور جماع کے بعد دونوں کا نکاح فسخ کیا جائے گا۔

② اگر دونوں لڑکیوں میں ایک کے لیے مہر مقرر کیا گیا ہے لیکن دوسری کا مہر مقرر نہیں ہے تو جس لڑکی کا مہر مقرر نہیں کیا گیا۔ اس کا نکاح جماع سے پہلے اور جماع کے بعد فسخ ہوگا اور جس لڑکی کا مہر مقرر کیا گیا ہے اسے مہر مثل دیا جائے گا اور نکاح صحیح ہوگا۔

③ اگر دونوں لڑکیوں کا عقد میں برابر برابر مہر مقرر کیا گیا ہے تو جماع سے پہلے دونوں کا نکاح فسخ ہوگا لیکن جماع کے بعد دونوں کو ان کا مہر مثل دیا جائے گا اور نکاح درست ہوگا۔

④ نکاح حلالہ

اگر کسی عورت کو دو طلاق کے بعد تیسری طلاق ہو جائے تو وہ اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہے۔ جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے صحیح نکاح نہ کرے یعنی وہ ہمیشہ کے لیے بیوی کے ساتھ رہنے کی نیت سے نکاح کرے اور بعد میں مجامعت کے بعد دوسرا خاوند اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے دے یا وہ فوت ہو جائے تو عدت گزارنے کے بعد وہ عورت دوبارہ اپنے پہلے خاوند کے ساتھ نیا نکاح کرسکتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ ﴾ (البقرہ: ۲۳۰)

"پھر اگر شوہر (دو طلاق کے بعد تیسری) طلاق دے دے تو اب وہ اس کے لیے حلال نہیں جب تک وہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے۔"

پھر اگر وہ طلاق دے دے تو وہ عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے سے رجوع کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں۔

اگر دوسرے خاوند نے مجامعت سے پہلے طلاق دے دی یا وہ فوت ہوگیا تو وہ عورت اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت طلق رجل امرأته ثلاثاً فتزوجها رجل ثم طلقها قبل أن يدخل بها. فاراد زوجها الأول أن يتزوجها فسأل رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم عن ذلك فقال: لا حتىٰ يذوق الآخر عسيلتها ما ذاق الأول" (البخاری، مسلم)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تیسری طلاق دے دی پھر ایک آدمی نے اس سے شادی کرلی اور مجامعت سے پہلے اُسے طلاق دے دی پھر پہلے خاوند نے اس سے شادی کرنا چاہی تو اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ آپ نے منع فرمایا کہ جس طرح پہلے خاوند نے جماع کا مزا چکھا اس طرح دوسرا خاوند بھی جماع کا مزا چکھے تو جائز ہے۔"

اگر کوئی شخص اس ارادے سے نکاح کرے کہ وہ اس عورت کو اس کے پہلے خاوند کے لیے حلال بنا دے۔ تو یہ نکاح باطل ہے اور وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ حدیث میں اس کی سخت مذمت آئی ہے۔

"عن عائشة رضی الله عنها قالت: لَعَنَ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم المحلّل والمحلّل لهُ" (الترمذی، النسائی، احمد)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والے اور جس کے لیے حلالہ کیا جارہا ہے دونوں پر لعنت کی ہے۔"

ایک دوسری حدیث جو حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے محلل کے بارے میں فرمایا:

"الا أخبركم بالتيس المستعار ؟ قالوا بلى يا رسول الله ﷺ قال: هو المحلل: لعن الله المحلل والمحلل له" (رواه ابن ماجه)

"رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے کہا: کیا میں تمہیں منگوے (مستعار) سانڈ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ صحابہ نے کہا ضرور یا رسول اللہ ﷺ تو آپ نے فرمایا: وہ محلل ہے یعنی حلالہ کرنے والا۔ پھر فرمایا: حلالہ کرنے والا اور جس کے لیے حلالہ کیا جارہا ہے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

نوٹ: ان دنوں حلالہ کے لیے جو طریقہ رائج ہے کہ ایک شخص کسی عورت سے اس نیت سے نکاح کرتا ہے کہ اُسے پہلے خاوند کے لیے حلال بنائے تو یہ نکاح باطل ہے وہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔ اگر حلالہ کرنے والے نے مجامعت کرلی ہے تو عورت کو اس کا مہر دے کر ان کے درمیان علیحدگی کردی جائے گی۔ امام مالک اور امام احمد (رحمہما اللہ) کے نزدیک وہ عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی لیکن اگر اس نے مجامعت نہیں کی اور علیحدگی ہوگئی ہے تو وہی شخص عدت گزارنے کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ شادی کرسکتا ہے۔

اور حلالہ کے بعد پہلے خاوند کے ساتھ نیا نکاح کرنے والی عورت کے دونوں نکاح باطل ہوں گے اور وہ کبھی بھی پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہوگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیوی اور خاوند کے حقوق

شریعت نے خاوند اور بیوی پر بہت سے حقوق واجب کیے ہیں۔ جن کی ادائیگی دونوں پر لازمی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرہ: ۲۲۸)

''عورتوں کا حق (مردوں پر) ویسا ہی ہے جیسا دستور کے مطابق (مردوں کا) عورتوں پر۔''

حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان لكم على نساء كم حقاً ولنساء كم عليكم حقا" (الترمذی، ابن ماجه)

''تمہارے لیے تمہاری عورتوں پر حق ہے اور تمہاری عورتوں کے لیے تم پر حق ہے۔''

بیوی کے خاوند پر حقوق

اولاً: نفقات

صحیح عقد کے بعد بیوی کے جملہ نفقات، خوراک، لباس، مناسب گھر اور دیگر ضروریات دستور کے مطابق خاوند کے ذمہ ہیں جن کی ادائیگی خاوند پر لازمی ہے۔ بیوی چاہے مسلمان ہو یا کتابیہ، امیر ہو یا غریب۔ یہ قرآن کریم، احادیث اور اجماع سے ثابت ہے۔

القرآن: قوله تعالیٰ ﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾

''اور دودھ پلانے والی ماؤں کا کھانا اور کپڑا دستور کے مطابق باپ کے ذمے ہے۔'' (البقرہ: ۲۳۳)

وقوله تعالیٰ ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُم مِّن وُجْدِكُمْ وَلَا تُضَارُّوهُنَّ لِتُضَيِّقُوا عَلَيْهِنَّ﴾ (الطلاق: ۶)

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

"تم اپنی استطاعت کے مطابق جہاں رہتے ہو، وہاں ان (طلاق والی) عورتوں کو رکھو اور انہیں تنگ کرنے کے لیے تکلیف نہ دو۔"

مذکورہ آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند کو ہر حالت میں بیوی کے نفقات ادا کرنے ہیں اور کسی صورت میں بھی ان سے مفر نہیں ہے۔

السنة

حضرت معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عورت کے مرد پر حقوق سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تطعمها اذا طعمت وتكسوها اذا اكتسيت ولا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا في البيت" (ابوداؤد، ابن ماجه، مسند احمد)

"جب تو کھانا کھائے اسے بھی کھلا و جب تو لباس پہنے تو اُسے بھی پہنا، اور منہ پر نہ مار اور بد دعا نہ دے اور اس سے علیحدگی اپنے گھر میں اختیار کر۔"

یعنی ناراضگی کی صورت میں اپنے گھر میں رہتے ہوئے اس سے الگ رہو، اور کہیں اور نہ جاؤ۔

ایک دوسری حدیث میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"أنّ هند بنت عتبه امرأة أبي سفيان حينما جاءت الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم وقالت: يا رسول الله ان أبا سفيان رجل شحيح ليس يعطيني ما يكفيني وولدي الا ما اخذتُ منه وهو لا يعلم. فقال لها النبي صلی اللہ علیہ وسلم خذي من مال أبي سفيان ما يكفيك وولدك بالمعروف" (رواه البخاري، مسلم، ابوداؤد، النسائي)

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور بتایا کہ ابوسفیان ایک کنجوس آدمی ہے میرے اور میرے بچوں کے پورے اخراجات ادا نہیں کرتا مگر وہ جو میں اس کی لاعلمی میں لے لوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دستور کے مطابق جو تمہارے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اور تمہارے بچوں کے لیے کافی ہو وہ لے لیا کرو۔"

اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ خاوند پر بیوی اور بچوں کا نفقہ واجب ہے اور اگر واجب نہ ہوتا تو آپ ﷺ کبھی بھی ہند کو خاوند کی اجازت کے بغیر کچھ لینے کی اجازت نہ دیتے۔

اجماع

عہد نبوت سے لے کر آج تک امت کا اس پر اجماع ہے کہ خاوند پر بیوی اور بچوں کے نفقات واجب ہیں اور کسی کو بھی اس پر اختلاف نہیں ہے۔

نفقہ کے وجوب اور عدم وجوب کے احوال

① صحیح عقد کے بعد جب بیوی اپنے شوہر کے گھر منتقل ہو جائے تو مجامعت کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں خاوند پر نفقہ واجب ہوگا۔

② عقد کے بعد اگر بیوی کسی شرعی عذر کے بغیر اپنے والدین کے پاس رہنے پر مصر ہے تو جب تک وہ شوہر کے گھر منتقل نہیں ہوگی شوہر پر نفقہ لازم نہیں ہے۔

③ اگر بیوی بالغ ہے اور شوہر نابالغ ہو لیکن وہ مجامعت کے قابل ہے تو شوہر پر نفقہ لازم ہوگا۔

④ اگر شوہر بالغ ہے اور بیوی صغیرہ ہے جس سے جماع ممکن نہیں ہے تو مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک نفقہ لازم نہیں ہے۔ لیکن حنفیہ کے نزدیک اگرچہ جماع ممکن نہیں لیکن استئناس (انس و محبت) کی خاطر اور دیگر خدمات کی وجہ سے وہ گھر میں محبوس ہے اس لیے نفقہ لازم ہوگا۔

⑤ اگر بیوی بیمار ہے اور بیماری کی حالت میں وہ اپنے شوہر کے گھر منتقل ہو جائے تو شوہر پر نفقہ لازم ہوگا۔ چاہے وہ مباشرت کے قابل ہے یا قابل نہیں ہے۔

⑥ اگر صحیح عقد کے بعد بیوی اپنے شوہر کے گھر منتقل ہوگئی اور پھر بیمار ہوگئی اب وہ شوہر کے گھر رہے یا اپنے والدین کے پاس آجائے تو ہر صورت میں شوہر پر نفقہ لازم ہوگا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑦ صحیح عقد کے بعد اگر بیوی شوہر کے گھر منتقل ہوگئی ہے اور خاوند کسی مرض میں مبتلا ہو جائے اور جماع نہ کر سکے یا کسی اپنے جرم کی وجہ سے جیل میں محبوس ہو تو ان دو صورتوں میں خاوند پر بیوی کا نفقہ لازم ہوگا۔

⑧ اگر بیوی اپنے جرم کی وجہ سے جماع سے قبل یا جماع کے بعد قید کر دی گئی یا اُسے اغوا کر لیا گیا تو ان کی مدت کے دوران نفقہ ساقط ہو جائے گا۔

⑨ ناشزہ (بداخلاقی کرنے والی) عورت اگر شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے اور بغیر کسی شرعی عذر کے گھر آنے سے انکار کرے تو اس مدت کے دوران وہ نفقہ کی حقدار نہیں ہوگی۔ لیکن اگر وہ شوہر کے گھر پہ ہی رہے اور مباشرت سے منع کرے تو وہ نفقہ کی حق دار ہوگی۔

⑩ باطل نکاح کی صورت میں اگر بیوی شوہر کے گھر بھی منتقل ہوگئی تو شوہر پر نفقہ لازم نہیں ہوگا۔ اور ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔ مباشرت کرنے کی صورت میں خاوند کو صرف اسے مقرر شدہ مہر ہی ادا کرنا ہوگا۔

⑪ بیوی کے خادم کے نفقہ کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر بیوی کا تعلق ایسے طبقہ سے ہے جہاں عورتیں گھر کا کام خود نہیں کرتیں بلکہ گھروں میں نوکر کام کرتے ہیں۔ تو شوہر پر بیوی کے خادم کا نفقہ لازم ہوگا۔

ملاحظہ

خادم کے نفقہ کے بارے شریعت میں کوئی شرعی دلیل موجود نہیں ہے اسلام کی نظر میں ہر بیوی کو چاہے وہ امیر ہو یا غریب، خوبصورت ہو یا بدصورت اپنے شوہر کی خدمت کرنی چاہیے۔ گھر کی صفائی کھانا پکانا، کپڑے دھونا اور بچوں کی دیکھ بھال ہر طرح کے کام کرنے چاہیے۔ عورتوں کے درمیان اس طرح کی تفریق جائز نہیں کہ اگر بیوی غریب ہے تو وہ خدمت کرے گی، اور اگر امیر زادی ہے تو وہ خاوند کی خدمت نہیں کرے گی۔

ہمارے لیے صحابیات اور امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی گھریلو زندگیاں اسوۂ حسنہ ہیں جو گھر میں ہر طرح کے کام خود کرتی تھیں۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر حضرت الزبیر بن

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

العوام کی اہلیہ رضی اللہ عنہا گھر کے جملہ کام کاج کے ساتھ ساتھ حضرت الزبیر کے گھوڑے کی بھی دیکھ بھال کیا کرتی تھی وہ مدینہ منورہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ سے حضرت الزبیر رضی اللہ عنہ کے باغ میں سے گھوڑے کے لیے کھجور کی گٹھلیاں لے کر آتی تھی۔ (البخاری، مسلم)

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا اور ان کے خاوند حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان کام کی تقسیم کچھ اس طرح فرمائی تھی کہ گھر کے جملہ کام حضرت فاطمہ کے ذمے تھے۔ اور باہر کی جملہ ضروریات حضرت علی رضی اللہ عنہ انجام دیتے تھے۔ (الترمذی)

نفقہ کی مقدار

نفقہ کی مقدار کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک شریعت میں نفقہ کی مقدار متعین نہیں ہے۔ اس کا تعلق خاوند کے حالات پر منحصر ہے لیکن مکان، زمان اور چیزوں کے قیمتوں میں اختلاف کی بنا پر نفقہ کی مقدار میں فرق ہوگا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا﴾ (الطلاق: ۷)

”صاحب وسعت کو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرنا چاہیے اور جس کے رزق میں تنگی ہو وہ جتنا اللہ تعالیٰ نے اس کو دیا ہے اس کے موافق خرچ کرے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو تکلیف نہیں دیتا، مگر اس کے مطابق جو اس کو دیا ہے۔“

شافعیہ کے نزدیک نفقہ کی مقدار متعین ہے۔ امیر آدمی ہر روز دو مد اور متوسط آدمی ڈیڑھ مد اور تنگدست ایک مد ہر روز ادا کرے۔

لباس اور مسکن وغیرہ کے بارے میں جمہور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ ان میں کوئی تحدید نہیں ہے۔

ثانیاً: حسن معاشرت

شادی مرد اور عورت کے درمیان ایک مقدس رابطہ ہے جو آپس میں محبت اور الفت کی بنا پر بڑھتا اور پھولتا رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو قوام بنایا

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

ہے۔اس پر مہر اور نفقات کے علاوہ بیوی کی ہر طرح کی حفاظت اور خبر گیری کی ذمہ داری بھی عائد کی ہے اور بیوی کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کرنے کی بجائے حسن معاشرت، ہمدردانہ رویہ اور بہتر سلوک کا حکم دیا ہے۔ جن کی قرآن کریم اور احادیث میں نبی کریم ﷺ نے بڑی وضاحت فرمائی ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿عاشروهن بالمعروف﴾ (النساء : ۱۹)

''ان کے (بیویوں کے) ساتھ اچھی طرح پیش آؤ۔'' (رہن سہن)

قولہ تعالیٰ: ﴿فامسكوهن بمعروف أو سرحوهن بمعروفٍ ولا تمسكوهن ضراراً لتعتدوا. ومن يفعل ذلك فقد ظلم نفسه﴾

(البقرۃ: ۲۳۱)

''انہیں (بیویوں کو) حسن سلوک سے نکاح میں رہنے دو یا بطریق احسن رخصت کر دو۔ اور اس نیت سے انہیں نکاح میں نہیں رکھنا چاہیے کہ انہیں تکلیف دو اور ان پر زیادتی کرو۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

''لا يفرك مؤمن مؤمنةً وان كره منها خلقاً رضي منها خلقاً آخر''

(رواہ مسلم)

''مومن مرد (شوہر) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت اُسے ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ ہوگی۔''

دوسری حدیث جو ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے آپ ﷺ نے فرمایا:

''خيركم خيركم لأهله وأنا خيركم لأهلي'' (الترمذی)

''تم میں سے بہترین وہ آدمی ہے جو اپنے اہل کے لیے بہتر ہے اور میں اپنے اہل کے لیے تم میں سے سب سے بہتر ہوں۔''

ثالثاً: خاوند اپنی بیوی کا جنسی حق ادا کرے

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ جب خاوند اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرتا ہے تو یہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اس کے لیے کارِ ثواب ہے۔ ایک حدیث میں آپ نے فرمایا:

”ولک فی جماع زوجک أجرٌ قالوا: یارسول اللہ: أیاتی احدنا شھوتہ ویکون لہ فیھا أجرٌ؟ قال: أرأیتم لو وضعھا فی حرام أکان علیہ وزر؟ فکذلک اذا وضعھا فی حلال کان لہ اجرٌ“ (رواہ مسلم)

”تمہیں اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے پر ثواب ملے گا۔ تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ آدمی اپنی شہوت پوری کرتا ہے تو اسے اس کا ثواب ملے گا؟ تو آپ نے فرمایا: اچھا یہ تو بتاؤ اگر اس نے زنا کیا تو کیا اسے عذاب نہیں ہوگا؟ اسی طرح اگر اس نے حلال طریقے سے اپنی شہوت پوری کی تو اسے ثواب ملے گا۔“

جماع کے وجوب کے بارے فقہاء کی آراء

حنابلہ کے نزدیک چار ماہ کے بعد کم از کم ایک دفعہ جماع کرنا واجب ہے۔ اگر کسی عذر کے بغیر جماع نہ کیا تو ان کے درمیان علیحدگی ہو جائے گی۔ وہ ایلاء کی مدت پر قیاس کرتے ہیں۔ (ایلاء کا معنی: شوہر قسم کھالے کہ وہ چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے بیوی کے ساتھ صحبت نہیں کرے گا۔ مدت گزرنے کے بعد اگر وہ صحبت نہیں کرتا تو طلاق ہو جائے گی۔

شافعیہ کے نزدیک خاوند کے دیگر حقوق کی طرح جماع کرنا بھی خاوند کا ایک حق ہے۔ اگر فساد کا ڈر نہ ہو تو اسے ترک کرسکتا ہے لیکن صرف ایک دفعہ جماع کرنا واجب ہے۔

مالکیہ کے نزدیک اگر کوئی عذر نہ ہو تو کم از کم چار راتوں میں سے ایک رات میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا واجب ہے۔

امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک خاوند کو کم از کم ہر طہر میں ایک دفعہ بیوی کے ساتھ مجامعت کرنا واجب ہے اگر قدرت کے باوجود جماع نہ کرے تو وہ گنہگار ہوگا۔ وہ قرآن کریم کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں۔

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قولہ تعالیٰ: ﴿فَإِذَا تَطَهَّرْنَ فَأْتُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ أَمَرَكُمُ اللَّهُ﴾ (البقرة: ۲۲۲)

''جب وہ (بیویاں) پاک ہو جائیں (حیض کا خون بند ہو جائے) تو جس طریق (شرمگاہ) سے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔ ان کے پاس جاؤ (مباشرت کرو)۔''

ملاحظات

① حیض کی حالت میں بیوی کے ساتھ جماع کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قولہ تعالیٰ: ﴿فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيضِ وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّى يَطْهُرْنَ﴾

''ایام حیض میں بیویوں سے الگ رہو اور پاک ہونے تک ان کے قریب نہ جاؤ (جماع نہ کرو)۔'' (البقرة: ۲۲۲)

ممانعت کے باوجود اگر کسی نے ایام حیض میں مجامعت کر لی نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق اُسے صدقہ کرنا چاہیے۔

''اذا وقع الرجل أهله وهي حائض، ان كا دماً أحمر فليتصدق بدينارٍ وان كان أصفر فليتصدق بنصف دينار'' (ابوداؤد)

''اگر حیض کے خون کا رنگ سرخ ہے اور وہ جماع کرے تو ایک دینار کا صدقہ کرے اور اگر اصفر ہے تو آدھا دینار کا صدقہ کرے۔''

② فرج (شرمگاہ) کے علاوہ دبر میں جماع کرنا حرام ہے۔ اس بارے سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

''ملعون من أتى امراته في دبرها'' (رواه ابوداؤد، ابن ماجه، احمد)

''جو شخص اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے وہ ملعون ہے۔''

ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لا ينظر الله الى رجل جامع امراته في دبرها'' (ابن ماجه، احمد)

''اللہ تعالیٰ (قیامت کے دن) اس شخص کی طرف نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرتا ہے۔''

③ جب خاوند اپنی بیوی سے جماع کرے تو بیوی کی خواہش پوری ہونے سے پہلے الگ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

نہ ہو۔ جیسا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"اذا جامع أحدكم أهله فليصدقها، فاذا قضى حاجته قبل أن تقضي حاجتها، فلا يعجلها حتى تقضي حاجتها" (فقه السنة ج: ۲/۱۶۴)

"جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے جماع کرے، اگر بیوی کی خواہش پوری ہونے سے قبل اس کی خواہش پوری ہو جائے تو وہ جلدی نہ کرے۔ یہاں تک کہ بیوی کی بھی خواہش پوری ہو جائے۔"

④ اگر کسی خاوند کی ایک سے زیادہ بیویاں ہوں تو اسے ان کے درمیان عادلانہ تقسیم کرنی چاہیے۔ بیوی چاہے حیض کی حالت میں ہو یا بیمار ہو ہر حالت میں مساوات قائم کرنی چاہیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے درمیان برابر برابر دن رات تقسیم کیا کرتے تھے۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقسم لكل امرأة يومها وليلتها" (رواه البخاري، مسلم، مسند احمد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر عورت کے لیے اس کا دن اور رات برابر تقسیم کرتے تھے۔"

اگر کوئی اپنی بیویوں کے درمیان عادلانہ تقسیم نہیں کرتا تو اس بارے میں سخت وعید آئی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کا ارشاد ہے:

"من كانت له امرأتانِ يميل لأحدهما على الأخرى جاء يوم القيامة واحد شقيه ساقط"

"جس کی دو بیویاں ہیں اور وہ ان میں سے ایک طرف مائل ہو گیا (دوسری کو اس کا حق نہیں دیتا) قیامت کے دن وہ اس طرح آئے گا کہ اس کا پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (فالج زدہ)"

⑤ اگر خاوند پہلی بیوی کی موجودگی میں دوسری شادی کرتا ہے تو نئی بیوی کے پاس قیام کرنے کے بارے فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر نئی بیوی کنواری ہے تو اس کے پاس لگاتار سات دن گزارے اور وہ ثیبہ ہے تو اس کے پاس تین دن گزارے۔ اس کے بعد سب کے درمیان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برابر تقسیم کرے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

"للبکر سبع وللثیب ثلاث" (رواہ مسلم)

"کنواری کے لیے سات دن ہیں اور ثیبہ کے لیے تین دن۔"

حنفیہ کے نزدیک کنواری اور ثیبہ دونوں کے پاس اقامت برابر ہوگی۔ وہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ جب میری نبی کریم ﷺ کے ساتھ شادی ہوئی تو آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو سات دن تمہارے پاس رہوں اور اگر تم چاہو تو تین دن رہوں۔ تو انہوں نے کہا کہ آپ ﷺ میرے پاس تین دن رہیں۔

(۶) خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے راز افشا کرنا جائز نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"ان من أشرّ الناس عند الله منزلةً یوم القیامة الرجل یفضی الی امرأته وتفضی الیه ثم ینشر سرها" (رواہ مسلم)

"اللہ کے نزدیک قیامت کے دن اس آدمی کا مقام بہت ہی برا ہوگا جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے اور وہ اس کے پاس جاتی ہے پھر وہ اپنے راز پھیلا دیتا ہے۔"

عزل کا بیان

عزل کی تعریف: ھو القاء منی الرجل خارج الفرج۔ مجامعت کے وقت خاوند کا اپنی منی کو عورت کی شرمگاہ کے باہر خارج کرنے کو عزل کہتے ہیں۔

عزل کرنے سے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

شافعیہ کے نزدیک: عزل کرنا مکروہ ہے اور ناپسندیدہ عمل ہے۔ وہ حضرت جذامہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"قالت حضرت رسول الله ﷺ فسألوه عن العزل: فقال ھو الوأد الخفی" (رواہ مسلم، احمد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس موجود تھی تو صحابہ نے آپ ﷺ سے عزل کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ مخفی زندہ درگور کرنا ہے۔"

حنفیہ کے نزدیک: اگر بیوی آزاد ہے تو اس کی اجازت کے بغیر عزل کرنا جائز نہیں ہے۔ اور وہ امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"نهى رسول الله ﷺ أن يعزل عن الحرة الا باذنها" (رواه ابن ماجه، مسند احمد)

"رسول اللہ ﷺ نے آزاد بیوی کی اجازت کے بغیر عزل سے منع فرمایا ہے۔"

جمہور علماء کے نزدیک عزل مطلقاً جائز ہے اور وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"كنا نعزل في عهد رسول الله ﷺ والقرآن ينزل" (البخاری، مسلم، مسند احمد)

"ہم نبی کریم ﷺ کی زندگی میں عزل کرتے تھے اور قرآن کریم کا نزول بھی ہو رہا ہوتا تھا۔"

نوٹ:

اسلام کی فطرت میں ہے کہ امت مسلمہ کی آبادی ہمیشہ بڑھتی رہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

"تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الأنبياء يوم القيامة"

"محبت کرنے والی، زیادہ بچے پیدا کرنے والی عورت سے نکاح کرو، کیونکہ میں قیامت کے دن دوسرے انبیاء کی امتوں کے کے مقابلہ میں تمہاری کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔" (مسند احمد، ابن حبان)

اس صریح حدیث کے باوجود شریعت نے بعض احوال میں عزل کی اجازت دی ہے مثلاً اگر خاوند کثیر العیال ہے اور بچوں کی پرورش کی استطاعت نہیں ہے یا بیوی شدید بیمار ہے اور مزید حمل کی متحمل نہیں ہے یا بیوی الولود ہے اور ہر سال اُسے حمل ہو جاتا ہے یا بیوی خاوند کی اجازت سے ملازمت کرتی ہے اور حمل اس کے فرائض کی ادائیگی میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مانع ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح کے اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے شریعت نے عزل کرنے کی اجازت دے رکھی ہے۔

خاوند کے بیوی پر حقوق

شریعت نے جس طرح بیوی کے خاوند پر حقوق مقرر کیے ہیں اسی طرح بیوی پر بھی خاوند کے حقوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ (البقرۃ: ۲۲۸)

''دستور کے مطابق بیویوں کے لیے (خاوندوں) پر ایسے ہی حقوق ہیں جیسے (خاوندوں کے لیے) ان پر ہیں۔''

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: جو حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

''قال رسول اللہ ﷺ ان لکم علی نساء کم حقاً'' (الترمذی، ابن ماجه)

''تمہارے لیے تمہاری بیویوں پر حقوق ہیں۔''

خاوند کے اہم حقوق درج ذیل ہیں:

① دستور کے مطابق اگر خاوند بیوی کے لیے مناسب گھر اور دیگر سہولیات مہیا کرے تو اسے اس کے گھر منتقل ہو جانا چاہیے اور اپنے آپ کو خاوند کے سپرد کرنا چاہیے اور اس کی اطاعت کرنی چاہیے۔ جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لو کنت آمراً احداً أن یسجد لأحد لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها'' (رواہ الترمذی)

''اگر میں کسی کو کسی کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔''

ایک دوسری حدیث میں ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''أیما امرأة ماتت وزوجها راض عنها دخلت الجنة'' (الترمذی،

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

ابن ماجه)

"کوئی بھی بیوی جب وفات پا جائے اور اس کا خاوند اس پر راضی ہے تو وہ جنت میں جائے گی۔"

لیکن خاوند اگر اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دیتا ہے یا ناجائز ظلم کرتا ہے اور ایسے کاموں کا حکم دیتا ہے جو اس کی طاقت سے باہر ہوں تو اس پر خاوند کی اطاعت لازمی نہیں ہے۔

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا﴾ (النساء: ۳۴)

"اگر وہ تمہاری تابعداری کرتیں ہیں تو پھر ان کو مار پیٹ یا ایذاء دینے کا بہانہ مت ڈھونڈو۔"

④ بیوی کے فرائض میں سے ہے کہ وہ اپنے خاوند کے مال واسباب اور اس کی عزت کی حفاظت کرے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ﴾ (النساء: ۳۴)

"پس نیک فرمانبردار عورتیں اللہ نے ان کے حقوق محفوظ کیے ہیں غیب میں خاوند کی غیر حاضری میں اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرنے والیاں ہیں۔"

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"خير النساء امرأة اذا نظرت اليها سرتك، واذا أمرتها اطاعتك، واذا غبت عنها حفظتك في نفسها ومالك" (سلسله الاحاديث الصحيحة للألباني ج ۴ / ۴۵۳)

"بہترین وہ عورت ہے جب تو اس کی طرف دیکھے تو تجھے خوش کر دے، اور جب تو اسے کوئی حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور جب تو غائب ہو تو وہ اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔"

③ خاوند کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر وہ نفلی روزے نہ رکھے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"لا يحل لامرأة أن تصوم وزوجها شاهداً الا باذنه"

"خاوند کی موجودگی میں بیوی کو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزے رکھنا حرام ہیں۔" (البخاری، مسلم)

ایک دوسری لمبی حدیث میں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ألا تصوم تطوعاً الا باذنه فان فعلت جاعت وعطشت ولا تقبل منها"

"خاوند کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے۔ اگر اس نے رکھا تو بھوک اور پیاس کے باوجود وہ قبول نہیں ہوگا۔"

④ شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے حتیٰ کہ حج کی ادائیگی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے بھی اجازت کے بغیر نہیں جانا چاہیے جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ایک لمبی حدیث میں ہے میں نے دیکھا کہ ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور دریافت کیا کہ خاوند کے بیوی پر کیا حقوق ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"حقه عليها ألا تخرج من بيتها الا باذنه، فان فعلت لعنها الله وملائكة الرحمة وملائكة الغضب حتى تتوب أو ترجع" (رواه ابوداؤد)

"خاوند کا بیوی پر یہ حق ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نہ نکلے، اگر وہ چلی گئی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور رحمت والے فرشتے اور عذاب والے فرشتے لعنت بھیجتے ہیں یہاں تک کہ وہ توبہ کرے یا گھر واپس نہ آجائے۔"

⑤ خاوند جب بھی بیوی کو جنسی تعلق (جماع) کے لیے بلائے تو اسے خود کو اس کے سپرد کر دینا چاہیے۔ اس بارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"اذا دعا الرجل امرأته الى فراشه فأبت فبات غضبان عليها، لعنتها الملائكة حتى تصبح" (البخاری، مسلم)

"جب خاوند اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ آنے سے انکار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کر دے اور خاوند ناراضگی سے رات گزارے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں۔"

⑥ حیض اور نفاس کی حالت میں بیوی کے ساتھ اکٹھا سونا جائز ہے۔ البتہ مجامعت سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"اصنعوا کل شئی الا النکاح" (مسلم)

"جماع کے علاوہ سب کام کر سکتے ہو۔"

⑦ اگر بیوی ناشزہ ہے اور اپنے خاوند کی نافرمان ہے اور اس کے حقوق بھی ادا نہیں کرتی تو اس کی اصلاح کے لیے شریعت نے خاوند کو تادیب کا حق دیا ہے جس کی تفصیل قرآن کریم کی سورۃ النساء آیت نمبر ۳۴ اور ۳۵ میں بیان کی گئی ہے۔ جو درج ذیل ہے:

الف سب سے پہلے اُسے بغیر کسی مار پیٹ کے زبانی وعظ وارشاد کے ذریعے خاوند کے حقوق کی ادائیگی سے متعلق سمجھایا جائے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ﴾ (النساء: ۳۴)

"اور تم کو عورتوں کی نسبت معلوم ہو کہ سرکشی کرنے لگی ہیں تو (پہلے) ان کو (زبانی) سمجھاؤ۔"

ب اگر وہ زبانی سمجھانے سے اطاعت میں نہ آئے تو آیت پر عمل کرتے ہوئے خاوند ایک محدود مدت کے لیے عارضی طور پر اس سے علیحدگی اختیار کر لے۔ قولہ تعالیٰ ﴿واھجروھن فی المصاجع﴾ یعنی شب باشی میں ان کو الگ بستر دں پر چھوڑ دو۔ تاہم ترک کلام تین دن سے زیادہ نہ کرے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"لا یحل للمؤمن أن یھجر أخاہ فوق ثلاثة أیام" (البخاری، مسلم)

"کسی مومن کے لیے حلال نہیں کہ اپنے بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ کلام کرنا ترک کر دے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"قد هجر النبی صلی اللہ علیہ وسلم نساءہ فلم یدخل علیهن شهراً" (البخاری، مسلم)

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے ایک ماہ کے لیے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔"

(ج) اگر بیوی علیحدگی (ھجر) سے بھی اطاعت قبول نہ کرے تو اسے معمولی سی مار پیٹ کی اجازت ہے لیکن یہ مار پیٹ وحشیانہ نہ ہو بلکہ ہاتھ سے ہو یا مسواک کی مانند معمولی سی چھڑی سے ہو۔ حضرت ابو بردۃ بن نیار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لا یجلد أحدکم امرأته جلد العبد ثم یضاجعها فی آخر الیوم"

"تم میں سے کوئی اپنی بیوی کو غلام کو مارنے جیسی مار نہ مارے پھر آخری پہر اس کے ساتھ مباشرت کرے۔" (البخاری، مسلم)

ایک دوسری حدیث میں ہے جو حضرت معاویہ القشیری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا تضرب الوجه ولا تقبح ولا تهجر الا فی البیت"

"چہرے پر نہ مارو اور نہ اُسے برا بھلا کہو، اور نہ گھر کے باہر علیحدگی اختیار کرو۔" (ابوداؤد، احمد)

(د) اگر بیوی مذکورہ تینوں طریقوں سے اطاعت قبول نہ کرے تو دو حاکم (دو منصف مرد) مقرر کیے جائیں گے ایک منصف خاوند کے خاندان سے اور دوسرا بیوی کے خاندان سے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَابْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يُرِيدَا إِصْلَاحًا يُوَفِّقِ اللَّهُ بَيْنَهُمَا﴾ (النساء: ۳۵)

"ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے مقرر کرو، اگر دونوں صلح کی کوشش کریں تو اللہ انہیں صلح کی توفیق دے گا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر دونوں منصف ان کے درمیان اصلاح میں کامیاب نہ ہوں۔ تو کیا انہیں طلاق دینے کا اختیار ہوگا یا نہیں۔ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ کے نزدیک خاوند یا قاضی کی اجازت کے بغیر انہیں طلاق دینے کا حق ہوگا۔ اور یہ طلاق بائن ہوگی یعنی خاوند کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔

شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک دونوں منصف خاوند اور بیوی کے مقرر کردہ وکیل ہیں اس لیے خاوند اور بیوی کی اجازت کے بغیر طلاق نہیں دے سکتے۔

حنیفہ کے نزدیک دونوں منصف اپنا فیصلہ قاضی کو بتائیں گے اور پھر قاضی طلاق صادر کرے گا۔ اور یہ طلاق بائن ہوگی۔

خاوند اور بیوی کے مشترکہ حقوق

① صحیح عقد کے بعد خاوند اور بیوی دونوں شریعت کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق ایک دوسرے بھی جنسی استمتاع کرسکتے ہیں جیسا کہ حدیث میں ہے:
"یذوق عسیلتها وتذوق عسیلته" (البخاری)

② صحیح عقد کے بعد مصاہرت کے سبب جماع کے بعد بیوی کی بیٹی کے ساتھ ہمیشہ کے لیے نکاح حرام ہو جائے گا۔ اسی طرح بیوی کی موجودگی میں اس کی بہن، خالہ، پھوپھی، بھانجی اور بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنا حرام ہوگا۔

③ خاوند یا بیوی کی موت کے بعد دونوں شرعی قانون کے مطابق ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

④ صحیح عقد کے بعد اولاد کا نسب خاوند کی طرف ثابت ہو جائے گا۔

❁❁......❁❁......❁❁

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلاق کا بیان

نکاح اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے۔ اس میں دوام اور پائیداری مقصود ہے۔ نکاح ہمیشہ مدة العمر کی نیت سے کیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے شریعت نے موقت نکاح (متعہ) کو باطل قرار دیا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دین فطرت ہے ہر دور اور ہر قوم کے لیے صالح ہے اور ہر طرح کے پیش آنے والے حوادث سے چشم پوشی نہیں کرتا۔ خاوند اور بیوی کی کمزوریوں کو مدنظر رکھتے ہوئے خاوند کو طلاق کا اختیار اس صورت میں دیا ہے کہ جب خاوند اور بیوی کے درمیان اختلاف اس قدر شدت اختیار کر جائیں کہ اصلاح کی کوئی صورت نظر نہ آئے تو شریعت نے اس وقت شوہر کو طلاق کا حق دیا ہے اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ یہ ناپسندیدہ عمل ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"أبغض الحلالِ عند الله الطلاق"(رواہ ابو داؤد، ابن ماجہ)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔"

ایک دوسری حدیث میں جو حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"تزوجوا ولا تطلقوا، فان الله لا يحب الذواقين ولا الذواقات"

"شادیاں کرو اور طلاق نہ دو، کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادہ مزہ چکھنے والوں اور زیادہ مزہ چکھنے والیوں کو پسند نہیں کرتا۔" (رواہ الطبرانی)

اسلام نے طلاق کا اختیار صرف شوہر کو دیا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ أَنْ يَّتَرَاجَعَآ﴾(البقرہ: ۲۳۰)

"اگر خاوند نے بیوی کو طلاق دے دی تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں کو کہ وہ پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دوبارہ باہم مل جائیں۔"

مذکورہ آیت میں واضح تصریح ہے کہ طلاق صرف شوہر کے ہاتھ میں ہے۔

اسلام میں طلاق کے قوانین جاننے سے پہلے یہ نہایت مناسب ہے کہ ہم طلاق کے ان قوانین کا مطالعہ کریں جو نبی کریم ﷺ کی بعثت سے قبل دوسری اقوام یعنی یہود، نصاریٰ اور عربوں میں رائج تھے۔ ان کا اسلامی قوانین کے ساتھ موازنہ کرنے میں ایک عاقل قاری پر یہ واضح ہو جائے گا کہ اسلامی قوانین میں خاوند اور بیوی کے لیے زیادہ عدل وانصاف پایا جاتا ہے یا دوسری اقوام کے خودساختہ قوانین ہیں۔

یہود میں طلاق کا قانون

یہود سے مراد وہ لوگ ہیں جو سیدنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ انہیں سیدنا حضرت یعقوب علیہ السلام کی نسل سے ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عبرانی زبان میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا نام اسرائیل ہی ہے۔

یہود کے ہاں طلاق مطلقاً جائز ہے۔ خاوند کسی معمولی سے عیب کی وجہ سے بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ اگر خاوند کو کوئی عورت پسند آجائے جو اس کی بیوی سے زیادہ خوبصورت ہو، تو وہ اپنی بیوی کو طلاق دے سکتا ہے۔ اسی طرح اگر اس کی بیوی شادی سے پہلے کسی برے اخلاق کی حامل تھی تو اسے اس کو طلاق دینا جائز ہے۔ لیکن ایک دفعہ اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد وہ دوبارہ آپس میں کبھی بھی شادی نہیں کر سکتے۔ خاوند کے برعکس عورت کبھی بھی اور کسی صورت میں بھی اپنے خاوند سے طلاق طلب نہیں کر سکتی چاہے خاوند میں کتنے ہی عیوب کیوں نہ ہوں، حتیٰ کہ اگر وہ زنا کا بھی مرتکب ہو پھر بھی بیوی کو طلاق حاصل کرنے کا حق نہیں ہے۔ (ملخصاً از فقہ السنۃ للسید سابق، ج ۲ / ۲۰۹)

نصاریٰ میں طلاق کا قانون

نصاریٰ سے مراد موجودہ عیسائی ہیں جو سیدنا حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی پیروی کا دعویٰ کرتے ہیں۔ عیسائیوں کے ہاں طلاق حرام ہے۔ انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمان ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ابتداء سے مرد اور عورت الگ الگ پیدا کیے ہیں۔ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں ایک جسم بنا دیا اس لیے مرد اپنے والدین کو چھوڑ کر بیوی میں انضم (شامل) ہو جاتا ہے۔ اب انہیں ایک دوسرے سے کوئی جدا نہیں کر سکتا۔ (انجیل مرقس، باب (۱۰) آیت نمبر ۸-۹)

اسی طرح انجیل میں ہے کہ اگر بیوی زنا کی مرتکب ہوئی ہو تو اس صورت میں اُسے طلاق دینا جائز ہے۔ اگر کسی نے زنا کے سبب کے علاوہ اپنی بیوی کو طلاق دی تو گویا اس نے اسے زانی بنا دیا ہے۔ (انجیل متی، باب (۵) آیت نمبر ۳۲)

اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق کے بعد کسی دوسری عورت سے شادی کی تو وہ اس کے ساتھ زنا کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح اگر مطلقہ عورت نے کسی دوسرے مرد سے شادی کر لی تو وہ بھی زانیہ ہوگی۔ (انجیل مرقس باب (۱۰) آیت نمبر ۱۱)

بعثت سے قبل عربوں میں طلاق کا قانون

جاہلیت میں طلاق مردوں کے ہاتھ میں ہوتی تھی اور عورتیں صرف عدت گزارتی تھیں۔ لیکن بعض عورتیں نکاح کے وقت طلاق کو اپنے ہاتھ میں لینے کی شرط لگایا کرتی تھیں۔

''إن شئن اقمن وان شئن تركن معاشرتهم وأوقعن الطلاق''

جب تک وہ چاہتیں خاوند کے پاس رہتیں اور جب وہ چاہتیں ان کا ساتھ چھوڑ دیتیں اور انہیں طلاق دے دیتیں۔ ان میں سے اپنے خاندانی وجاہت کے سبب درج ذیل چار عورتیں مشہور تھیں: (۱) سلمیٰ بنت عمر الخزرجی (۲) فاطمہ بنت الخرشب الانماریہ (۳) ماریہ بنت الجعید (۴) عاتکہ بنت مرۃ۔ (فقہ السنۃ، ج ۲/۲۱۰)

عربوں میں طلاق کے کئی طریقے رائج تھے۔ بعض اوقات خاوند اپنی بیوی کو سو بار طلاق دیتا اور ہر دفعہ عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لیتا۔ اسی طرح طلاق، ایلاء، ظہار اور خلع کے ذریعہ بھی دی جاتی تھی۔ اس کے علاوہ مختلف کلمات کے ذریعے بھی طلاق دینے کا رواج تھا مثلاً: ''انت مطلقة حبلك على غار [illegible]

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

اذھبی حیث شئت" وغیرہ وغیرہ۔ اور بعثت کے ابتدائی ایام میں بھی یہ طریقے رائج تھے جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"کان الرجل یطلق امرأته ماشاء أن یطلقها، وھی امرأته اذا راجعها وھی فی العدۃ وان طلقها مائة مرۃ، أو اکثر حتی قال رجلٌ لامرأته، واللہ لا أطلقک فتبینی منی، ولا آویک ابداً، قالت وکیف ذلک؟ قال أطلقک فکلما ھمت عدتک أن تنقضی راجعتک، فذھبت المرأۃ حتی دخلت علی عائشة فأخبرتها، فسکتت حتی جاء النبی ﷺ فأخبرته، فسکت النبی ﷺ حتی نزل القرآن (الطلاق مرتان، فامساک بمعروفٍ او تسریح باحسان)" (البقرۃ: ۲۲۹)

"قالت عائشة رضی اللہ عنہا فآستانف الناس الطلاق مستقبلا من کان طلق ومن لم یکن طلق" (رواہ الترمذی)

"ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آدمی جتنی دفعہ چاہتا اپنی بیوی کو طلاق دیا کرتا پھر اس کی عدت کے دوران رجوع کر لیتا اور وہ اس کی بیوی ہی رہتی چاہے وہ اس کو سو دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ طلاق دیتا۔ اسی طرح ایک آدمی نے اپنی بیوی سے کہا۔ اللہ کی قسم نہ تو میں تمہیں طلاق بائن دوں گا اور نہ ہی تمہیں بساؤں گا۔ تو اس نے پوچھا یہ کیسے ممکن ہے؟ تو اس نے کہا میں تمہیں طلاق دوں گا اور جونہی تیری عدت اختتام کے قریب پہنچے گی تو میں رجوع کر لوں گا۔ تو اس عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتایا تو یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہا خاموش ہوگئی۔ پھر جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بتانے پر آپ ﷺ بھی خاموش ہو گئے۔ پھر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: "الطلاق مرتان، فامساک بمعروف أو تسریح باحسان" (البقرہ: ۲۲۹) "طلاق دو دفعہ دی جائے پھر (عورتوں کو) یا تو دستور کے مطابق رہنے دیا جائے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جائے۔"

حضرت عائشہ بتاتی ہیں کہ اس کے بعد جس نے طلاق دے رکھی تھی یا نہیں دی تھی انہوں نے مستقبل میں نئے قوانین کے مطابق طلاق دینی شروع کر دی۔

ان آیات کے نزول کے بعد طلاق کی حدود مقرر کر دی گئیں اور خاوند کو طلاق کا حق دینے کے ساتھ ساتھ بیوی کو بھی خلع کے ذریعہ طلاق حاصل کرنے کا حق دے دیا اور عورت پر عدت لازم کر دی گئی قرآن کریم میں ہے:

﴿ الْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ ﴾ (البقرہ: ۲۲۸)

"طلاق والی عورتیں تین حیض تک عدت گزاریں۔"

اسی طرح حدیث میں ہے:

"الطلاق بالرجال والعدة بالنساء"

"طلاق کا تعلق مردوں سے ہے اور عدت کا تعلق عورتوں سے ہے۔"

طلاق کی لغوی اور شرعی تعریف

لغۃً: طلاق اسم مصدر ہے۔ اس سے فعل ماضی طَلَّقَ ہے۔ جس کے لغوی معنی پابندی ختم کرنے کے ہیں۔

شرعاً: طلاق کے مخصوص الفاظ میں سے کسی ایک لفظ کو استعمال کر کے نکاح کی بندش کو ختم کرنے کو طلاق کہتے ہیں۔

طلاق کا حکم: اسلام میں طلاق دینا جائز ہے، لیکن یہ مکروہ کے قریب ہے۔ زوجین کے حالات کے پیش نظر طلاق کبھی حرام، واجب اور کبھی مستحب ہے یہ قرآن کریم اور سنت سے ثابت ہے۔

<u>جواز کی دلیل</u>

القرآن: قولہ تعالیٰ ﴿ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ مَا لَمْ تَمَسُّوْهُنَّ ﴾

"اگر تم بیویوں کو ہاتھ لگانے (مباشرت) سے پہلے طلاق دے دو تو تم پر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کوئی گناہ نہیں ہے۔" (البقرۃ: ۲۳۶)

﴿يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ فَطَلِّقُوهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ﴾ (الطلاق: ۱)

"اے نبی ﷺ (آپ اپنی امت سے کہو کہ) جب تم اپنی بیویوں کو طلاق دینا چاہو تو ان کو عدت (کے شروع وقت) میں دو۔"

السنۃ: امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أن رسول اللہ ﷺ طلق حفصة ثم راجعها" (رواہ ابوداؤد، النسائی، ابن ماجہ)

مکروہ کی دلیل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"أبغض الحلال عند اللہ الطلاق" (رواہ ابوداؤد، ابن ماجہ)

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔"

حرام: اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد اگر خاوند کو زنا کے ارتکاب کا ڈر ہو تو اس صورت میں طلاق دینا حرام ہے۔

واجب: اگر خاوند نامرد ہے اور حق زوجیت ادا نہیں کر سکتا۔ یا اس میں بیوی کے نفقات وغیرہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں ہے تو طلاق دینا واجب ہے۔

مستحب: اگر بیوی اپنے ذاتی مشاغل کی وجہ سے خاوند کے حقوق ادا نہیں کرتی تو اس صورت میں اسے طلاق دینا مستحب ہے لیکن بچوں کی پرورش اور تربیت کی خاطر صبر اور تحمل سے کام لینا چاہیے۔ اور اھون الشرین کو اختیار کرتے ہوئے طلاق نہ دے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا یفرک مؤمن مؤمنةً ان کرہ منها خلقاً رضی منها آخر"

"مومن مرد (شوہر) مومنہ عورت (بیوی) سے بغض نہ رکھے اگر اسے اس کی عادت ناپسند ہے تو اس کی دوسری عادت پسندیدہ ہوگی۔" (رواہ مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلاق کے ارکان

① المطلِّق (خاوند) ② محل الطلاق (بیوی)

③ الصیغۃ (طلاق کے الفاظ)

پہلا رکن: خاوند

خاوند اپنی بیوی کو دخول سے پہلے اور دخول کے بعد طلاق دے سکتا ہے۔ لیکن خاوند کا عقل مند، بالغ ہونا ضروری ہے۔ نابالغ مجنون اور معتوہ کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔ فقہاء کے نزدیک بلوغت کی عمر پندرہ سال ہے۔ لیکن اگر پندرہ سال سے پہلے لڑکے کو احتلام اور انزال ہو جائے تو اس وقت لڑکے کو بالغ سمجھا جائے گا۔

خاوند کے علاوہ کوئی غیر شخص اس کی بیوی کو طلاق دینے کا مجاز نہیں ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"انما الطلاق لمن أخذ بالساق" (الدارقطنی، ابن ماجه)

"طلاق وہی دے سکتا ہے جس کے قبضہ میں (بیوی کی) پنڈلی ہے۔"

اور دوسری حدیث میں جو حضرت مسور بن مخرمۃ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا طلاق قبل النكاح ولا عتق قبل ملكٍ" (ابن ماجه)

"نکاح سے پہلے طلاق نہیں اور ملکیت سے پہلے (غلام کے لیے) آزادی نہیں ہے۔"

مُکرَہ کی طلاق کا حکم

جمہور فقہاء کے نزدیک جس آدمی پر جبر کیا گیا ہو اس کی طلاق واقع نہیں ہوتی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"رفع عن أمتى الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه"

"میری امت سے خطاء، نسیان اور جس پر جبر کیا جائے معاف ہے (ان صورتوں میں ان پر باز پرس نہیں ہوگی)۔" (الدارقطنی، ابن ماجه، البیهقی)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لیکن حنفیہ کے نزدیک مکرہ کی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

سکران (مدہوش) کی طلاق کا حکم

اسلام میں نشہ آور چیزوں کے استعمال کی ممانعت ہے اگر کسی نے عمداً نشہ آور چیز کا استعمال کیا اور نشہ کی حالت میں طلاق دے دی تو جمہور فقہاء کے نزدیک طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن حنابلہ اور حنفیہ میں سے امام الطحاوی اور امام زفر اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک طلاق واقع نہیں ہوتی۔

دوسرا رکن: محل الطلاق (بیوی)

طلاق اس بیوی پر واقع ہوتی ہے جو صحیح عقد کے بعد رشتہ ازدواج میں رہ رہی ہو۔ دخول سے پہلے اور دخول کے بعد اسی طرح رجعی طلاق کی عدت کے دوران بیوی کو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی عورت طلاق بائن بینونہ صغری سے جدا ہو گئی ہو (پہلی طلاق یا دوسری طلاق کی عدت گزرنے کے بعد وہ طلاق بائن بینونہ صغری کہلاتی ہے) تو اس کے ساتھ دوبارہ شادی کرنے کے بعد اس پر طلاق واقع ہو جاتی ہے لیکن طلاق بائن بینونہ کبری (تین طلاق یافتہ) کی صورت میں اگرچہ وہ عدت گزار رہی ہو اب وہ اس کی بیوی نہیں ہے لہٰذا اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اسی طرح وہ عورت جو سرے سے اس کی بیوی ہی نہیں ہے اس پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

"لا نذر لابن آدم فيما لا يملك ولا عتق له فيما لا يملك ولا طلاق له فيما لا يملك" (البخاری، مسلم)

"جس چیز کا ابن آدم مالک نہیں ہے اس کی نذر ماننا جائز نہیں ہے اور جس (غلام) کا وہ مالک نہیں ہے۔ اُسے آزاد کرنا اور جس (عورت) کا وہ خاوند نہیں ہے۔ اسے طلاق دینا جائز نہیں ہے۔"

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق کسی عورت کو بلاوجہ اپنے خاوند سے طلاق کا مطالبہ نہیں کرنا چاہیے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ايما امرأة سألت زوجها الطلاق في غير ما بأسٍ فحرام عليها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رائحة الجنة" (رواه ابن ماجه)

"جو عورت بلاوجہ اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرتی ہے تو اس پر جنت کی ہوا بھی حرام ہے۔"

تیسرا رکن: الصیغہ

صیغہ سے مراد وہ الفاظ ہیں جنہیں بیوی کو طلاق دینے کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ یہ دو قسم کے ہیں:

① ...... صریح الطلاق (صریح الفاظ)

② ...... کنایۃ الطلاق (کنائی الفاظ)

اولاً: صریح الطلاق

اس سے مراد طلاق کا مفہوم رکھنے والے مخصوص الفاظ میں سے کسی لفظ کو استعمال کرنا ہے مثلاً خاوند بیوی سے کہے (تجھے طلاق یا تو مطلقہ ہے یا میری طرف سے تجھے طلاق یا تو طالق ہے) وغیرہ وغیرہ ان کے ساتھ نیت طلاق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور طلاق اسی وقت واقع ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی قرینہ پایا جائے جس سے لفظ طلاق کے معروف معنی کی بجائے لغوی معنی لیے جائیں تو خاوند کے دعویٰ کو قبول کیا جائے گا۔ امام ابن قیم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں ایک عورت کا قصہ بیان کیا ہے کہ اس نے اپنے خاوند سے کہا (سمنی) کہ مجھے ایک نام دو۔ تو خاوند نے کہا: تم کون سا نام چاہتی ہو تو عورت نے کہا "سمنی خلية طلاق" تو خاوند نے کہا تو خلیۃ طلاق ہے۔ تو پھر اس عورت نے امیر المومنین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ میرے خاوند نے مجھے طلاق دے دی ہے۔ تو جب خاوند آیا اور اس نے حقیقت بیان کی تو حضرت عمر نے اسے سزا دی اور اس کے خاوند سے کہا:

"خذ بيدها واوجع رأسها" (اعلام الموقعين، ج: ۳ / ۷۵)

اگر کوئی شخص دل میں لفظ طلاق، زبان سے کہے بغیر طلاق دے تو طلاق واقع نہیں ہوگی جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے:

"إنّ الله عزوجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تكلم به" (البخاری، مسلم)

"اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لیے دل میں پیدا ہونے والے خیالات کو معاف کر دیا ہے کہ جب تک ان پر عمل یا کلام نہ کی جائے۔"

صریح الطلاق کے الفاظ کے بارے میں فقہاء کی آراء

حنفیہ کے نزدیک ہر وہ لفظ جو عرف عام میں طلاق کے لیے استعمال کیا جاتا ہے مثلاً تو مجھ پر حرام ہے یا تو محرمۃ ہے وغیرہ وغیرہ اور جو الفاظ لفظ طلاق سے ماخوذ ہوں مثلاً طالق، مطلقہ یہ سب صریح الطلاق ہیں۔

حنابلہ کے نزدیک صریح الطلاق صرف لفظ طلاق ہے یا وہ الفاظ جو اس سے مشتق ہیں۔

شافعیہ کے نزدیک صریح الطلاق تین الفاظ ہیں: الطلاق، الفراق اور السراح، کیونکہ یہ الفاظ قرآن کریم میں طلاق کے لیے مستعمل ہیں۔ لقولہ تعالیٰ: "ثم طلقوهن" ولقوله تعالىٰ: "سرحوهن سراحاً جميلاً" ولقوله تعالىٰ: "أو فارقوهن بمعروف"

مالکیہ کے نزدیک ہر وہ لفظ جو عرف عام میں طلاق کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً کلمۃ بائن، بتة. برية. خلية وغیرہ وغیرہ۔

ثانیا: کنائی طلاق

کنائی الفاظ سے مراد وہ الفاظ ہیں جو طلاق اور طلاق کے علاوہ دوسرے مفہوم کے لیے استعمال ہوتے ہیں لیکن وہ خاص طور پر طلاق کے لیے استعمال نہیں ہوئے، مثلاً خاوند اپنی بیوی سے کہتا ہے: الحقی باھلک . اپنے اہل کے پاس چلی جا۔

"یااذھبی یا أخرجی" یعنی میرے گھر سے نکل۔ یا میرے ساتھ کلام نہ کر۔ یہ سب کنائی الفاظ ہیں۔ ان الفاظ میں طلاق کی نیت کے بغیر طلاق نہیں ہوتی۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی منکوحہ بیوی الجونیۃ کو ان الفاظ کے ساتھ طلاق دی تھی:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"الحقي باھلک" تو اپنے اہل کے پاس چلی جا۔ (البخاری)

آپ ﷺ نے ان الفاظ سے طلاق ہی مراد لی تھی۔ لیکن اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو طلاق واقع نہیں ہوتی۔

بیوی کے جسم کے بعض اعضاء کو طلاق دینا، اسی طرح بیوی کو نصف، تہائی طلاق دینے کا حکم۔

اگر خاوند اپنی بیوی سے کہے تمہیں طلاق ہے یا میں نے تمہیں طلاق دے دی، تو بالاتفاق طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ بیوی کے جسم کے بعض حصے کو طلاق دے یا یہ کہے کہ تمہیں نصف یا تہائی طلاق تو کیا اس سے طلاق واقع ہو گئی یا نہیں؟ فقہاء کی اس بارے مختلف آراء ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک اگر جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دی جس سے پورا جسم مراد لیا جاتا ہو مثلاً بیوی سے کہے تیرے سر کو طلاق، تیری گردن کو طلاق، تیرے دونوں بازوؤں کو طلاق تو طلاق واقع ہو گی۔ لیکن اگر اس نے ایسے عضو کو طلاق دی جس سے پورا جسم مراد نہ لیا جائے مثلاً بیوی سے کہے تیرے بالوں کو طلاق تیرے ناخن کو طلاق تو اس سے طلاق واقع نہیں ہو گی۔ اسی طرح اگر اس نے کہا کہ تجھے آدمی طلاق یا چوتھائی یا تہائی طلاق تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

مالکیہ کے نزدیک اگر شوہر نے بیوی کے کسی بھی عضو کو طلاق دی یا جسم کے آدھے حصہ یا چوتھائی یا تہائی حصہ کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح اگر اس نے آدھی یا چوتھائی طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

شافعیہ کے نزدیک: اگر جسم کے کسی عضو کو بھی طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی مثلاً اگر اس نے کہا تیرے بالوں کو تیرے ناخن کو تیرے ہاتھ کو طلاق تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

حنابلہ کے نزدیک: اگر خاوند نے بیوی کے جسم کے کسی بھی عضو کو طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی لیکن اگر اس نے بیوی کے بالوں کو یا ناخن کو یا دانت کو طلاق دی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تو طلاق واقع نہیں ہوگی کیونکہ یہ جسم سے الگ کیے جاسکتے ہیں۔ اگر اس نے آدھی طلاق یا تہائی یا چوتھائی طلاق دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (الفقه الاسلامی لوهبة الزحیلی: ج۹ / ۶۸۸۹ تا ۶۸۹۲)

نکاح کی شرط پر طلاق

کوئی شخص کسی اجنبی عورت سے کہے کہ اگر میں نے تم سے نکاح کیا تجھے طلاق، فقہاء کے درمیان اس قول کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک: نکاح کی شرط پر طلاق واقع ہو جاتی ہے مثلاً کسی اجنبی عورت سے کہے اگر میں نے تم سے نکاح کیا تو تجھے طلاق۔ اسی طرح یوں کہے کہ جس عورت سے بھی میں نے نکاح کیا تو اسے طلاق، ان صورتوں میں شادی کے بعد فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔

مالکیہ کے نزدیک: اگر کسی خاص عورت کے بارے میں کہا تو طلاق واقع ہو جائے گی مثلاً اگر میں تم سے شادی کرؤں تو تجھے طلاق۔ یا وہ یوں کہے: میں فلاں قبیلے کی جس عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق ان صورتوں میں نکاح کے بعد طلاق واقع ہو جائے گی۔ لیکن اگر خطاب عام ہے کہ جس عورت سے شادی کروں تو اسے طلاق اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک: نکاح کی شرط پر کسی بھی عورت کو طلاق دی جائے تو شادی کے بعد طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اور وہ طلاق لغو ہوگی۔ وہ نبی کریم ﷺ کے فرمان سے استدلال کرتے ہیں: "لا طلاق قبل النکاح" (رواه الترمذی).

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی مذہب ہے وہ کہتے ہیں قرآن کریم میں پہلے نکاح کا حکم ہے پھر طلاق ہے:

قوله تعالیٰ: ﴿اذا نکحتم المؤمنات ثم طلقتموهن﴾ (الاحزاب: ۴۹)

"یعنی پہلے نکاح پھر طلاق اور اس کے برعکس پہلے طلاق دو پھر نکاح کرو یہ جائز نہیں ہے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قرآن اور حدیث کی رو سے یہی مذہب راجح معلوم ہوتا ہے۔

تحریری طلاق

جمہور فقہاء کے نزدیک اگر خاوند اپنی بیوی کے نام طلاق نامہ تحریر کر کے ارسال کر دے تو رسالہ کو پڑھتے ہی بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی۔ زبانی اور تحریری طلاق میں کوئی فرق نہیں ہے۔ لیکن طلاق نامہ تحریر کرتے وقت خاوند کی طلاق کی نیت لازمی ہے نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اشارہ سے طلاق دینا

جمہور کے نزدیک اُخرس یعنی گونگے کے علاوہ کسی کے لیے ہاتھ یا سر کے اشارہ سے طلاق دینا جائز نہیں ہے۔ **حنفیہ** کے نزدیک اگر اخرس (گونگا) لکھنے پر قادر ہے تو اس کے اشارہ سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔ لیکن ان کے برعکس **مالکیہ** کے نزدیک جو شخص لکھنے پر قادر ہے اگر وہ اشارہ سے طلاق دے تو طلاق کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وکیل کے ذریعے طلاق دینا

خاوند اگر اپنی غائب بیوی کو طلاق دینے کے لیے کسی وکیل کو مقرر کرے اور صراحۃً اس سے یہ کہے کہ (میں تجھے اپنی فلاں بیوی کو طلاق دینے کے لیے مقرر کرتا ہوں) اگر وہ جا کر اسے طلاق دے دے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ بعض فقہاء کے نزدیک وکیل کو مقرر کرتے وقت ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔

طلاق کی اقسام

① طلاق سنی:

طلاق سنی سے مراد وہ طلاق ہے جو نبی کریم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقہ پر دی جائے۔ اس میں جمہور فقہاء کے نزدیک چار شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

① مدخولہ بیوی کو ایام طہر میں طلاق دے۔

② خاوند نے اس طہر میں مباشرت نہ کی ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

③ صرف ایک طلاق دی جائے۔

④ عدت کے دوران دوسری یا تیسری طلاق نہ دی جائے۔

نوٹ:

حنفیہ کے نزدیک عدت کے دوران ہر طہر میں ایک ایک طلاق دینا بھی طلاق سنی ہے۔ درحقیقت اس کا شمار طلاق بدعی میں ہوگا۔ کیونکہ یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے۔

② طلاق بدعی

اس سے مراد وہ طلاق ہے جس میں طلاق سنی والی شرائط میں سے کسی ایک شرط یا ساری شرائط کی مخالفت کرتے ہوئے خاوند اپنی بیوی کو طلاق دے۔ مثلاً اپنی مدخولہ بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے یا ایسے طہر میں طلاق دے جس میں بیوی کے ساتھ مباشرت کر چکا ہو۔ یا ایک ہی طہر میں ایک سے زیادہ طلاق دے۔ اسی طرح آئسنہ عورت (جس کو بڑھاپے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا ہو) کو ایک مہینے میں ایک سے زیادہ طلاق دینا طلاق بدعی ہے۔

نوٹ:

جمہور کے نزدیک طلاق بدعی ممنوع ہے لیکن اگر کسی نے ایسی طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جاتی ہے اور طلاق دینے والا سخت گنہگار ہوگا۔ اور اسے عدت کے دوران رجوع کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تھی:

"عن ابن عمر رضی اللہ عنہما انه طلق امرأته وهي حائض على عهد رسول الله ﷺ فسأل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ رسول الله ﷺ عن ذلک فقال رسول الله ﷺ مرة فليراجعها ثم ليمسكها حتى تطهر ثم تحيض ثم تطهر ثم ان شاء أمسک بعد ذلک وان شاء طلق قبل أن يمس. فتلک العدة التي أمر الله سبحانه أن تطلق لها

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النساء" (البخاری، مسلم)

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسے حکم دو کہ وہ رجوع کرے یہاں تک کہ بیوی کو طہر آئے اور پھر طہر کے بعد حیض آئے اور پھر طہر آئے۔ پھر اگر چاہے تو اسے اپنے پاس رکھ لے یا چاہے تو اسے مباشرت کے بغیر طلاق دے دے، اس موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید فرمایا: یہی وہ عدت ہے جس کے مطابق اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے عورتوں کو طلاق دینے کا حکم دیا ہے۔"

اسی طرح اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمے میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں یعنی کہا کہ تمہیں تین طلاقیں تو یہ بھی طلاق بدعی ہے۔ جیسا کہ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک ہی کلمے میں اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوئے اور غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا:

"أيلعبُ بكتاب الله وأنا بين أظهركم"

"یعنی میری موجودگی میں اللہ تعالیٰ کے احکام میں تلاعب کرتا ہے۔"

چنانچہ ایک شخص کھڑے ہو کر کہنے لگا: "أفلا أقتله" یارسول اللہ کیا میں اُسے قتل نہ کردوں۔ (رواہ النسائی)

امام ابن حزم، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم (رحمہم اللہ جمیعاً) اور حنابلہ کا دوسرا قول، ان کے نزدیک بدعی طلاق واقع نہیں ہوتی، جس نے بھی ایام حیض، نفاس یا جس طہر میں مباشرت کی ہو اس میں طلاق دے دی تو یہ طلاق حرام ہے اور واقع نہیں ہوگی اور وہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

"عن عائشة رضی اللہ عنہا أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم قال، كل عمل ليس عليها أمرنا فهو ردٌّ"

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر وہ عمل یا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فعل جو ہمارے حکم کے برخلاف ہو وہ رد ہے۔" (البخاری، مسلم)

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ جو عمل بھی فرمانِ نبوی کے خلاف ہوگا وہ قابل نفاذ نہیں ہے۔

اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ایمن نے حضرت عبداللہ عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا "کیف تریٰ فی رجلٍ طلق امراته حائضاً؟" ایک آدمی نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ نے جواب میں کہا: (فردَّ عليَّ، ولم يَرَها شيئًا) کہ نبی کریم ﷺ نے میری بیوی کو لوٹا دیا تھا اور طلاق شمار نہیں کی تھی۔ (رواہ ابوداؤد)

③ طلاق رجعی

طلاق رجعی سے مراد وہ طلاق ہے جس میں خاوند اپنی منکوحہ بیوی کو مختلف اوقات میں پہلی یا دوسری طلاق دے اور عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کرلے۔ پہلی اور دوسری طلاق کو طلاق رجعی کہتے ہیں رجعت عملاً بھی ہوتی ہے مثلاً شوہر مطلقہ بیوی سے جماع یا بوس وکنار کرے اور رجعت قولاً بھی ہوتی ہے مثلاً شوہر کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو واپس لوٹا لیا ہے اور اس کی اطلاع بھی بیوی کو کردے۔

عدت گزرنے کے بعد خاوند رجوع نہیں کرسکتا۔ لیکن بیوی کی رضا مندی سے اس کے ساتھ دوبارہ نئے مہر کے ساتھ نئی شادی کرسکتا ہے۔

درحقیقت طلاق رجعی ہی اسلام میں مشروع طلاق ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا﴾ (البقرة: ۲۲۸)

"اور ان کے خاوند اگر اصلاح کا ارادہ رکھیں تو وہ انہیں واپس لانے کا زیادہ حق دار ہیں۔"

وقوله تعالىٰ ﴿اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْتَسْرِيْحٌ بِاِحْسَانٍ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی دو دفعہ طلاق دی جائے) تو پھر (عورتوں کو) یا اچھائی کے ساتھ روکنا (نکاح میں رہنے دینا) ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا ہے۔"

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب اس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی تو نبی کریم ﷺ نے اسے رجوع کرنے کا حکم دیا تھا۔ (البخاری و مسلم)

طلاق رجعی سے متعلق مسائل

① طلاق رجعی سے طلقات کی تعداد کم ہو جاتی ہے مثلاً پہلی طلاق کے بعد خاوند کے پاس صرف دو طلاقیں باقی رہ جاتی ہیں۔ اسی طرح دوسری طلاق کے بعد اس کے پاس صرف ایک طلاق باقی رہ جائے گی۔

② طلاق رجعی میں خاوند دورانِ عدت بیوی کی مرضی کے بغیر اور نئے نکاح اور مہر کے بغیر رجوع کر سکتا ہے۔

③ طلاق رجعی کی عدت کے دوران بیوی نان ونفقہ، رہائش (مسکن) کی حقدار ہوتی ہے۔

④ عدت کے دوران زوجین میں سے کسی کی وفات پر وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

④ طلاق بائن

طلاق بائن کی دو قسمیں ہیں:

① طلاق بائن بینونہ صغریٰ ② طلاق بائن بینونہ کبریٰ

اولاً: طلاق بائن بینونہ صغریٰ

طلاق بائن بینونہ صغریٰ وہ طلاق ہے جب خاوند اپنی بیوی کو پہلی یا دوسری طلاق دے اور دوران عدت رجوع نہ کرے۔ تو عدت گزرنے کے بعد یہ طلاق بائن بینونہ صغریٰ کہلاتی ہے۔

طلاق بائن بینونہ صغریٰ کے احکام

① عدت گزرنے کے بعد خاوند کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔ البتہ عورت کی رضا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مندی سے نئے مہر اور نئی شرائط کے تحت نیا نکاح کرسکتا ہے۔

② نئے نکاح کے بعد طلاقوں کی تعداد کم ہو جائے گی مثلاً پہلی طلاق کے بعد نئی شادی کرنے کے بعد خاوند کے پاس صرف دو طلاقیں باقی رہ جائیں گی اسی طرح دوسری طلاق کے بعد اس کے پاس صرف ایک طلاق باقی رہ جائے گی۔

③ عدت گزرنے کے بعد مہر مؤجل کی ادائیگی لازمی ہو جائے گی۔

④ خاوند نے بیوی کے مطالبے پر مال وصول کر کے خلع کیا تو یہ طلاق بائن بینونہ صغریٰ کے حکم میں ہے۔ خاوند کو عدت کے دوران رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

ثانیاً: طلاق بائن بینونہ کبریٰ

اس سے مراد وہ طلاق ہے جب خاوند اپنی بیوی کو دو رجعی طلاقوں کے بعد تیسری طلاق دے دے تو یہ طلاق بائن بینونہ کبریٰ کہلاتی ہے۔

طلاق بائن بینونہ کبریٰ کے احکام

① اس طلاق کے بعد خاوند نہ تو دوران عدت رجوع کرسکتا ہے اور نہ ہی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کرسکتا ہے لیکن دوبارہ نکاح کرنے کی صورت میں عورت اپنی عدت گزارنے کے بعد کسی دوسرے آدمی سے نکاح کرے پھر دوسرا مرد اس کے ساتھ جنسی تعلقات قائم کرنے کے بعد مر جائے یا کسی وجہ سے اپنی مرضی سے اُسے طلاق دے دے تو پھر وہ عدت وفات یا عدت طلاق گزارنے کے بعد سابقہ خاوند اور بیوی باہمی رضا مندی سے نیا نکاح کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشادِ باری ہے:

﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّىٰ تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا أَنْ يَتَرَاجَعَا﴾ (البقرة: ۲۳۰)

"پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے اس (پہلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شوہر) پر حلال نہیں ہوگی، ہاں اگر دوسرا خاوند بھی اُسے طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے سے رجوع کرلیں تو ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔"

حضرت رفاعہ بن سموٴل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی تمیمہ بنت وہب کو تین طلاقیں دے دی تھیں اور اس نے عبدالرحمٰن بن الزبیر سے نکاح کرلیا تھا۔ پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا (عنده مثل هدب الثوب) یعنی عبدالرحمٰن جنسی طور پر کمزور ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تم رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہو۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"لا: حتی تذوقي عسيلته ويذوق عسيلتك" (البخاری و مسلم)

"حتی کہ تم اس سے جماع کا مزا چکھو اور وہ تم سے جماع کا مزا چکھے۔"

② طلاق بائن بینونہ کے بعد خاوند اور بیوی کے جملہ تعلقات ختم ہو جاتے ہیں اس کے ساتھ خلوت اور کسی قسم کا استمتاع جائز نہیں ہے۔

③ عدت کے دوران یا عدت کے بعد اگر زوجین میں سے کوئی وفات پا جائے تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔

④ پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح کرنے کے بعد خاوند نئے سرے سے تین طلاقوں کا مالک ہوگا۔

⑤ طلاق کے بعد مہر موٴجل کی ادائیگی لازم ہو جائے گی۔

⑤ تفویض طلاق

شریعت نے خاوند کو طلاق دینے کا اختیار دیا ہے۔ اور وہ اپنا یہ اختیار کسی دوسرے کو بھی سونپ سکتا ہے۔ اگر اس نے یہ اختیار اپنی بیوی کو دیا کہ وہ اس کی طرف سے اپنے اوپر طلاق واقع کرلے، یا کسی اور شخص کو اس بات کا اختیار دیتا ہے کہ وہ اگر چاہے تو اس کی بیوی کو طلاق دے دے، تو یہ طلاق تفویض طلاق کہلاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تفویض طلاق کے صیغے:

① اختاری نفسک (اپنے آپ کو اختیار کر لے)

② أمرک بیدکِ (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے)

③ طلقی نفسک ان شئت (اگر تو چاہے تو اپنے اوپر طلاق واقع کرے)

تفویض طلاق کی صورت میں فقہاء کی آراء

مالکیہ کے نزدیک تفویض طلاق میں شوہر کی نیت کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ اگر شوہر نے ایک طلاق کی نیت کی تو ایک طلاق واقع ہوگی اور یہ طلاق رجعی ہوگی۔ اور اگر اس نے تین طلاقوں کی نیت کی تو تین طلاقیں واقع ہوں گی۔

حنفیہ کے نزدیک اگر بیوی اپنے آپ کو ایک طلاق دے تو یہ طلاق بائنہ ہوگی اور خاوند رجوع نہیں کر سکے گا۔

حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک اگر بیوی نے اپنے اوپر ایک طلاق واقع کر لی تو یہ طلاق رجعی ہوگی۔

بہر حال جمہور فقہاء کا تفویض طلاق پر اتفاق ہے کہ بیوی اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تھا جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"خیرنا رسول اللہ ﷺ فاخترناہ فلم یعد ذلک شیئاً" (البخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی، النسائی)

"رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اختیار دیا ہم نے آپ کے پاس رہنا پسند کر لیا اور طلاق نہ ہوئی۔"

روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ میرے اور میری بیوی کے درمیان کچھ رنجش ہوگئی اور وہ کہنے لگی کہ جو میرا معاملہ تمہارے ہاتھ میں ہے اگر وہ میرے ہاتھ میں ہوتا تو تمہیں بتاتی کہ میں کیا کرتی۔ میں نے کہا: اچھا تمہارا معاملہ تمہارے ہاتھ میں دیتا ہوں تو اس نے کہا کہ پھر میں تمہیں تین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طلاقیں دیتی ہوں۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میری رائے میں تو یہ ایک طلاق ہے۔ اور تمہیں دوران عدت رجوع کا حق حاصل ہے۔ اور میں اس بارے میں امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات کروں گا۔ چنانچہ انہوں نے ملاقات کی اور ان کے سامنے تفصیل بیان کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مردوں کی اصلاح کرے "یعمدون الی ما جعل اللہ فی أیدیھم فیجعلون بأیدی النساء" یعنی جو اختیار اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے وہ اُسے عورتوں کے ہاتھ دے رہے ہیں۔ اچھا تم نے کیا جواب دیا ہے؟ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ میں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اُسے دوران عدت رجوع کا حق ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری بھی یہی رائے ہے۔ اور اگر تم اس کے برخلاف کہتے تو میں سمجھتا کہ تم نے صحیح رائے نہیں دی۔ (بدایۃ المجتھد لابن رشد، ج ۲/۶۷)

امام ابن حزم رحمہ اللہ کے نزدیک طلاق کا حق شریعت نے خاوند کو عطا کیا ہے وہ از خود اس حق کو بیوی کی طرف منتقل نہیں کرسکتا۔ اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج مطہرات کو اختیار دیا تھا اس کا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ اپنے آپ کو اختیار کرلیتیں تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں طلاق دے دیتے نہ یہ کہ ان کے اپنے آپ کو اختیار کرنے سے خود بخود طلاق ہو جاتی۔

ایک مجلس کی تین طلاقوں کا حکم

اسلامی قوانین میں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو مختلف مجالس میں تین طلاقیں دے یا پہلے سے دو طلاقیں دینے کے بعد تیسری طلاق دے دے تو سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ طلاق بائن بینونہ کبریٰ ہے جس کے بعد بیوی اپنے خاوند کے لیے حلال نہیں رہتی جب تک وہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ دوام کی نیت سے نکاح نہ کرے پھر کسی وجہ سے طلاق ہو جائے اور عدت گزارنے کے بعد پھر پہلے خاوند سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر خاوند ایک ہی مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے مثلاً اس سے کہے تجھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تین طلاقیں یا کہے تجھے طلاق طلاق طلاق تو اس طرزِ طلاق کے بارے علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے:

حنفیہ، مالکیہ، حنابلہ اور شافعیہ کے نزدیک ایک مجلس کے تین طلاقیں تین ہی واقع ہو جاتی ہیں۔ لیکن مسنون طریقہ یہ ہے کہ مختلف اوقات میں ایک کے بعد دوسری پھر تیسری طلاق دی جائے اور وہ درج ذیل ادلہ سے استدلال کرتے ہیں:

① قولہ تعالیٰ ﴿لا جناح علیکم ان طلقتم النساء﴾ اس آیت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ایک ہی دفعہ تین، دو یا ایک طلاق دی جائے تو سب واقع ہو جائیں گی۔

② حدیث ملاعنۃ میں جب حضرت عویمر العجلانی رضی اللہ عنہ لعان سے فارغ ہوئے تو اس نے کہا: ''کذبت علیها یارسول اللہ ﷺ ان أمسکتها فطلقها ثلاثاً قبل أن یأمره رسول اللہ'' (البخاری، مسلم)

یعنی اگر میں اسے اپنے پاس رکھوں تو گویا میں جھوٹا ہوں تو پھر آپ ﷺ کے حکم سے پہلے ہی تین طلاقیں دے دیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تردید نہیں کی تھی۔

③ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس کے دادا نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاق دے دی تھی، تو جب اس نے نبی کریم کو بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ما اتق اللہ جدک، أما ثلاث فلہ وأما تسعمأۃ وسبع وتسعون فعدوان وظلم، ان شاء اللہ عذبہ وان شاء غفرلہ'' الطبرانی، وقال البانی ھذا الحدیث ضعیف جداً''

یعنی تمہارا دادا اللہ سے نہیں ڈرا۔ تین طلاقیں اس کا حق ہے اور باقی ۹۹۷ ظلم اور زیادتی ہے، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد اگر اللہ نے چاہا تو اسے سزا دے اور اگر چاہا تو اسے معاف کر دے۔

④ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور بتایا کہ میں نے اپنی بیوی کو اکٹھی آٹھ طلاقیں دی ہیں۔ تو انہوں نے پوچھا تمہیں کیا بتایا گیا ہے؟ تو اس نے کہا: (قیل لی بانت منک) یعنی تم پر حرام ہوگئی ہے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

نے کہا: (فھو مثل ما یقولون) وہ ویسا ہی ہے جس طرح کہا گیا ہے۔ (المؤطا)

مندرجہ بالا ادلہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی واقع ہوتی ہیں:

امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، ابن حزم اور شیعہ زیدیہ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں دینے سے صرف ایک رجعی طلاق واقع ہوتی ہے۔ اور وہ درج ذیل ادلہ سے استدلال کرتے ہیں:

① قولہ تعالی (الطلاق مرتان)، مرتان کا معنی "ما کان مرة بعد مرة" یعنی ایک کے بعد دوسری دفعہ واقع ہونے کے ہیں۔ اگر تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں تو یہ عربی قواعد کے منافی ہے۔ مزید اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکٹھی تین طلاقوں سے مراد تین دفعہ طلاق دینا ہے تاکہ ہر دفعہ کے بعد رجوع کرنے یا نہ کرنے کا موقعہ ملتا رہے۔ جبکہ ایک ہی دفعہ اکٹھی تین طلاقیں دینے سے نہ صرف شریعت کا مقصد فوت ہو جاتا ہے بلکہ قرآن کریم کی آیت ﴿لعل اللہ یحدث بعد ذلک امراً﴾ (الطلاق: ۱) میں اللہ تعالیٰ نے زوجین کے لیے جو رخصت اور رعایت عطا فرمائی ہے وہ بھی فوت ہو جاتی ہے۔ اور میاں بیوی اپنی لاعلمی اور جہالت کی وجہ سے ساری عمر پچھتاتے رہتے ہیں۔

② عہد نبوی ﷺ کا مشہور واقعہ ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

"طلق رکانة امرأته ثلاثاً فی مجلس واحد. فحزن علیها حزناً شدیداً. فسأله رسول اللہ ﷺ کیف طلقتها ؟ قال ثلاثاً. فقال فی مجلس واحد ؟ قال : نعم . قال انما تلک واحدة. فارجعها ان شئت، فراجعها" (ابوداؤد، احمد، الترمذی)

"حضرت رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی سھیمہ کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں پھر انہیں اس پر سخت افسوس ہوا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے طلاق کس طرح دی ہے۔ اس نے عرض کیا کہ ایک ہی مجلس میں

www.KitaboSunnat.com

تین طلاقیں دی ہیں اس پر آپ ﷺ نے فرما دیا: کہ یہ ایک طلاق ہے۔ اگر چاہو تو بیوی سے رجوع کرلو۔ چنانچہ اس نے رجوع کرلیا۔

③ حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"أخبرنا رسول الله ﷺ عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً فقام غضبان، فقال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين اظهركم، حتى قام رجلٌ. فقال يارسول الله، أفلا اقتله" (رواه النسائی)

"رسول اللہ ﷺ کو بتایا گیا کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں۔ تو آپ ﷺ غصہ میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ میرے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے احکام میں تلاعب کرتا ہے۔ چنانچہ ایک آدمی کھڑے ہو کر کہنے لگا۔ یا رسول اللہ کیا میں اُسے قتل نہ کردوں۔"

تلاعب کی وجہ یہ ہے کہ اس نے طلاق دیتے وقت کتاب اللہ کی مخالفت کی ہے۔

④ ابو الصہباء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا:

"ألم تعلم أن الثلاث كانت تجعل واحدة على عهد رسول الله ﷺ وأبي بكر وصدراً من خلافة عمر؟ قال: نعم" (رواہ مسلم، احمد)

"کیا آپ جانتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ابتدائی عہد میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک شمار ہوتی تھی؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: ہاں۔"

اس سے ثابت ہوا کہ عہد نبوی ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کے پہلے دو سالوں میں ایک مجلس کی تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار کی جاتی تھی۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں لوگوں نے طلاق کے معاملہ میں تلاعب کرنا شروع کردیا اور ایک ہی مجلس میں سو سو طلاقیں دینی شروع کردیں آپ رضی اللہ عنہ کے منع کرنے کے باوجود جب لوگ باز نہ آئے تو آپ نے سزا کے طور پر ایک مجلس کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تین طلاقوں کو تین طلاقیں شمار کرنے کا حکم جاری کر دیا۔

مندرجہ بالا دلائل کی روشنی میں ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق ہی شمار کرنا چاہیے اس طرح خاوند کو حق حاصل ہو جاتا ہے کہ وہ دورانِ عدت رجوع کر لے یا مدت کے بعد باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کر لے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلع کا بیان

خلع کی لغوی اور شرعی تعریف:

خلع لغةً: هو النزع والازالة. يقال خلعت الثوب. اذا نزعته.

شرعاً: جب خاوند اور بیوی کے درمیان اختلافات پیدا ہو جائیں اور بیوی اپنے خاوند سے آزادی حاصل کرنا چاہے تو وہ خاوند کو اس کا مال (حق مہر) واپس دے کر علیحدگی حاصل کر لیتی ہے اس عمل کو خلع کہتے ہیں۔

خلع کا حکم: سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ خلع جائز ہے جواز کے دلائل قرآن اور سنت میں موجود ہیں۔

القرآن:

﴿فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ (البقرة: ۲۲۹)

''اگر تمہیں ڈر ہو کہ یہ دونوں (خاوند اور بیوی) اللہ کی حدیں قائم نہ رکھ سکیں گے تو اگر عورت رہائی پانے کے لیے کچھ دے دے تو ان دونوں پر کوئی گناہ نہیں۔''

السنة:

''عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال أن جميلة بنت سهل امراة ثابت بن قيس رضی اللہ عنہ جاءت الى رسول الله ﷺ فقالت: يارسول الله ثابت بن قيس ما أعتِبُ عليه في خلق ولادين ولكني اكره الكفر في الاسلام. فقال: رسول الله ﷺ أتردين عليه حديقته؟ قالت نعم. فقال رسول الله ﷺ: أقبل الحديقة وطلقها تطليقة'' (البخاري، النسائي، ابن ماجه)

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی جمیلہ

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

بنت سھل نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا، یا رسول اللہ میں ثابت بن قیس کے دین اور خوش اخلاقی میں کوئی عیب نہیں لگاتی لیکن میں حالت اسلام میں کفران العشیر (خاوند کی نافرمانی) کو برا سمجھتی ہوں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو اس کا باغ (جسے اس نے تمہیں حق مہر میں دیا ہے) اسے واپس کردوں گی۔ اس نے کہا ہاں: تو آپ نے (ثابت بن قیس سے) فرمایا کہ باغ لے لو اور اسے طلاق دے دو۔"

خلع کے احکام

① خاوند اگر خلع کرنے پر آمادہ نہ ہو تو عدالت اُسے طلاق دینے کا حکم دے گی اور اگر وہ نہ مانے تو عدالت نکاح فسخ کردے گی۔ گویا خلع بذریعہ طلاق اور بذریعہ فسخ بھی ہوسکتا ہے۔

② عورت کو خلع کا حق دینے کے ساتھ ساتھ اس بات کی سخت تاکید کی گئی ہے کہ بیوی کسی معقول عذر کے بغیر خاوند سے علیحدگی کا مطالبہ نہ کرے۔ اگر ایسا کرے گی تو نبی کریم ﷺ نے ایسی عورتوں کے لیے سخت وعید بیان فرمائی ہے کہ وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائیں گی جیسا کہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "قال رسول اللہ ﷺ أیما امرأۃ سألت زوجها الطلاق من غیر بأس فحرام علیه رائحة الجنة" (البخاری، مسلم، ابوداؤد، الترمذی)

③ خاوند خلع میں دیے ہوئے مال سے زیادہ وصول نہ کرے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ثابت بن قیس سے کہا: "أن تأخذ منها حدیقته ولا یزداد" (ابن ماجہ)

④ خلع طلاق بائن ہوتی ہے۔ خاوند دوران عدت رجوع نہیں کرسکتا لیکن عدت کے بعد باہمی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔

⑤ اگر خلع کے وقت خاوند اور بیوی کے درمیان خلع کے عوض کی مقدار میں اختلاف پیدا ہوجائے تو مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک عدم ثبوت کی صورت میں بیوی کے قول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا اعتبار ہوگا۔ شافعیہ کے نزدیک دونوں (خاوند اور بیوی) حلف اٹھائیں گے اور عورت کو خلع کے عوض مہر مثل دینا ہوگا۔

⑥ خلع کی عدت ایک حیض ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت بن قیس کی بیوی کو حکم دیا تھا: "أن تعتد بحيضة واحدة وتلحق بأهلها" (رواه النسائی)

❋❋......❋❋......❋❋

www.kitabosunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لعان کا بیان

لعان کی لغوی اور شرعی تعریف:

لغۃً: اللعان مصدر ہے اور لعن سے مشتق ہے جس کا معنی طرد اور ابعاد ہے۔ یقال "لعنه الله أی أبعده من الرحمة"

شرعاً: جب مسلمان خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور پھر بیوی اپنی پاک دامنی پر قائم رہے اور کہے کہ میرا خاوند جھوٹا ہے۔ اس کاروائی کو لعان کہتے ہیں۔

لعان کا حکم

شریعت میں لعان جائز ہے اور کبھی واجب بھی ہے۔ جب خاوند اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے اور اس کے پاس چار چشم دید گواہ موجود نہ ہوں۔ اُسے اس کا پختہ یقین ہو یا بیوی خود اعتراف کر لے تو اس صورت میں لعان کرنا جائز ہے۔ لیکن افضل یہ ہے کہ پردہ پوشی کی خاطر اُسے طلاق دے کر فارغ کر دے۔

لیکن بیوی کے ناجائز حمل کی صورت میں جب خاوند کو سو فیصد یقین ہو کہ یہ حمل اس سے نہیں ہے تو اس صورت میں خاوند پر لعان کرنا واجب ہے تاکہ مولود کا اس کیساتھ تعلق نہ ہو جائے۔

لعان قرآن کریم اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے

القرآن: ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ اَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَاءُ اِلَّآ اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ٥ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَيْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ وَيَدْرَؤُا عَنْهَا الْعَذَابَ اَنْ تَشْهَدَ اَرْبَعَ شَهٰدٰتٍۢ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ٥ وَالْخَامِسَةَ اَنَّ غَضَبَ اللّٰهِ عَلَيْهَا اِنْ كَانَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ﴾ (النور: ٦ تا ٩)

"اور جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں اور ان کے پاس اپنے سوا گواہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں تو ان میں سے ایک (خاوند) چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ وہ بیشک سچا ہے اور پانچویں بار یہ کہے کہ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس پر اللہ کی لعنت ہو، اور عورت سے سزا اس طرح دور ہوگی کہ وہ چار بار اللہ کی قسم کھائے کہ بیشک وہ جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے اور پانچویں بار یوں کہے کہ اگر یہ سچ بولنے والوں میں سے ہے تو مجھ پر اللہ کا غضب ہو۔"

السنة: "رُوِیَ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن ھلال بن أمیة رضی اللہ عنہ قذف زوجته عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم بشریک بن سحماء، فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم البینة أوحدّ فی ظھرک: فقال : یا نبی اللہ ، اذا رأی أحدنا علی امرأته رجلاً ینطلق، یلتمس البینة، فجعل النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکرر ذلک، فقال ھلال: والذی بعثک بالحق نبیاً، انی لصادق، ولینزلنّ اللہ ما یبرئ ظھری من الحد فنزلت الآیات" (البخاری، ابوداؤد، الترمذی)

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنی بیوی پر شریک بن سحماء کے ساتھ زنا کی تہمت لگائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ تمہیں حد لگائی جائے گی۔ تو اس نے کہا یا نبی اللہ اگر کوئی اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا وہ گواہ ڈھونڈنے چلا جائے گا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر بار یہی فرماتے رہے گواہ لاؤ ورنہ حد۔ تو پھر حضرت ہلال رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے، میں سچا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ضرور میرے بارے وحی نازل فرمائے گا۔ جو مجھے حد سے بچائے گی۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔"

بعض مفسرین کے نزدیک یہ آیات حضرت عویمر العجلانی رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئیں۔ جیسا کہ سعد بن سھل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب عویمر العجلانی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنا قضیہ لے کر آئے تو آپ نے اس سے کہا: "قد نزلت فیک وفی صاحبک"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

(رواہ ابو داؤد والترمذی)

جمہور فقہاء کے نزدیک پہلا لعان ماہ شعبان ۹ ہجری میں ہوا ہے۔

لعان کی کیفیت

جمہور فقہاء کے نزدیک لعان کی کیفیت وہی ہے جو قرآن کریم میں بیان کی گئی ہے۔ یعنی پہلے خاوند چار بار اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ اس نے اپنی بیوی کو زنا کرتے دیکھا ہے یا بیوی کا جو حمل ہے وہ اس کا نہیں ہے اور پانچویں بار کہے اگر وہ جھوٹا ہو تو اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ اس کے بعد بیوی بھی چار مرتبہ قسم کھا کر کہے کہ مرد جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اگر وہ سچا ہے تو اس پر اللہ کا غضب نازل ہو۔

لعان کے احکام

① فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ لعان عدالت کے فیصلے سے ہونا چاہیے۔

② مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک لعان کے بعد اُسی وقت زوجین کے درمیان علیحدگی ہو جاتی ہے۔ نبی کریم کا فرمان ہے کہ (اب خاوند کو اپنی بیوی پر کوئی اختیار نہیں رہا) لیکن حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک قاضی کے حکم سے تفریق ہوگی۔

③ لعان سے جو علیحدگی ہوتی ہے، جمہور فقہاء کے نزدیک وہ فسخ کے حکم میں ہے اور دوران عدت وہ نفقہ اور رہائش کی روادار نہیں ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعان کے وقت فرمایا:

"ألا قوت ولا سكنى من أجل أنهما ينصرفان من غير طلاق ولا متوفى عنها" (رواہ ابو داؤد، احمد)

"بیوی کے لیے نان ونفقہ اور رہائش نہیں ہے کیونکہ ان کی علیحدگی نہ تو طلاق سے ہوئی ہے اور نہ فوتگی کی وجہ سے۔"

لیکن حنفیہ کے نزدیک لعان طلاق بائن ہے وہ عدت کے دوران نفقہ اور رہائش کی حق دار ہوگی۔ جملہ فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ ملاعنہ عورت کی عدت صرف ایک حیض ہے۔

④ لعان کے لیے یہ ضروری ہے کہ خاوند اور بیوی دونوں عاقل اور بالغ ہوں کیونکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مجنون اور نابالغ غیر مکلف ہیں ان کا لعان کرنا جائز نہیں ہے۔ جیسا کہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"رفع القلم عن الثلاثة عن النائم حتی یستیقظ عن الصغیر حتی یکبر وعن المجنون حتی یفیق" (رواہ ابن ماجہ، الترمذی)

"تین شخص مرفوع القلم ہیں سویا ہوا جاگنے تک اور نابالغ بلوغت تک اور مجنون ذی شعور ہونے تک۔"

⑤ لعان کے بعد مولود کا خاوند سے رشتہ منقطع ہو جاتا ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے لیکن احتیاطاً مولود اس کی دوسری بیویوں کی اولاد کے لیے محرم ہوگا۔ مولود کا الحاق صرف اس کی ماں کے ساتھ ہوگا وہ اس کی وارث ہوگی اور مولود ماں کا وارث ہوگا۔ جیسا کہ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ سے مروی ہے کہ:

"قضی رسول الله ﷺ فی ولد المتلاعنین انه یرث أمه وترثه أمه"

"نبی کریم ﷺ کا متلاعنین کے مولود سے متعلق فیصلہ ہے کہ مولود اپنی ماں کا وارث ہے اور اس کی ماں اس کی وارث ہے۔" (رواہ احمد)

⑥ لعان ایمان دار لوگوں کی موجودگی میں ہونی چاہیے جن کی تعداد کم از کم چار ضروری ہے۔ بیوی اگر مسلمان ہے تو لعان عصر کی نماز کے بعد جامع مسجد میں ہونی چاہیے اور اگر بیوی کتابیہ ہے تو لعان اس کی عبادت گاہ میں ہونی چاہیے۔

⑦ لعان کے بعد اگر کسی نے متلاعنہ عورت پر زنا کی تہمت لگائی تو اس پر حد قذف (۸۰ کوڑے) لگائی جائے گی۔

⑧ لعان کے بعد خاوند اگر اعتراف کرلے کہ وہ جھوٹا ہے تو احناف کے نزدیک حد قذف کے بعد دونوں باہمی رضامندی سے دوبارہ شادی کر سکتے ہیں اور خاوند کے ساتھ مولود کی نسبت بھی قائم ہو جائے گی۔ لیکن مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ان کے درمیان ہمیشہ کے لیے علیحدگی ہو جائے گی جیسا کہ حضرت ابن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"المتلاعنان اذا تفرقا لا یجتمعان ابداً" (رواہ الدارقطنی)

"دو لعان کرنے والوں کی علیحدگی کے بعد وہ کبھی دوبارہ اکٹھے نہیں ہوں گے۔"

لعان سے انکار کا حکم

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر خاوند لعان سے انکار یا رجوع کرے تو اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اسی طرح اگر بیوی خاوند کے لعان کے بعد لعان سے انکار کرے تو اس کی سزا حد رجم ہے بشرطیکہ خاوند نے اس کے ساتھ مباشرت کی ہو اور اگر اس سے جماع نہ کیا ہو تو بیوی کو سو کوڑوں کی سزا دی جائے گی۔

حنفیہ کے نزدیک اگر خاوند نے لعان سے انکار کیا تو اُسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لعان کے لیے تیار ہو جائے یا وہ خود جھوٹا ہونے کا اقرار کرے تو پھر اس پر حد قذف لگائی جائے گی۔ اسی طرح اگر بیوی لعان سے پہلوتہی کرے تو اسے قید کیا جائے گا یہاں تک کہ وہ لعان کے لیے تیار ہو جائے۔ اس پر حد رجم نہیں لگائی جائے گی۔ جیسا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا یحل دم امرئٍ مسلم الاّ باحدی ثلاث: الثیب الزانی، النفس بالنفس والکفر بعد الایمان" (البخاری، مسلم)

"کسی مسلمان کا خون صرف تین باتوں پر حلال ہوتا ہے۔ شادی شدہ زانی، جان کے بدلے جان، ایمان کے بعد کفر۔"

چنانچہ صرف لعان سے انکار پر رجم کی سزا شرعی اصولوں کے خلاف ہے۔

❊❊......❊❊......❊❊

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ظہار کا بیان

ظہار کی لغوی اور شرعی تعریف

لغۃً: ظہار مصدر ہے اور ظَهر سے مشتق ہے۔ جس کا معنی پیٹھ اور پشت کا ہے۔

شرعاً: خاوند کا اپنی بیوی کو یا اس کے کسی عضو کو اپنی محرمات ابدیۃ کے ساتھ تشبیہ دینا ظہار کہلاتا ہے۔ مثلاً خاوند اپنی بیوی سے کہے کہ تو میری ماں کی پیٹھ کی مانند ہو یا تو میری ماں کی مانند ہو۔

ظہار کا حکم

اسلام میں ظہار کرنا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُسے منکر اور جھوٹ قرار دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں ظہار طلاق ہوا کرتا تھا جسے اسلام نے ختم کر کے طلاق کی بجائے اس پر کفارہ متعین کر دیا ہے۔ ظہار کی حرمت قرآن اور سنت نبویہ سے ثابت ہے۔

القرآن: قوله تعالى ﴿اَلَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْكُمْ مِّنْ نِّسَآئِهِمْ مَّا هُنَّ اُمَّهٰتِهِمْ اِنْ اُمَّهٰتُهُمْ اِلَّا الّٰٓـِٔىْ وَلَدْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَيَقُوْلُوْنَ مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُوْرًا﴾ (المجادلة: ۲)

”جو لوگ تم میں سے اپنی عورتوں کو ماں کہہ دیتے ہیں وہ ان کی مائیں نہیں (بن جاتیں) ان کی مائیں تو وہی ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں بیشک وہ منکر اور جھوٹ بات کہتے ہیں۔“

السنة: عن خولة بنت مالك بن ثعلبة رضي الله عنها قالت ظاهر مني أوس بن الصامت، فجئتُ رسول الله ﷺ اشكو اليه ورسول الله ﷺ يجادلني فيه ويقول اتقي الله، فانه ابن عمك فما برح حتى نزل القرآن (قد سمع الله قول التي تجادلك في زوجها) (المجادلة: ۱، ابوداؤد، احمد)

”حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ سے مروی ہے کہ میرے خاوند اوس بن صامت نے مجھ سے ظہار کیا ہے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

لے کر آئی اور آپ مجھے سمجھاتے رہے اور کہتے رہے کہ اللہ سے ڈرو وہ تمہارے چچا کا بیٹا ہے، میں ابھی آپ کے پاس ہی تھی کہ آیت نازل ہوگئی۔ اللہ نے سن لی اس عورت کی بات جو اپنے شوہر کے معاملہ میں تجھ سے تکرار کر رہی تھی۔"

کفارہ کی انواع

جس نے اپنی بیوی سے ظہار کیا ہے۔ جب تک کفارہ ادا نہ کرے تو اس سے بوس و کنار اور ہم بستری کرنا جائز نہیں ہے۔ بعض فقہاء کے نزدیک بیوی کی طرف نظر تلذذ بھی جائز نہیں ہے۔ کفارۃ کی انواع تین ہیں جنہیں بالترتیب ادا کرنا ضروری ہے۔

① ایک غلام آزاد کریں جو نہ مکاتب ہو اور نہ ہی مدبر ہو۔

② اگر غلام کی طاقت نہ ہو تو لگاتار بلاناغہ دو مہینے کے روزے رکھے۔ اگر کسی شرعی عذر کے بغیر روزہ چھوڑ دیا تو نئے سرے سے پورے دو مہینوں کے روزے رکھنے پڑیں گے۔ فقہاء کے نزدیک شرعی عذر سے مراد بیماری ہے۔

③ اگر پے در پے دو مہینے کے روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مساکین کو کھانا کھلائے۔ کھانا اس قدر کھلایا جائے کہ وہ پیٹ بھر کر کھائیں ایک ہی مرتبہ سب کو کھانا کھلانا ضروری نہیں ہے بلکہ کئی قسطوں میں تعداد پوری کی جاسکتی ہے۔ اگر خود کھانا نہ کھلائے تو ہر مسکین کو کم از کم ۲ مد یعنی سوا کلو گیہوں، چاول یا کھجوریں یا ان کی قیمت ادا کرے۔

کفارہ کی دلیل

کفارہ کی دلیل قرآن اور سنت سے ثابت ہے۔

القرآن : قوله تعالى ﴿وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآءِ هِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآ سَّاذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ○ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَاسَّا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا﴾ (المجادلة: ۳،۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کریں پھر اپنی کہی ہوئی بات سے رجوع کرلیں (بیوی سے ہم بستری کرنا چاہیں) تو ان کے ذمہ آپس میں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا ہے۔ اس کے ذریعہ تم کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سے باخبر ہے۔ ہاں جس شخص کو غلام نہ ملے تو اس کے ذمہ دو مہینوں کے لگا تار روزے ہیں اس سے پہلے کہ وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگائیں اور جس شخص کو یہ طاقت بھی نہ ہو اس پر ساٹھ مسکینوں کا کھانا کھلانا ہے۔ یہ اس لیے کہ تم اللہ کی اور اس کے رسول کی حکم برداری کرو۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدیں ہیں اور کفار کے لیے دردناک عذاب ہے۔"

السنۃ: حضرت خولہ بنت مالک بن ثعلبہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ حدیث کے آخر میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"يعتق رقبةً قالت لا يجد : قال فيصوم شهرين متتابعين قالت يارسول الله: انه شيخ كبير. ما به صيام، قال فليطعم ستين مسكينا، قالت: ما عنده من شيئي يتصدق به قال ﷺ سأعينه بعرق من تمرٍ. قالت يا رسول الله وأنا أعينه بعرقٍ ايضاً . قال : أحسنت اذهبى فاطعمى بها عنه ستين مسكينا وأرجعى الى ابن عمك" (رواه ابوداؤد واحمد)

"نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ ایک غلام آزاد کرے وہ بولیں کہ اس کے پاس نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مسلسل دو ماہ کے روزے رکھے۔ اس نے کہا وہ تو یا رسول اللہ ﷺ بوڑھے آدمی ہیں اس میں روزوں کی ہمت نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ اس نے کہا کہ اس کے پاس صدقہ کے لیے کچھ بھی نہیں ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں کھجور کی ایک عرق سے اس کی مدد کرتا ہوں تو اس نے کہا کہ ایک عرق سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

میں بھی اس کی مدد کردوں گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ بہت اچھا کروگی۔ جاؤ اب اس کی طرف سے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔ اور اس کی طرف یعنی چچیرے بھائی کی طرف لوٹ جاؤ۔ (عرق ٹوکری کو کہتے ہیں جس کے اندر تقریباً ۶۰ صاع کھجوریں آجاتی ہیں)۔"

ظہار معلق

فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ ظہار اس عورت سے ہوسکتا ہے جو خاوند کے نکاح میں ہو۔ لیکن جو عورت نکاح میں نہیں ہے اس کے ظہار کے بارے فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر خاوند نے کسی متعین عورت کے بارے میں کہا: "اِن تزوّجتُ فلانة فهي عليّ كظهر أمي" اگر میں فلاں عوت سے شادی کروں تو وہ میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہوگی۔ تو یہ ظہار ہے یا اس طرح کہے "كل امرأة أتزوجها فهي عليّ كظهر امي" میں جس عورت سے نکاح کروں تو وہ میرے لیے ماں کی پیٹھ کی طرح ہوگی۔ یہ بھی ظہار ہے وہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اس قول سے استدلال کرتے ہیں جو آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کے بارے میں کہا جس نے یہ کہا تھا: "ان تزوجتُ فلانة فهي عليّ كظهر امي، فتزوّجها فقال: عليه كفارة الظهار" (مسند احمد)

"ایک آدمی نے کہا اگر میں نے فلاں عورت سے شادی کی تو وہ میرے لیے میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہوگی تو اس نے اس سے شادی کرلی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس پر ظہار کا کفارۃ لازم ہے۔"

شافعیہ کے نزدیک ظہار صرف اس عورت سے جائز ہے جو نکاح میں ہو۔ اور وہ حضرت عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"لا طلاق الا فيما يملك ولا عتاق الا فيما يملك ولا بيع الا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فیما یملک ولا وفاء بنذرٍ الا فیما یملک" (ابوداؤد، الترمذی)

"طلاق اس کی جائز ہے جو عقد میں ہو، اور آزادی اس شخص کی جائز ہے جو ملکیت میں ہو، اور بیع اس چیز کی جائز ہے جو ملکیت میں ہو اور نذر کی وفاء اس صورت میں جائز ہے جو اس کی ملکیت میں ہو۔"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: "الظهار شبيه الطلاق" کہ ظہار طلاق کے مشابہ ہے۔

لہٰذا ظہار اس عورت سے ممکن ہے جو خاوند کے نکاح میں ہو۔

ظہار موقت

فقہاء کرام کا مؤقت ظہار کے جواز پر اتفاق ہے جب کوئی آدمی اپنی بیوی سے ایک معین مدت کے لیے یہ کہتا ہوا ظہار کرے "انت علی کظھر اُمی لمدۃ شھر أو لمدۃ یوم" تو یہ ظہار جائز ہے۔ اگر اس نے مدت گزرنے کے بعد وطی کی تو اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہے۔ لیکن اگر اس نے دورانِ مدت صحبت کر لی تو اس پر صرف ایک کفارہ لازم ہوگا۔ جیسا کہ حضرت سلمۃ بن صخر البیاضی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اس نے اپنی بیوی سے ماہ رمضان کے لیے ظہار کیا لیکن دوران مدت جماع کر لیا جب وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انت بذاک یا سلمۃ؟ قال: قلت: أنا بذاک یا رسول اللہ: مرتین: وأنا صابر لأمر اللہ، فاحکم فيَّ بما اراک اللہ: قال صلی اللہ علیہ وسلم حرر رقبۃ......الی آخر الحدیث" (رواہ ابوداؤد، الترمذی، النسائی)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمہ بن صخر کو کفارہ کا حکم دیا۔

ظہار کے احکام

① ظہار سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ البتہ جب تک خاوند ظہار کا کفارہ ادا نہ کرے اس وقت تک بیوی سے بوس وکنار اور صحبت جائز نہیں ہے۔

② اگر خاوند نے ظہار کے بعد کفارہ ادا کرنے سے پہلے جماع کر لیا، تو وہ گنہگار ہے اور اُسے استغفار کرنا چاہیے۔ فقہاء کے نزدیک اس پر ایک ہی کفارہ واجب ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے کفارہ ادا کرنے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سے پہلے اپنی بیوی سے جماع کرلیا، جب نبی کریم ﷺ کو بتایا گیا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا:

"ما حملك على هذا؟ يرحمك الله ، فلا تقربها حتى تفعل ما امرك الله به. وفي رواية حتى تكفر" (ابوداؤد، الترمذی، النسائی)

"اللہ تجھ پر رحم فرمائے تو نے ایسا کام کیوں کیا؟ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تکمیل سے پہلے اس کے قریب نہ جانا اور دوسری روایت میں ہے، کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس کے قریب نہ جانا۔"

③ اگر ظہار کا کفارہ ادا کرنے سے پہلے خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی تو کفارہ ادا کرنا ضروری نہیں ہے جس کی آیت کریمہ میں صراحت موجود ہے: ﴿ثم يعودون لما قالوا، فتحرير رقبة. الآية یعنی جو بیوی سے رجوع یعنی جماع کرنا چاہتے ہیں تو وہ پہلے غلام آزاد کریں۔ چنانچہ جو رجوع نہیں کرنا چاہتے اور طلاق دے دی تو ان پر کفارہ لازم نہیں ہے، لیکن اگر خاوند نے ظہار کے بعد طلاق دیدی اور عدت کے دوران رجوع کرلیا یا عدت گزرنے کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ شادی کرلی تو اس صورت میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیہ اور حنفیہ کے نزدیک ہر دو صورتوں میں کفارہ باقی رہے گا اور مباشرت سے قبل کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

شافعیہ کے نزدیک اگر عدت کے دوران رجوع کرلیا تو کفارہ باقی رہے گا لیکن اگر عدت گزرنے کے بعد اس کے ساتھ دوبارہ شادی کرلی تو کفارہ ساقط ہوگا۔

④ اگر کسی شخص نے اپنی متعدد بیویوں سے ایک دفعہ ظہار کرلیا تو کیا اس پر ان سب کی طرف سے ایک ہی کفارہ لازم ہوگا یا بیویوں کی تعداد کے برابر کفاروں کی تعداد لازم ہوگی؟ مالکیہ کے نزدیک ایک کفارہ لازم ہوگا لیکن شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک بیویوں کی تعداد کے برابر کفارہ لازم آئیں گے۔ یعنی اگر دو بیویوں سے ظہار کیا تو دو کفارہ اور اگر تین سے ظہار کیا تو تین کفارہ لازم آئیں گے۔

⑤ اگر خاوند نے ظہار کے کفارہ کی ادائیگی کے دوران جماع کرلیا تو کفارہ سے متعلق

"محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔ مالکیہ کے نزدیک روزوں سے کفارہ کی ادائیگی کے دوران یا کھانا کھلانے کے دوران وطی کرلی تو سابقہ کفارہ باطل ہو جائے گا اور اور ہر دو صورتوں میں از سر نو کفارہ لازم ہوگا۔

شافعیہ کے نزدیک اگر اس نے روزوں کے کفارہ کے دوران رات کو وطی کرلی یا کھانا کھلانے کے دوران جماع کرلیا تو از سر نو کفاہ لازم نہیں ہوگا۔

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک اگر روزوں کے کفارہ کے دوران جماع کرلیا تو سابقہ روزے باطل ہو جائیں گے اور از سر نو روزے لازم ہوں گے لیکن اگر کھانا کھلانے کے دوران جماع کیا تو از سر نو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

⑥ اگر بیوی اپنے خاوند سے ظہار کرے اور کہے "انت علیّ کظهر أمیّ" تو اس کا کیا حکم ہے؟

حنفیہ، مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس کا یہ قول باطل ہے اور عورت پر کفارہ بھی لازم نہیں ہے۔

حنابلہ کے نزدیک: اگر خاوند نے اس سے جماع کرلیا تو عورت پر ظہار کا کفارہ لازم ہوگا۔

⑦ کیا ظہار بیوی کو صرف ماں کے ساتھ تشبیہ دینے پر مختص ہے؟ اس مسئلہ میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک ظہار صرف بیوی کو ماں کے ساتھ تشبیہ دینے پر مختص نہیں ہے، بلکہ کسی بھی ابدی محرمات عورتوں مثلاً بیٹی، بہن، خالہ وغیرہ کے ساتھ تشبیہ دینا بھی ظہار ہے۔

جمہور علماء کے نزدیک ظہار صرف ماں کے ساتھ تشبیہ دینے میں مختص ہے، قرآن کریم اور احادیث سے یہی ثابت ہے۔ اگر کسی نے کہا: "انت علی کظهر اختی یا خالتی" تو یہ ظہار نہیں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایلاء کا بیان

ایلاء کی لغوی اور شرعی تعریف

لغۃً: ایلاء باب آلی یولی کا مصدر ہے جس کے معنی قسم کھانا ہے۔

شرعاً: جب شوہر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہے کہ میں چار ماہ کے لیے اپنی بیوی سے صحبت نہیں کروں گا تو یہ ایلاء ہے، جاہلیت میں ایلاء ایک قسم کی طلاق ہی تھی جس میں آدمی اپنی بیوی پر زیادتی اور ظلم کی خاطر اس کے ساتھ ایک، دو سال یا اس سے زیادہ کے لیے ایلاء کرتا تھا اور جب مدتِ ایلاء اختتام کے قریب پہنچتی تو ایلاء کی مدت مزید بڑھا دیا کرتے تھے اس طرح وہ اس مدت کے دوران نہ بیوی اور نہ مطلقہ کی حیثیت سے معلق رہتی تھی، اسلام نے اس ظلم اور زیادتی کے آگے بند باندھ دیا اور ایلاء کی مدت چار ماہ مقرر کر دی، چار ماہ کے بعد خاوند یا تو بیوی کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرے یا اسے طلاق دے دے جس کی صراحت قرآن کریم میں موجود ہے۔

قولہ تعالی: ﴿لِلَّذِينَ يُؤْلُونَ مِن نِّسَآئِهِمْ تَرَبُّصُ أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَآءُوْ فَإِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ۞ وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ فَإِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ۲۲۶۔ ۲۲۷)

''جو لوگ اپنی بیویوں سے تعلق نہ رکھنے کی قسمیں کھاتے ہیں، ان کے لیے چار مہینوں کی مہلت ہے پھر اگر وہ لوٹ آئیں تو اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر طلاق کا ارادہ کر لیں تو بھی اللہ تعالیٰ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔''

ایلاء کا حکم

اگر خاوند نے اپنی بیوی سے چار ماہ یا اس سے کم مدت کے لیے ایلاء کرتا ہے پھر ایلاء کی مدت پوری کر کے جنسی تعلق قائم کر لیتا ہے تو اس پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہے لیکن

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اگر وہ کفارہ کی مدت پوری ہونے سے پہلے تعلق قائم کر لیتا ہے تو اُسے کفارہ قسم ادا کرنا ہوگا۔

کفارہ قسم درج ذیل ہے:

قولہ تعالی ﴿فَكَفَّارَتُهٗ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ﴾ (المائدة: ۸۹)

''اس کا (قسم کا) کفارہ دس محتاجوں کو اوسط درجے کا کھانا کھلانا ہے جو تم اپنے اہل وعیال کو کھلاتے ہو یا ان کو کپڑے دینا یا ایک غلام آزاد کرنا ہے اور جس کو یہ میسر نہ ہو تو وہ تین روزے رکھے یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے۔''

ایلاء کے احکام

① ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد طلاق کا حکم۔

حنفیہ کے نزدیک ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد اگر خاوند نے رجوع نہ کیا تو طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی۔ اور یہ طلاق بائن ہوگی۔

مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد شوہر کو اختیار ہے چاہے تو رجوع کرلے یا طلاق دے دے اور ازخود طلاق واقع نہیں ہوگی۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: ﴿ان عزموا الطلاق فان الله سميع عليم﴾ (البقرة: ۲۲۷)

اگر وہ طلاق کا قصد کرلیں تو اللہ تعالیٰ خوب سننے والا اور جاننے والا ہے اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مدت گزرنے کے بعد ازخود طلاق واقع نہیں ہوگی بلکہ خاوند کو طلاق دینا ہوگی۔ اور یہ طلاق رجعی ہوگی۔

② ایلاء کی مدت گزرنے کے بعد اگر خاوند بیوی سے تعلق قائم نہیں کرتا اور نہ ہی اُسے طلاق دیتا ہے۔ اس صورت میں بیوی کو حق حاصل ہے کہ وہ شرعی عدالت سے رجوع کرے۔ جمہور علماء کے نزدیک قاضی خود طلاق واقع کرے گا۔ لیکن بعض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقہاء کے نزدیک قاضی خود طلاق نہیں دے سکتا بلکہ شوہر کو قید کیا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ بیوی سے تعلق قائم کرے یا اُسے طلاق دے۔

③ خاوند اگر بغیر قسم کھائے لمبی مدت کے لیے بیوی سے صحبت ترک کر دے تو کیا یہ ایلاء ہے؟

جمہور فقہاء کے نزدیک یہ ایلاء کے حکم میں نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کفارہ قسم لازم ہوگا لیکن مالکیہ کے نزدیک اگر شوہر کا مقصد بیوی کو تنگ کرنا اور نقصان پہنچانا ہو تو اس پر ایلاء کا حکم نافذ ہوگا۔ ورنہ یہ ایلاء کے حکم میں نہیں ہے۔

④ ایلاء میں طلاق یافتہ بیوی کی عدت کا حکم:

جمہور فقہاء کے نزدیک اس پر عدت واجب ہوگی کیونکہ وہ مطلقہ ہے اور ہر مطلقہ عورت پر عدت واجب ہوتی ہے۔

بعض فقہاء کے نزدیک اس پر عدت واجب نہیں ہے کیونکہ ایلاء کی مدت کے دوران اُسے تین حیض آچکے ہیں۔ اور عدت کا اصل مقصد استبراء رحم ہوتا ہے اور وہ چار ماہ کی مدت کے دوران استبراء ہو چکا ہے۔

عدت کا بیان

عدت کی لغوی اور شرعی تعریف

لغۃً: عدت بکسر العین عدد سے مشتق ہے جس کا معنی شمار کرنا ہے۔ عورت بھی ایام حیض اور طہر کو شمار کرتی ہے۔

شرعاً: عقد نکاح ختم ہو جانے کے بعد شریعت نے عورت کے لیے جو انتظار کی مدت مقرر کی ہے اُسے عدت کہتے ہیں۔ جاہلیت میں بھی عدت معروف تھی اسلام نے اس میں چند اصلاحات کر کے اُسے جاری رکھا ہے۔

عدت کا حکم

آدمی کے نسب کی حفاظت اور اُسے اختلاط سے بچانے کے لیے شریعت نے عورت پر عدت واجب کی ہے اور یہ قرآن کریم اور سنت نبوی سے ثابت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن: قولہ تعالی ﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾

(البقرہ: ۲۲۸)

"اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین قروء آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔"

قولہ تعالی: ﴿وَ لَا تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتٰبُ اَجَلَهٗ﴾

(البقرۃ: ۲۳۵)

"اور جب تک عدت پوری نہ ہو جائے نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا۔"

السنة: عن فريعة بنت مالك رضي الله عنها أن زوجها خرج في طلب اعبدٍ له قد هربوا ولحقهم بطرف القدوم فقتلوه، قالت سألت رسول الله فقال: أمكثي في بيتك حتى يبلغ الكتاب أجله.

(ابو داؤد، الترمذی، النسائی)

"فریعہ بنت مالک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اس کا خاوند اپنے غلاموں کی تلاش میں گیا جو بھاگ گئے تھے وہ اُسے طرف القدوم (جگہ کا نام) میں ملے چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بابت دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا: اپنے گھر میں رہو جب تک عدت پوری نہ ہو جائے۔"

اسی طرح فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عہد نبوت میں میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دے دیں۔ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے رہائش اور نفقہ نہیں دلوایا اور فرمایا: "أن تعتدّ عند أم مکتوم" "یعنی آپ نے ام مکتوم کے گھر میں عدت گزارنے کا حکم دیا۔" (ابوداؤد، نسائی، احمد)

عدت کی حکمت

① طلاق رجعی کی صورت میں شریعت نے خاوند کو غور و خوض کرنے کا موقعہ دیا ہے ہوسکتا ہے کہ وہ غصہ کی حالت میں جلد بازی سے طلاق دینے میں نادم ہوتا کہ وہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عدت ختم ہونے سے پہلے وہ رجوع کرلے۔لیکن اگر عدت ختم ہوگئی تو وہ بیوی کی رضامندی کے بغیر دوبارہ شادی نہیں کرسکتا۔اور یہ بھی ممکن ہے کہ عدت کے بعد وہ کسی دوسرے شخص سے شادی کرلے تو اس وقت ندامت اور پشیمانی کے علاوہ وہ کچھ نہیں کرسکے گا۔

۲ خاوند کی وفات کی عدت میں وہ متوفی کے اہل خانہ کے ساتھ غم، حزن اور حداد میں ان کے ساتھ برابر کی شریک سمجھی جائے گی۔اور اس سے خاوند کے ساتھ وفاداری اور محبت کا اظہار کرنا بھی مقصود ہوتا ہے۔

۳ طلاق بائن کی عدت سے نسب کو اختلاط سے محفوظ کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ عدت سے استبراء رحم ہو جائے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ حاملہ تو نہیں ہے۔اگر دوران عدت حمل ظاہر ہوگیا تو مولود طلاق دینے والے کی طرف منسوب ہوگا۔اگر عدت گزارے بغیر مطلقہ کسی دوسرے شخص سے شادی کرلیتی ہے اور نئے خاوند سے مباشرت ہو جانے کی صورت میں مولود سے متعلق یہ شک پیدا ہوگا معلوم نہیں یہ پہلے خاوند کا ہے یا دوسرے خاوند کا۔بہر حال عدت کی وجہ سے مولود کا نسب خلط ملط ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

معتدہ عورتوں کی اقسام

عدت کی مناسبت سے مطلقہ عورتوں کی دو قسمیں ہیں:

اولاً: وہ عورتیں جن پر عدت واجب ہے:

۱ صحیح عقد کے بعد اگر خاوند فوت ہو جائے چاہے مباشرت ہوئی ہے یا نہیں ۔تو عورت پر عدت گزارنا واجب ہے۔قرآن کریم میں ہے:

قولہ تعالیٰ:﴿وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا﴾(البقرۃ: ۲۳۴)

”اور جو لوگ تم میں سے مر جائیں اور عورتیں چھوڑ جائیں تو وہ عورتیں چار مہینے اور دس دن اپنے آپ روکے رکھیں۔“

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

④ نکاح فاسد میں مباشرت کے بعد اگر خاوند فوت ہو جائے تو استبراء رحم کی خاطر اس عورت پر عدت واجب ہے اور اس کی مدت تین قروء ہے اور اسے وفات کی عدت نہیں کہتے۔

③ صحیح عقد میں مباشرت کے بعد اگر خاوند نے طلاق دے دی تو اس پر عدت واجب ہوگی۔قرآن کریم میں ہے۔

قولہ تعالیٰ: ﴿والْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْءٍ﴾

(البقرۃ: ۲۲۸)

''اور جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو وہ تین قروء (حیض رطہر) آنے تک اپنے آپ کو روکے رکھیں۔''

ثانیاً: وہ عورتیں جن پر عدت گزارنا واجب نہیں ہے۔

① نکاح فاسد میں وطی کرنے سے پہلے خاوند کی موت سے عورت پر عدت واجب نہیں ہے۔

② صحیح عقد میں وطی یا خلوہ صیحہ کے بغیر اگر خاوند نے طلاق دے دی تو اس پر عدت واجب نہیں ہے۔قرآن کریم میں ہے:

قولہ تعالیٰ: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا﴾

''مومنو! جب تم مومن عورتوں سے نکاح کر کے ان کو ہاتھ لگانے (وطی کرنے) سے پہلے طلاق دے دو تو تم کو کچھ اختیار نہیں کہ ان سے عدت پوری کراؤ۔'' (الأحزاب:۴۹)

③ عقد فاسد میں وطی سے پہلے اگر خاوند نے طلاق دے دی تو اس پر عدت واجب نہیں ہے۔

عدت کی اقسام:

① عدۃ بالأقراء: عدت قروء کے ذریعہ۔

'' محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ''

www.KitaboSunnat.com

② عدة بالأشهر: عدت مہینوں کے ذریعہ۔

③ عدة بوضع الحمل: عدت وضع حمل سے۔

اولاً: وہ عورتیں جن کی عدت قروء کے ذریعہ سے ہے وہ درج ذیل ہیں:

① حیض والی آزاد عورتیں جن کا حیض جاری ہو ان کی عدت تین قروء ہے۔ جس کی صراحت قرآن کریم میں ہے:

﴿وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ﴾ (البقرة: ۲۲۸)

یعنی مطلقہ عورتیں تین قروء اپنے آپ کو روکے رکھیں۔

مذکورہ آیت میں وارد لفظ قروء کے مفہوم میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے قروء سے مراد حیض ہے یا طہر (دو حیضوں کے درمیان کا زمانہ) کیونکہ عربی لغت میں قروء حیض کو کہتے ہیں اور طہر کو بھی کہتے ہیں۔

مالکیۃ اور شافعیہ کے نزدیک عدت کے باب میں قروء سے مراد طہر ہے۔ چنانچہ اس کی عدت تین طُہر ہے۔ مطلقہ رجعیہ عورت جب تیسرے حیض میں داخل ہوگی تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی۔ ان کے نزدیک جس طہر میں طلاق ہوئی ہے وہ پہلا طہر ہے اس کے بعد حیض پھر دوسرا طہر پھر حیض پھر تیسرا طہر۔ تیسرے طہر کے اختتام پر عدت ختم ہو جائے گی۔ اور دوسرے نکاح کے لیے حلال ہو جائے گی اور وہ درج ذیل ادلۃ سے استدلال کرتے ہیں۔

① کلمۃ حیض مؤنث ہے اور طہر مذکر ہے۔ عربی لغت کا قاعدہ ہے کہ تین سے دس تک اگر معدود جمع مذکر ہے تو عدد مؤنث آئے گا۔ اور اگر معدود جمع مؤنث ہے تو عدد مذکر آئے گا۔ قرآن کریم میں "ثلاثة قروء" آیا ہے جس میں عدد مؤنث ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ معدود مذکر ہے یعنی قروء بمعنی اطہار ہے جو مذکر ہے لہذا قروء سے مراد طہر ہے نہ کہ حیض۔

② قولہ تعالی: "فطلقوهن لعدتهن" اس میں لام توقیت کے لیے ہے یعنی "طلقوهن وقت عدتهن" اور عدت کا وقت طہر ہے جس میں طلاق دینا جائز

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور وہ حیض نہیں ہے۔

③ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک بھی الاقراء سے مراد الاطہار ہیں۔ انہوں نے فرمایا:

"هل تدرون ما الأقراء؟ الأقراء هي الأطهار"

حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک قروء سے مراد حیض ہے، جب عورت کو طہر میں طلاق دی جائے گی اس کے بعد پہلا حیض پھر طہر پھر دوسرا حیض پھر طہر پھر تیسرا حیض۔ تیسرے حیض کے اختتام پر عدت ختم ہو جائے گی اور عورت دوسرے نکاح کے لیے حلال ہو جاتی ہے۔ اور وہ درج ذیل ادلہ سے استدلال کرتے ہیں۔

① قولہ تعالی: "ثلاثة قروء" تین سے مراد تین مکمل قروء ہیں۔ اگر ہم قروء سے مراد طہر لیتے ہیں تو اس سے لازم آئے گا کہ عدت دو طہر کامل اور تیسرے طہر کا کچھ حصہ ہو جائے گی۔ کیونکہ ان کے نزدیک جس طہر میں طلاق دی گئی ہے وہ طہر بھی عدت میں شمار ہوتا ہے چاہے اس میں ایک دن ہی باقی رہ گیا ہو۔

جبکہ تین کا لفظ تین قروء کے پورے ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

② قولہ تعالی: "وَالّٰٓئِیْ یَئِسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآئِکُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ" (الطلاق: ۶۵/۴)

"تمہاری عورتیں جو حیض سے مایوس ہو چکی ہوں اگر تم (ان کی عدت کے بارے میں) شک ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے۔"

اس آیت میں صراحت ہے کہ اصل میں عدت حیض کے ذریعہ ہوتی ہے اس لیے جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اس کی عدت حیض کی بجائے مہینوں سے شمار کی جائے گی یعنی ایک مہینہ ایک حیض کے مقابل ہے۔

③ حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستحاضہ عورت کے بارے میں فرمایا:

"دعي الصلاة أيام أقرائك" (ابوداؤد، الترمذی، النسائی)

یعنی قروء کے دنوں میں نماز ترک کرو۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ قروء سے مراد حیض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہے جس میں نماز ادا نہیں کی جاتی۔

④ قولہ تعالی: ﴿وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ﴾ (البقرة: ۲۲۸)

''اور ان کے لیے جائز نہیں ہے کہ اللہ نے جو کچھ ان کے رحم میں پیدا کیا ہے اس کو چھپائیں۔''

اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد حیض اور حمل مراد ہیں۔ یعنی حیض نہ چھپائیں کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ اس سے مراد طہر ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ قروء سے مراد حیض ہے طہر نہیں ہے۔

⑤ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''طلاق الأمة تطليقتان وعدتها حيفتان'' (ابوداؤد، الدارقطنی)

مذکورہ حدیث سے ثابت ہوا کہ عورت اپنی عدت حیض کے ذریعہ گزارے گی۔

ثانیا: وہ عورتیں جو اپنی عدت مہینوں کے ذریعہ گزارتی ہیں:

① جس عورت کو کمسنی کی وجہ سے ماہواری نہیں آتی اُسے طلاق ہوگئی ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

② جس عورت کی بڑھاپے کی وجہ سے ماہواری بند ہوگئی ہو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ بڑھاپے کی عمر (سن الیاس) کے بارے فقہاء میں اختلاف ہے مالکیۃ کے نزدیک سن الیاس ۷۰ سال ہے۔ شافعیۃ کے نزدیک ۶۰ سال حنفیۃ کے نزدیک ۵۵ سال اور حنابلہ کے نزدیک ۵۰ سال ہے۔

③ جس عورت کو بالغ ہونے کے باوجود حمل کے علاوہ کسی اور وجہ سے ماہواری نہیں آ رہی تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔

مذکورہ بالا تینوں حالتوں کی دلیل:

قولہ تعالی ﴿وَالّٰٓـِٔيْ يَىِٕسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآىِٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓـِٔيْ لَمْ يَحِضْنَ﴾ (الطلاق: ۶۵/۴)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"تمہاری وہ عورتیں جو (عمر رسیدہ ہونے کی وجہ سے) حیض سے مایوس ہوگئی ہیں اگر تمہیں (ان کی عدت سے متعلق) شک ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہیں اور ان کی بھی جنہیں (کم سنی کی وجہ سے) ابھی تک ماہواری نہیں آئی۔"

④ مطلقہ غیر حامل عورت جس کا خاوند فوت ہو جائے تو اس کی عدت چار ماہ دس دن ہے اور یہ وفات کے دن سے شروع ہوگی۔ اس کی دلیل

قوله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ (البقرة: ۲۳۴)

"اور تم میں سے جو فوت ہو جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ (بیویاں) چار ماہ دس دن تک انتظار کریں۔"

⑤ مستحاضہ عورت جس کے ماہواری کے ایام گزرنے کے باوجود خون نہیں رکتا اور وہ حیض اور استحاضہ کے درمیان امتیاز بھی نہیں کر سکتی اور اُسے اپنی ماہواری کے دنوں کی تعداد کا بھی علم نہیں۔ اگر اُسے طلاق ہو جائے تو اس کی عدت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

مالکیۃ کے نزدیک اس کی عدت ایک سال ہے بشرطیکہ وہ حیض اور استحاضہ کے خون میں فرق نہ کر سکتی ہو۔ اگر فرق کر سکتی ہو تو اس کی عدت تین قروء (طہر) ہیں۔

حنفیۃ کے نزدیک اگر وہ فرق کر سکتی ہو تو اس کی عدت تین قروء (حیض) ہیں اور اگر وہ فرق نہ کر سکتی ہو تو اس کی عدت ۳ ماہ ہیں۔

شافعیۃ کے نزدیک اگر اسے ماہواری کے ایام کا پتہ ہو تو وہ ماہواری کے ایام کے حساب سے عدت پوری کرے گی اگر ایام کا پتہ نہ ہو تو ماہواری اور استحاضہ کے خون کے رنگ میں فرق کر کے عدت پوری کرے گی۔ اور وہ حضرت فاطمہ بنت جیش رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے فرمایا تھا کہ حیض کا خون تیز سرخ ہوتا ہے اور پہچانا جاتا ہے جب یہ خون دیکھو تو نماز سے رک جاؤ اور جب دوسری طرح (استحاضۃ) کا خون آنے لگے تو وضو کر کے نماز پڑھو کہ وہ خون رگ کا ہے۔

(ابوداؤد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثالثاً: وہ عورتیں جن کی عدت وضع حمل کے ذریعہ ہے۔

مطلقہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

قولہ تعالی: "وأولات الاحمال اجلهن ان يضعن حملهن" (الطلاق: ۴)

یعنی حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک اگر طلاق کے تھوڑے عرصہ بعد وضع حمل ہوگیا تو اس کی عدت ختم ہو جائے گی اسی طرح اگر حاملہ عورت کا خاوند وفات پا جائے تو وضع حمل کے بعد اس کی عدت بھی ختم ہو جائے گی اور وہ چار ماہ دس دن کی عدت نہیں گزارے گی۔ جیسا کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"سبيعة بنت الحارث الأسلمية" رضی اللہ عنہا کا خاوند سعد بن خولہ حجۃ الوداع کے دوران فوت ہوگیا اور وہ حاملہ تھی اور وفات کے چند دنوں بعد بچے کی پیدائش ہوگئی۔ چنانچہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"بانّي قد حللتُ حين وضعتُ حملي وأمرني بالتزويج ان بدأ لي"

(البخاری ، مسلم، الترمذی، النسائی) وضع حمل کے بعد میں حلال ہوگئی ہوں۔ اگر میں چاہوں تو مجھے شادی کرنے کا حکم دیا۔

ایک عدت کا دوسری عدت میں منتقل ہونا

① مطلقہ طلاق رجعی کی صورت میں اس کی عدت ثلاثۃ قروء ہے۔ اگر عدت کے دوران خاوند فوت ہو جائے تو عدت طلاق، عدت وفات کی طرف منتقل ہو جائے گی چنانچہ وہ چار ماہ اور دس دن عدت گزارے گی اور اس کا آغاز خاوند کی وفات کے دن سے ہوگا۔ کیونکہ رجعی طلاق والی عورت عدت کے دوران بیوی کے حکم میں ہوتی ہے۔ لہٰذا وہ وفات کے بعد بحیثیت بیوہ وفات کی عدت گزارے گی۔

② چھوٹی نابالغہ عورت یا عمر رسیدہ جنہیں ماہواری نہیں آتی اگر وہ مہینوں کے ذریعہ اپنی عدت گزار رہی ہوں اور عدت ختم ہونے سے پہلے ماہواری شروع ہو جائے تو وہ قروء سے اپنی عدت شروع کریں گی کیونکہ قروء سے عدت گزارنا اصل ہے اور مہینے اس کا بدل ہیں اور اصل کی موجودگی میں اس کا بدل ساقط ہو جاتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

③ مطلقہ عورت جو قروء کے ذریعہ اپنی عدت گزار رہی ہو اگر عدت ختم ہونے سے پہلے وہ یأس کی عمر کو پہنچ گئی اور ماہواری بند ہوگئی تو وہ نئے سرے سے تین ماہ میں اپنی عدت پوری کرے گی۔

④ مطلقہ عورت جو اپنی عدت مہینوں یا قروء سے گزار رہی ہو، اگر دوران عدت اس کا حمل ظاہر ہوگیا تو اس کی عدت مہینوں یا قروء کی بجائے وضع حمل ہوگی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے۔

گم شدہ خاوند کی بیوی کی عدت

گم شدہ ایسے شخص کو کہا جاتا ہے جس کا پتہ نہ چل سکے کہ وہ کہاں ہے اور نہ کوئی یہ جانتا ہو کہ وہ زندہ ہے یا فوت ہوگیا ہے۔

گم شدہ خاوند کی بیوی کی عدت کے بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ اور شافعیۃ کے نزدیک جب تک خاوند کی موت کا علم نہ ہو جائے تو وہ اس کی بیوی شمار ہوگی وہ کسی سے نکاح نہیں کرسکتی جیسا کہ ایسی عورت سے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: ''تصبر حتی یُعلم موته'' یعنی خاوند کی موت کا علم ہونے تک اُسے انتظار کرنا چاہیے۔ ان کے نزدیک خاوند کی عمر ۹۰ سال تک پہنچنے تک اسے انتظار کرنا چاہیے اس کے بعد وفات کی عدت چار ماہ دس دن گزارنے کے بعد چاہے تو وہ نئی شادی کرسکتی ہے۔

مالکیہ کے نزدیک جس عورت کا خاوند گم ہو جائے تو اُسے خاوند کی عمر اس کی ولادت کے دن سے لے کر ۷۰ سال کو پہنچنے تک انتظار کرنا چاہیے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ''أعمار امتی بین الستین والسبعین'' ''میری امت کی عمریں ۶۰ اور ۷۰ سال کے درمیان ہیں) پھر وفات کی عدت گزار کر نئی شادی کے لیے حلال ہو جائے گی۔ لیکن ایک دوسرے قول کے مطابق جس پر عمل ہے کہ وہ چار سال تک خاوند کا انتظار کرے گی پھر وفات کی عدت کے بعد وہ نئی شادی کرسکے گی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قول سے استدلال کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت آئی جس کا خاوند گم ہوگیا تھا تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا:

”تربصي أربع سنين ، ففعلت ثم أتته ، فقال تربصي أربعة أشهرٍ وعشراً، ففعلت، ثم أتته، فقال اين ولي هذا الرجل؟ فجاؤوا به، فقال له:طلقها. ففعل فقال عمر رضی اللہ عنہ تزوجي من شئتِ“

(الدار قطنی)

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس عورت سے کہا چار سال تک انتظار کرو، پھر جب وہ انتظار کے بعد آئی تو آپ نے کہا: چار ماہ دس دن تک انتظار کرو، اس کے بعد جب وہ آئی تو آپ نے پوچھا کہ اس کے خاوند کا ولی الامر کون ہے؟ جب اُسے لایا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ اُسے حکم دیا کہ اُسے طلاق دو۔ جب اس نے طلاق دے دی تو بیوی سے کہا کہ اب جس سے چاہو شادی کرلو۔“

حنابلہ کے نزدیک ان کے ایک قول کے مطابق بیوی کو خاوند کی عمر ۹۰ سال تک پہنچنے تک اُسے انتظار کرنا چاہیے۔ لیکن ان کے دوسرے قول کے مطابق جس پر عمل ہے کہ بیوی کو ایک سال کے بعد شرعی عدالت سے رجوع کرنا چاہیے۔ قاضی خاوند کی گم شدگی کے اسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک مدت مقرر کرے گا مثلاً خاوند اگر بحری جہاز میں سفر کر رہا تھا جہاز ڈوب گیا اور کچھ لوگ اس میں زندہ بچ گئے یا وہ ایسے علاقہ میں گیا تھا جہاں خانہ جنگی ہو رہی ہو یا کوئی مہلک وباء پھیلی ہوئی ہو، ان احوال کے مدنظر قاضی جو مدت مقرر کرے گا اسے انتظار کرنا ہوگا۔ اس کے اختتام پر وفات کے اعلان کے بعد اور وفات کی عدت گزارنے کے بعد وہ نئی شادی کے لیے حلال ہو جائے گی۔

حنابلہ کی دوسری رائے جس پر عمل ہے راجح معلوم ہوتی ہے۔

معتدۃ کے احکام

① ہر قسم کی عدت کے دوران چاہے عدتِ طلاق ہو یا عدتِ وفات ہو اُسے کسی اجنبی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

قوله تعالى: ﴿ولا تعزموا عقدة النكاح حتى يبلغ الكتاب أجله﴾ (البقرة: ۲۳۵)

''جب تک عدت پوری نہ ہو جائے تم نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرنا۔ لیکن اگر کسی نے دورانِ عدت شادی کر لی تو وہ نکاح باطل ہے۔''

۲ جو عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو تو دوران عدت کسی اجنبی کو اشارے یا کنائے سے شادی کا پیغام دینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت خاوند کی بیوی کے حکم میں ہے۔ لیکن اگر عورت طلاق بائن یا وفات کی عدت گزار رہی ہو تو تعریضاً یعنی اشارے اور کنارے میں نکاح کا پیغام دیا جا سکتا ہے، مثلاً وہ کہے میں ایک نیک عورت سے شادی کرنا چاہتا ہوں یا میرا شادی کرنے کا ارادہ ہے۔

قرآن کریم میں ہے:

قوله تعالى: ﴿ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء﴾ (البقرة: ۲۳۵)

یعنی تم پر کوئی گناہ نہیں ہے اگر تم کنائے میں عورتوں کو شادی کا پیغام دو۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس کی عدت کے دوران کہا تھا کہ اللہ تمہیں ابو سلمہ سے بہتر خاوند عطا کرے۔ کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ ابو سلمہ سے تو کوئی خاوند بہتر نہیں ہو سکتا۔ بہر حال نبی کریم ﷺ ابو سلمہ سے ہر حالت میں بہتر ہیں۔ آپ ﷺ نے ام سلمہ کو تعریضاً شادی کا پیغام دیا تھا۔

۳ معتدہ عورت کو عدت کے دوران گھر سے باہر جانے سے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

حنفیہ کے نزدیک معتدہ طلاق رجعی یا طلاق بائن کی عدت کے دوران دن ہو یا رات کسی وقت بھی گھر سے باہر نہیں جا سکتی۔ قرآن کریم میں ہے:

قوله تعالى: ﴿لا تخرجوهن من بيوتهن ولا يخرجن الا أن يأتين بفاحشة مبينة﴾ (الطلاق: ۱)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یعنی نہ تم ان کو (ایامِ عدت میں) ان کے گھروں سے نکالو اور نہ ہی وہ (خود) نکلیں لیکن عدتِ وفات کے دوران وہ اپنی ضروریات کے حصول کی خاطر دن کے وقت گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ کیونکہ وہ عدت کے دوران نفقات کی حق دار نہیں ہوتی۔

شافعیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک معتدۃ طلاق یا وفات کی عدت کے دوران کسی شرعی عذر یا اشد ضرورت کی وجہ سے دن کے وقت گھر سے باہر جاسکتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میری خالہ کو تین طلاقیں دی گئیں اور وہ اپنے باغ میں کھجوریں توڑنے جارہی تھی کہ راستہ میں ایک آدمی نے اسے گھر سے باہر جانے سے منع کیا تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"أخرجي فجذّي نخلكِ لعلك تتصدقي منه او تفعلي خيراً"

(ابو داؤد، النسائی)

یعنی کھجوروں کو توڑنے کے لیے باہر چلی جایا کرو۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ تم ان سے صدقہ کردیا کوئی اور عمل خیر کرو۔

لیکن وفات کی عدت کے دوران معتدہ کو اپنے گھر کے علاوہ کسی دوسرے کے گھر میں رات گزارنے کی اجازت نہیں ہے۔ حضرت فریعۃ بن مالک رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ جب اس کا خاوند اپنے غلاموں کو تلاش کرنے گیا جو بھاگ گئے انہوں نے اُسے قتل کردیا۔ تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا:

"یارسول الله انی فی دار وحشة أفأنتقل الی دار أهلی فاعتدّ عندهم؟ فقال: أمکثی فی بیتک التی اتاک فیه نعی زوجک حتی یبلغ الکتاب أجله. فقالت فاعتدت فیه اربعة أشهر وعشراً" (رواه ابو داؤد، الترمذی، النسائی، ابن ماجه)

"اس نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک وحشت ناک دور دراز گھر میں رہتی ہوں۔ کیا میں اپنے اہل خانہ کے پاس منتقل ہوجاؤں اور وہیں ان کے ہاں اپنی عدت گزاروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں تجھے اپنے خاوند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کی موت کی خبر آئی ہے اسی میں رہو۔ یہاں تک کہ تمہاری عدت پوری ہو جائے۔ چنانچہ حضرت فریعہ رضی اللہ عنہا کہتی ہے کہ میں نے اُسی گھر میں چار ماہ اور دس دن عدت پوری کی۔"

ایک دوسری حدیث میں جو حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یوم احد میں شہید ہوئے تھے ان کی بیویاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور عرض کیا:

"يارسول الله نستوحش بالليل. أفنبيتُ عند احدانا، فاذا أصبحنا بادرنا الى بيوتنا ؟ فقال صلی اللہ علیہ وسلم تحدّثن عند احدا كنَّ حتى اذا اردتنَّ النوم فلتؤب كل واحدة الى بيوتها" (فقه السنة، ج۲/ ۲۸۷)

"یارسول اللہ ہمیں رات کو وحشت ہوتی ہے کیا ہم سب کسی ایک کے پاس رات گزار لیا کریں اور صبح ہوتے ہی ہم اپنے اپنے گھروں کو آجایا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم آپس میں کسی ایک کے پاس باتیں کرلیا کرو۔ لیکن جب سونا چاہو تو ہر ایک اپنے اپنے گھر لوٹ جایا کرو۔"

④ سب فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ طلاق رجعی کی عدت کے دوران مطلقہ نان ونفقہ اور رہائش کی حق دار ہے۔ اسی طرح اگر وہ حاملہ ہے تو سب کے نزدیک وہ نفقہ اور رہائش کی حق دار ہے۔ قرآن کریم میں ہے: قوله تعالى ﴿وان كن اولات حمل فأنفقوا عليهن حتى يضعن حملهن﴾ (الطلاق: ٦)

اگر وہ حمل سے ہوں تو بچہ جننے تک ان کا خرچ دیتے رہو۔

لیکن مطلقہ بائن کی عدت کے دوران اس کے نفقات اور رہائش سے متعلق فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک طلاق بائن کی عدت کے دوران بیوی نفقات اور رہائش کی حق دار ہے کیونکہ اسے خاوند کے گھر پہ رہ کر عدت گزارنی ہوتی ہے۔

حنابلہ کے نزدیک طلاق بائن کی عدت کے دوران مطلقہ نفقات اور رہائش کی حق دار نہیں ہے وہ حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"أنّ فاطمة بنت قيس طلقها زوجها البتة. فلم يجعل لها رسول الله ﷺ نفقة ولا سكنى وقال: انّما النفقة والسكنى للمرأة اذا كان لزوجها عليها الرجعة" (النسائی، احمد)

"فاطمہ بنت قیس کو اس کے خاوند نے تین طلاقیں دی تھیں تو نبی کریم ﷺ نے فاطمہ کو نفقہ اور رہائش نہیں دی تھی۔ بلکہ فرمایا تھا کہ طلاق رجعی کی صورت میں عورت نفقہ اور رہائش کی حق دار ہوتی ہے۔"

مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک طلاق بائن کی عدت کے دوران مطلقہ نفقہ کی حق دار نہیں ہوتی وہ صرف رہائش کی حق دار ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

قولہ تعالی: ﴿اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدكم﴾ (الطلاق: ٦)

"(مطلقہ) عورتوں کو (ایام عدت میں) اپنے مقدور کے مطابق انہیں وہیں رکھو جہاں تم خود رہتے ہو۔"

⑤ سب فقہاء کا اس پر اجماع ہے کہ صحیح نکاح کی صورت میں اگر کسی مسلمان عورت کا خاوند وفات پا جائے تو وہ اپنی وفات کی عدت چار ماہ دس دن میں ہی سوگ کرے گی یعنی اس کی سوگ کی مدت بھی چار ماہ دس دن ہے۔

سوگ کے ایام میں وہ زیب و زینت اور بناؤ سنگھار نہیں کرے گی اور نہ ہی کوئی چمکیلہ خوبصورت لباس پہنے گی۔ (بعض فقہاء کے نزدیک کالا لباس پہن سکتی ہے) اور نہ ہی زیورات پہنے گی اور نہ کسی قسم کی خوشبو استعمال کرے گی حتیٰ کہ آنکھوں میں سرمہ بھی نہیں لگائے گی۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"كنّ ننهى ان نحدّ على ميت فوق ثلاث الاّ على زوج اربعة أشهر وعشراً. ولا نكتحل ولا نطيّب ولا نلبس ثوباً مصبوغاً الا ثوب عصب" (البخاری، مسلم، الترمذی)

"ہمیں منع کیا جاتا تھا کہ ہم کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کریں البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن کا سوگ کرنا ہے اور سوگ کے دوران سرمہ نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لگائیں اور نہ خوشبو استعمال کریں اور عصب کپڑے کے سوا رنگے ہوئے کپڑے بھی نہ پہنیں۔"

ایک دوسری حدیث میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ کا فرمان ہے:

"لا يحلّ لامراة مسلمة تومن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميت فوق ثلاث الا على زوجها اربعة أشهرو اربعا" (البخاری، مسلم)

"جو مسلمان عورت اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے البتہ اپنے خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے گی۔"

بیوی کے علاوہ کسی عورت کے لیے اپنے کسی قریبی رشتہ دار (باپ، بھائی، ماں وغیرہ) کی وفات پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حرام ہے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

"لما بلغها موتُ أبيه أبي سفيان رضي الله عنه انتظرت ثلاثة أيام ثم دعت بطيبٍ وقالت : والله مالي بالطيب من حاجةٍ غيراني سمعت رسول الله ﷺ يقول على المنبر، لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تحدّ على ميت فوق ثلاث الا على الزوج اربعة أشهر وعشراً" (البخاری)

"حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کو جب ان کے والد ابو سفیان کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تین دن تک سوگ کیا پھر خوشبو منگوائی اور کہا، اللہ کی قسم مجھے خوشبو کی کوئی ضرورت نہیں لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا وہ منبر پر فرما رہے تھے کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کے لیے کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

⑥ جمہور فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر خاوند نے اپنی بیوی کو تندرستی یا بیماری کی حالت میں طلاق رجعی دی اور دوران عدت وہ فوت ہو گیا یا مطلقہ فوت ہو گی تو وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے۔

اگر اس نے تندرستی کی حالت میں طلاق بائن یعنی تین طلاقیں دیں اور دوران عدت وہ فوت ہو گیا تو مطلقہ اس کی وارث نہیں ہو گی۔

اگر اس نے بیماری یعنی مرض الموت کی حالت میں طلاق بائن دی اور وہ دوران عدت فوت ہو گیا تو مطلقہ اس کی وارث ہو گی جمہور اس طلاق کو طلاق الفرار کہتے ہیں یعنی اس نے بیوی کو وراثت سے محروم کرنے کے لیے طلاق دی ہے۔ چنانچہ اس کی خواہش کے برعکس وہ اس کی وارث ہو گی۔ صحابہ میں سے یہ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب اور ام المومنین حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہم جمیعا) سے مروی ہے۔ لیکن شافعیہ کے نزدیک وہ وارث نہیں ہو گی۔ کیونکہ طلاق بائن کے بعد وہ اس کی بیوی کے حکم میں نہیں ہے۔ اور طلاق بائن سے عقد نکاح منقطع اور زائل ہو جاتا ہے۔

❀❀......❀❀......❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضانت (بچوں کی پرورش کا بیان)

حضانت کے لغوی اور اصطلاحی معنی۔

لغۃً: حضانت، باب حَضَنَ یَحْضُنُ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی گود میں لینا ہے۔ لسان العرب میں ہے (حضن الطائر بیضہ) پرندے نے انڈوں کو اپنے پروں کے نیچے جسم سے ملا لیا۔ اسی طرح عورت جب اپنے بچے کو اپنی گود میں لیتی ہے تو اُسے حاضنۃ کہا جاتا ہے۔

اصطلاحاً: چھوٹے بچوں کو بلوغت کی عمر کو پہنچنے تک ان کی تربیت کی خاطر اپنے پاس رکھنا حضانت کہلاتا ہے۔

حضانت کا حکم: چھوٹے بچوں کی دینی، دنیاوی تربیت اور ان کی حفاظت کے لیے حضانت فرض کفایہ ہے۔

حضانت کی مدت: جمہور کے نزدیک حضانت کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے، بچے جب سن تمیز کو پہنچ جائیں اور خود کھانا، پینا اپنے کپڑے بدلنا اور خود نہانا شروع کردیں اور کسی کی خدمت سے بھی مستغنی ہو جائیں تو حضانت کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن بعض کے نزدیک لڑکا جب سات سال کا ہو جائے اور لڑکی نو سال کی ہو جائے تو حضانت کی مدت ختم ہو جاتی ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ لڑکے بالغ ہونے تک اور لڑکی کی شادی اور رخصتی ہونے تک حضانت کا حق باقی رہتا ہے۔

<u>حضانت کے حق دار اور ان کی ترتیب</u>

اصل میں حضانت کی ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوتی ہے اگر بچے کے والدین کے درمیان طلاق کے سبب علیحدگی ہو جائے تو ماں کا حق سب سے زیادہ ہے لیکن اگر اس نے کسی اجنبی سے شادی کر لی تو اس کا حق ختم ہو جاتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"أن أمرأة جاءت الى النبی ﷺ وقالت : یا رسول الله. ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء وحجری له حواء وثدی له سقاء. وان اباه طلقنی وأراد أن ینزعه منی. فقال لها رسول الله ﷺ انتِ أحق به مالم تنکحی" (ابوداؤد، البیهقی، احمد)

عورت نے نبی کریم سے کہا: یارسول اللہ میرے اس بیٹے کے لیے میرا پیٹ اس کا مسکن تھا اور میری گود اس کی محافظ تھی اور میرے پستان اس کا کھانا پینا تھا اور اس کے والد نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ اُسے مجھ سے چھیننا چاہتا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: جب تک تو کسی سے شادی نہ کرے تو اس کی تو حق دار ہے، اسی طرح قاسم بن محمد سے مروی ہے:

"کانت عند عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ امرأة من الأنصار، فولدت له عاصماً: (ابن عمر). ثم عمر فارقها. فجاء عمر قباء. فوجد انبه عاصماً یلعب بغناء المسجد ، فأخذ بعضده فوضعه بین یدیه علی الدابة، فادرکته جدة الغلام فتنازعته ایاه حتی أتیا ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقال عمر: ابنی وقالت المرأة ابنی: فقال ابوبکر لعمر: خلّ بینها وبینه، وفی روایة : قال لعمر بن الخطاب : ریحها ومسّها وریقها خیرٌ له من شهد وعسل عندک یا عمر" (المؤطا)

"حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک انصاری عورت سے شادی کی اور اس کے بطن سے ان کا بیٹا عاصم بن عمر پیدا ہوا۔ تو کچھ عرصہ کے بعد حضرت عمر نے اُسے طلاق دے دی۔ ایک دن حضرت عمر قباء گئے تو انہوں نے عاصم کو مسجد کے صحن میں کھیلتے ہوا دیکھا تو اسے بازو سے پکڑ کر اپنی سواری پر بٹھالیا اور اچانک بچے کی نانی آئی اور ان سے جھگڑنے لگی۔ آخر کار وہ حضرت ابوبکر الصدیق کے پاس آئے تو حضرت عمر نے کہا یہ میرا بیٹا ہے اور عورت نے کہا یہ میرا بیٹا ہے، تو حضرت ابوبکر نے عمر سے کہا اسے چھوڑ دو۔ دوسری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روایت میں ہے حضرت ابوبکر نے کہا کہ ماں کی گود کی مہک اور اس کا پیار سے اُسے چھونا اور چومنا تمہارے شہد کے کھلانے سے بہتر ہے۔"

لیکن اگر ماں موجود نہ ہو تو اس کے بعد بچے کی نانی حق دار ہے، اس کے بعد اس کی حقیقی بہن پھر اخیافی بہن پھر علاتی بہن ان کے بعد حقیقی خالہ کا زیادہ حق ہے جس کے متعلق آپ ﷺ کا فرمان ہے: "الخالة بمنزلة الأم" (البخاری) یعنی خالہ ماں کی جگہ پر ہے۔ اگر خالہ موجود نہ ہو تو پھر دادی اگر وہ بھی نہیں تو بچے کی پھوپھی۔ اگر عورتوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو وراثت میں عصبہ وارثوں کی ترتیب کے لحاظ سے سب سے پہلے حضانت باپ کی طرف منتقل ہو جائے گی پھر دادا پھر بھائی پھر بھائی کا بیٹا پھر چچا علی ہذا الترتیب اگر وارثوں میں سے کوئی بھی موجود نہ ہو تو پھر قاضی کسی بھی صالح، پرہیزگار اور نیک سیرت شخص کو حضانت کے لیے مقرر کرے گی۔

حضانت کے حق داروں کی شرائط:

① عقلمند ہو، مجنون، معتوہ اور کم عقل حضانت کے لائق نہیں ہے۔

② نیک سیرت اور اچھے اخلاق کا مالک ہو، زانی، شرابی اور فاسق حضانت کے حق دار نہیں ہے۔

③ بالغ ہو، نابالغ تو خود کسی دوسرے کا محتاج ہوتا ہے۔ اس لیے اس کی حضانت جائز نہیں ہے۔

④ مسلمان ہو، کافر کسی مسلمان بچے کا حاضن یعنی مربی نہیں ہو سکتا اس سے بچے کے عقائد خراب ہو سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں ہے:

قوله تعالی: ﴿وَلَن يَجْعَلَ اللَّهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا﴾

(النساء: ۱۴۱)

"اللہ تعالیٰ کافروں کو مومنوں پر ہرگز غلبہ نہیں دیتا۔"

⑤ صحت مند ہو کسی متعدی امراض مثلاً برص، جذام یا ایڈز وغیرہ میں مبتلا نہ ہو۔

⑥ حاضنہ یعنی پرورش کرنے والی اگر عورت ہے تو وہ کسی ایسے شخص کے نکاح میں نہ ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جو بچے کے لیے اجنبی ہو۔

⑦ پرورش کرنے والی عورت بچے کی محرمات میں سے ہو جس سے نکاح کرنا جائز نہ ہو۔ چنانچہ بچے کی خالہ کی بیٹی اور پھوپھی کی بیٹی اس کی حاضنہ نہیں بن سکتی۔

حضانت (پرورش کرنے) کی اجرت

حضانت کی اجرت رضاع کی اجرت کی طرح ہے یعنی حضانت کرنے والی دودھ پلانے والی کی طرح ہی اجرت کی حق دار ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

قولہ تعالیٰ: ﴿ فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ ﴾ (الطلاق: ٦)

"اگر وہ تمہارے لیے دودھ پلاتی ہیں تو ان کو اجرت دو۔"

چنانچہ بچے کا نفقہ اور تربیت کرنے والی کی اجرت بچے کے والد کے ذمہ ہے اور اجرت والد کی مالی حالت کے مطابق ہوگی۔

قرآنِ کریم میں ہے:

قولہ تعالیٰ: ﴿ لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ ﴾ (الطلاق: ٧)

"والد اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے اور جس کے رزق میں تنگی ہو۔ وہ جتنا اللہ نے اسے دیا ہے اس کے مطابق خرچ کرے۔"

لیکن اگر پرورش کرنے والا خود اجرت نہ لینا چاہے تو بچے کے جملہ اخراجات اس کے والد کے ذمہ ہوں۔ اور اسے انہیں ہر صورت میں ادا کرنے ہوں گے۔

❀❀......❀❀......❀❀

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انتهاء الحضانة

حضانت کی مدت کے اختتام کا حکم

① محضون (جس کی پرورش کی گئی ہے) اگر لڑکا ہے تو اس کے سن بلوغت کو پہنچنے تک حضانت کا حق باقی رہتا ہے۔ لیکن حضانت کی مدت ختم ہونے پر اگر بیوی اور خاوند کے درمیان بچے کو اپنانے کے لیے اختلاف ہو گیا تو اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں۔

مالکیۃ کے نزدیک: ماں زیادہ حق دار ہے۔ رات کے وقت وہ ماں کے پاس رہے گا لیکن دن کے وقت وہ باپ کے پاس کیونکہ ماں کی نسبت باپ اس کی تعلیم و تربیت بہتر طریقے سے انجام دے سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ باپ کو اختیار کرتا ہے تو وہ دن رات باپ کے پاس رہے گا لیکن وہ جس وقت بھی ماں سے ملنا چاہے گا تو اُسے روکا نہیں جائے گا۔

حنابلہ اور شافعیۃ کے نزدیک: بچے کو اختیار دیا جائے گا جسے وہ پسند کرے گا اسی کے پاس رہے گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

"جاء ت امرأة الى رسول الله ﷺ فقالت یارسول الله: ان زوجي يريد أن يذهب بابني وقد سقاني من بئر أبي عنبة (بئر خارج المدينة) وقد نفعني. فقال رسول الله ﷺ هذا أبوک وهذه أمک. فخذ بيد أيهما شئت. فأخذ بيد أمه، فانطلقت به" (ابو داؤد)

"ایک عورت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میرا خاوند میرے بیٹے کو اپنے پاس لے جانا چاہتا ہے۔ لیکن وہ میرے لیے ابی عنبۃ نامی کنویں سے پانی لا کر دیتا ہے اور وہ میرے لیے فائدہ مند بھی ہے، تو آپ ﷺ نے بچے سے کہا یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے تو جس کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چاہے ہاتھ پکڑ لے تو اس نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور وہ اُسے لے کر چلی گئی۔"

لیکن اگر بچہ دونوں کو اختیار کرے یا کسی کو بھی اختیار نہ کرے تو قرعہ کے ذریعہ فیصلہ کیا جائے گا۔

حنفیۃ کے نزدیک: حضانت کی مدت ختم ہونے پر باپ زیادہ حق دار ہے اور بچے کو اختیار نہیں دیا جائے گا۔

② محضون اگر لڑکی ہے تو مدتِ حضانت ختم ہونے پر اس کے بارے میں بھی فقہاء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے۔

شافعیۃ کے نزدیک: لڑکی کو بھی لڑکے کی طرح اختیار دیا جائے گا۔

مالکیۃ اور حنفیۃ کے نزدیک: ماں زیادہ حق دار ہے یہاں تک کہ وہ سن بلوغت کو پہنچ جائے اور اس کی شادی ہو جائے۔

حنابلہ کے نزدیک: لڑکی کو اختیار نہیں دیا جائے گا۔ نو سال کی عمر تک ماں زیا :حق دار ہے۔ اور نو سال کے بعد باپ زیادہ حق دار ہے۔

نوٹ:

حضانت کی مدت کے خاتمہ کے بعد ماں باپ میں سے کون زیادہ حق دار ہے شریعت میں اس بارے کوئی نص موجود نہیں ہے۔ لیکن بچے کی تربیت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ماں باپ میں سے نیک، صالح اور دین دار کو مقدم رکھا جائے گا۔ اور بچے کو اختیار نہیں دیا جائے گا۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے:

"تنازع أبوان صبيا عند بعض الحكام . فخيّر بينهما فاختار أباه. فقالت له أمه . اساله لأىّ شيئٍ يختار أباه ؟ فسأله : فقال ، أمي تبعثني كل يوم لكتاب والفقيه يضربني. وأبى يتركني للعب مع الصبيان. فقضى به للأم . وقال لها أنتِ أحق به"

(فقه السنة ج ۲۹۸/۲)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"بچے کے حصول کی خاطر والدین کے درمیان اختلاف ہوگیا اور وہ محکمہ شرعیہ میں چلے گئے۔ تو قاضی نے بچے کو اختیار دیا کہ بچہ ماں باپ میں سے جسے اختیار کرے گا اس کے پاس رہے گا۔ تو اس نے باپ کے پاس رہنے کو اختیار کیا۔ تو ماں نے قاضی سے کہا کہ اس سے پوچھو کہ اس نے باپ کے پاس رہنے کو کیوں پسند کیا ہے؟ تو لڑکے نے جواب دیا کہ ماں مجھے ہر روز پڑھنے کے لیے سکول بھیجتی ہے اور استاذ مجھے مارتا ہے اور باپ مجھے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے جانے کی اجازت دیتا ہے۔ تو پھر قاضی نے ماں کے حق میں فیصلہ دیا اور کہا کہ تم اس کی زیادہ حق دار ہو۔"

تمت بعون الله ، والحمد لله الذى بنعمته تتمّ الصالحات.

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين وعلى آله وأصحابه أجمعين ومن تبعهم بإحسان إلى يوم الدين

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مراجع

١	القرآن الکریم	
٢	ترجمہ معانی القرآن	فتح محمد خان جالندی
٣	ترجمہ معانی القرآن	صلاح الدین یوسف
٤	تفسیر القرآن العزیز	ابن کثیر، اسماعیل بن عمر
٥	احکام القرآن	ابن العربی محمد بن عبداللہ
٦	صحیح البخاری	محمد بن اسماعیل البخاری
٧	صحیح مسلم	ابوالحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری
٨	جامع الترمذی	ابوعیسی محمد بن سورۃ موسی الترمذی
٩	سنن ابی داؤد	ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق السجستانی
١٠	سنن النسائی	ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی النسائی
١١	سنن ابن ماجۃ	ابو عبداللہ محمد بن یزید بن عبداللہ ماجہ
١٢	مسند احمد	ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل الشیبانی
١٣	المؤطا	ابوعبداللہ مالک بن انس
١٤	اعلام المؤقعین	حافظ ابن قیم
١٥	المغنی	ابن قدامۃ المقدسی
١٦	کشف القناع	منصور بن یونس
١٧	مغنی المحتاج	محمد الخطیب
١٨	مسبوط	ابوبکر محمد بن احمد السرخسی
١٩	فتح القدیر	ابن ہمام

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

۲۰	الدر المختار	ابن عابدین محمد بن امین
۲۱	القوانین الفقهیة	ابن جوزی محمد بن احمد الجوزی
۲۲	جواهر الاکملیل	صالح بن عبدالسمیع
۲۳	المحلی	ابن حزم
۲٤	بدایة المجتهد	ابن رشد
۲٥	الفقه الاسلامی	وهبة الزحیلی
۲٦	کتاب الفقه علی المذاهب الاربعة	عبدالرحمن بن محمد الجزری
۲۷	الاحوال الشخصیة	الدکتور السباعی
۲۸	منهاج المسلم	ابوبکر جابر الجزائری
۲۹	فقه السنة	السید سابق
۳۰	تاریخ العرب قبل الاسلام	ڈاکٹر جواد علی
۳۱	انجیل(سفر التکوین)	
۳۲	انجیل متیٰ	
۳۳	رسالة البولس الی اهالی	کورنشوس

❁❁❁❁......❁❁❁❁

www.kitabosunnat.com

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

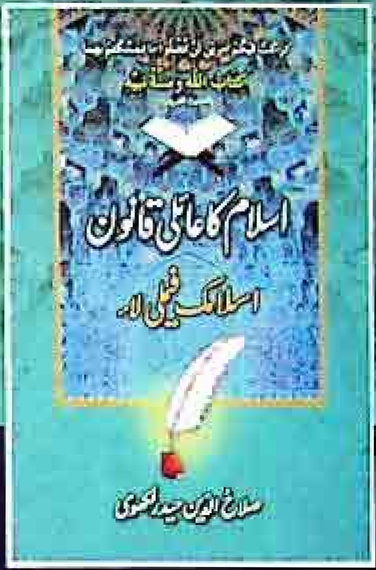

اللہ تعالیٰ کا ہم سب پر اِحسان ہے کہ اُس نے ہمیں نبی کریم ﷺ کا اُمتی بنایا اِس اِحسان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی آپ ﷺ کی سیرت کے مطابق ڈھالیں۔ چنانچہ نکاح کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اسے انبیاء کرام علیہم السلام کی سنت قرار دیا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"اے محمد ﷺ ہم نے تم سے پہلے بھی رسول بھیجے ہیں اور اُن سب کو بیویاں اور اولاد بھی دی۔" (سورۃ الرعد: 38)

اللہ تعالیٰ ہمیں سنت نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

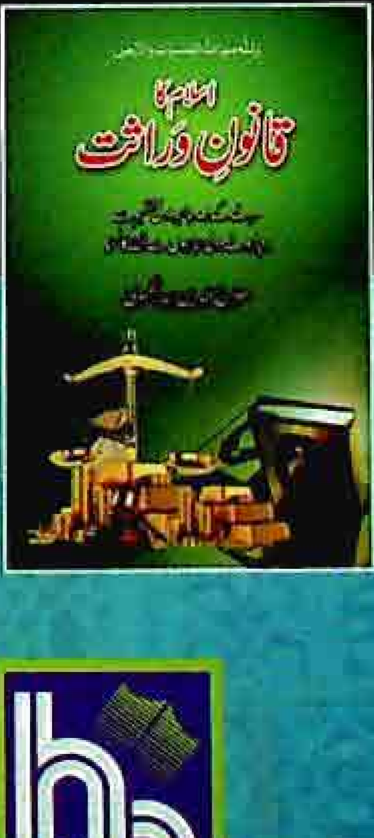

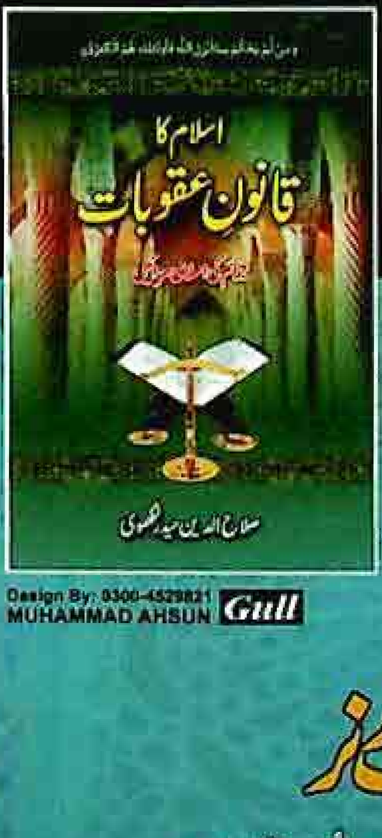

Design By: 0300-4529821
MUHAMMAD AHSUN Gull

حارث بک کارنر
فسٹ فلور الحمد مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور
موبائل: 0300-4067636 - 0324-6548653
HARIS BOOK CORNER